ما شاء الله لا قوة الا بالله

این دُرِ شاہوار اشعار آبدار انتخابیست از دواوین شاہ ظفر دہلوی یعنی

منتخب کلیات ظفر

از اہتمام عاجز محمد عبد الصمد نبیرۂ حاج میر در محمد مصطفی خان صاحب مغفور

در مطبع احمدی واقع کانسو محلہ لکھنؤ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف جلد اول

مقدور کسکو حمد خدائے جلیل کا	اسجا پہ بیزبان ہو دہن قال و قیل کا
پانی مین اوسکو راہبری کی کلیم کی	آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا
اوسکی مدد سے فوج ابابیل نے کیا	لشکر تباہ کعبے پہ اصحاب فیل کا
پیدا کیا وہ اوسنے نشیب عوج بن عنق	پل جسکی ساق پاسو بنا رود نیل کا
پھرتا ہی اوسکے حکم سو گردون بہ این	چلتا ہی یان عمل کوئی جر ثقیل کا
بلوایا اپنے دوست کو اوسنے وہان جہان	مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا

کیا پائے کنہ ذات کو اوسکی کوئی ظفر
وان عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

مژدہ اے دل کہ مری پاس یار آویگا	خاک رہ اوسکی بنونگا وہ سوار آویگا

چھپا خورشید تابان شرم سے زیر زمین جاکر
تجھے دیکھے نہ دیکھے سے یہ تو پوچھ لے

مری جو آہ کا شعلہ سپہر چرخ برین پہنچا
کہ نازک ہے نہایت ہی ترا آگے نہ تابین پہنچا

ظفر داماں مژگان ہی ٹپکا جا تھا آنسو
اگر سو پہنچا سے آنکھون تلک تو آستین پہنچا

ہان فرو سوز دل اک دم نہوا پر نہوا
اور گریہ سے بڑھا کم نہوا پر نہوا

سنکر احوال جگر سوز غریب عاشق کا
ہای افسوس تجھے غم نہوا پر نہوا

کشتۂ ناز کے افسوس جنازے پہ ذرا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا

چارہ گر کی نہین تقصیر یہ قسمت کی بدی
کارگر زخم پہ مرہم نہوا پر نہوا

تشنگی نالون کو میری ہوے گئے پتھر پانی
سر مژگان کبھی ترا نم نہوا پر نہوا

مثل نے آگیا دم ناک مین اپنا لیکن
یار اپنا کبھی ہمدم نہوا پر نہوا

میری جانب سے پڑی سخت گرہ دل مین ترے
شست پیمان ترا محکم نہوا پر نہوا

ہون وہ آزاد کہ جون سرو کسیکی خاطر
قد تعظیم مرا خم نہوا پر نہوا

رات ہمسایون نے دیکھا اوٹھکر دعا مانگ مین
شور و نالہ مرا مدھم نہوا پر نہوا

ہمدم کی بھی لے قدرت نولی تیرا ایسا
کسی مخلوق پہ عالم نہوا پر نہوا

کھلا کے بیٹھے گلشن مین ہزارون غنچے
دل ہمارا خوش و خرم نہوا پر نہوا

اے ظفر دیکھیے عشقی مین ہو گیا حال اپنا
چین دنیا مین تو اک دم نہوا پر نہوا

ہے یہ تو انسان خاک کا پتلا
ایک پانی کا بلبلا دیکھا

[illegible]

کہو ہے مجھ سے وہ قاتل کہ میرے کوچہ میں
رکھا جو تو نے قدم سر ترا اڑا دیگا

یہیں تو ساتھ دیکھے یہ مجھ کو ہوں کہ حیران
جو کچھ وہ پوچھیگا مجھ سے جواب کیا دونگا

اگر تو آ دیگا تو جا سے فرش پا انداز
میں اپنی آنکھیں [illegible]

دم خرام وہ بولا کہ ایک ٹھوکر میں
ہزار فتنۂ خوابیدہ کو جگا دیگا

جو پوچھا میں نے لب تیغ تو دیگا کیا
کہا کہ تیغ قاتل کو میں [illegible] دیگا

یہ دیکھو دم تجھے لایا تھا کھینچ جوش ظہور
کہ جلوہ جہان کا تماشا تجھے دکھا دیگا

نہ پوچھ تجھ سے ظفر میری تو حقیقت حال
اگر کہونگا ابھی تجھکو میں رلا دونگا

ذرا سے ہو سکے گردن جو مرا آیا
[illegible] طلب دل [illegible]

صورت ہی ہو گئی عجب اللہ کی قدرت
ہر جا [illegible] جلوہ [illegible]

[illegible] ہو رہا کر تو [illegible] کر دیکھ
اسی نما [illegible]

باندھی تیری تو نہیں جو کل [illegible]
آنکھیں [illegible] دیکھ کے [illegible]

لوٹیگا پڑا خاک کے بستر پہ تو آتش
آرام کی [illegible]

کیا حرف زبان تیری آیا تھا کہ ای شمع
گلگیر سے سر [illegible] کھول آیا

کیا جانے [illegible] وحشت میں
جو خاک بسر [illegible] لطف آیا

اک ہم ہی نہیں [illegible] جہان میں
جو آیا جہان میں [illegible] آیا

[illegible] سے جیسا [illegible]

[illegible]

کیا ہی رنگ تیغ کا سینہ ایسا سفید ایسا

ترا گر ناصح یا تیر اماں ہو کوئی جاتا
تو اوسکو ہاتھ پاؤں پاہ کا ئل ہو کئی جاتا

نہ آتا ہاتھ خون میں اگر اوس تشنہ خوں کے
تو اپنی تیغ پر خونکو وہ قائل ہو کئی جاتا

اوگلتا زہر پھر کیا کیا وہ تیرہ بخت سودائی
اگر کوئی ترے رخسار کا تل ہو کئی جاتا

اگر ہو سکتا عالم میں حصول علم بے محنت
تو پھر ساری کتابیں ایک جاہل ہو کئی جاتا

اوٹھا سکتا جو مجنوں نقش پا بے ناقہ لیلی
تو جون تعویذ ہیول دل وہ بیدل دیکھے ہو کئی جاتا

حلاوت یاد کر تیری آب تیغ کی قاتل
بدن کی زخم اپنے آپ گھایل ہو کئی جاتا

ظفر نے شغل ہی ہو جاتا سب کچھ منکشف اوپر
در تحیر جہان گر کوئی شاغل ہو کئی جاتا

اپنی جانب کو ہستے تو نے تھا یا ہوگا
کوئی اور اوسکو سوا تیرے بہایا ہوگا

در تانک جسکو ریائی ترقی ہوگی او
سنگ در چوم کی آنکھو نسے لگایا ہوگا

دیکھا وہ جو سمجھ کے کوئی نہ کبھی دل میں جگہ
دلمیں جس شخص کی تو آ کے سمایا ہوگا

تھا کیا ماہ کا کو کبھی یہ سر تیرے چھپتا
مہر پر نور نے بھی منھ نہ دکھایا ہوگا

در سر تم جو بتائی ہو نصیب اعدا
درد دل آپ کو عاشق نے ستایا ہوگا

در پئے قتل ہمیں پھر ہو قاتل ایلی
تیغ ابرو کو جو کھینچی تو ڈرایا ہوگا

بیٹھنا تو ہمیں ہوسے نہیں ظفر وہ بر سر
زلف کو ہاتھ کہیں تو نے لگایا ہوگا

[illegible]

سوزش الفت سی دل اپنا ہی مجمر سا بنا
اب جو سینے میں مری ہی ہر داغ اخگر سا بنا

کیا عجب جان سویدا اگر جلی شکل سپند
عشق نے کیا جا ہی کیا اپنی بھڑکانی ہی آگ

ای ظفر منظور تھا اوس چشم کو عاشق کا قتل
اس لیے ہر موے مژگان اوسکا خنجر سا بنا

غم دل کس لیے ہون کوئی بھی غمخوار نہین
اور اگر ہو بھی کوئی قابل اظہار نہین
زلف کے پیچ سے جیت سکتا نہین کوئی دل
کونسا دل ہی کہ جو اسمین گرفتار نہین
سیکڑون ہین جگر افگار ہزارون زخمی
پاس تیری کوئی خنجر کوئی تلوار نہین
کیا تری چشم سیہ مست کی کیفیت ہے
جسکو اب دیکھو وہ بیہوش ہی ہشیار نہین

غم فرقت کے سوا
چیکار ہنا سے بھلا
اور پیچ پیچ
ہے عجب دام بلا
تیرے ہاتھون لیکین
ہان مگر نازو ادا
کہ جہان ہو بدمست
ای بت ہوش ربا

مرتی خاک در یار پہ عشاق ظفر
اوٹھ کر جاتے کہان طاقت رفتار نہین

کہ جو ہونا ہو سو ہو
مثل نقش کف پا

دل کا کچھ کام نہ تجھ سی بت پرفن نکلا
جب تو آیا کہ مرا دم بت پرفن نکلا
رات چھیڑا تھا سی زلف جھک کر تمنے

دوست جانا تھا جسے جان کا دشمن نکلا
نکلا ارمان تو لیکن لب ارمان نکلا
ہاے تنہا ست کہ وہ آکے اپنی رہزن نکلا

[illegible]

دیکھنے کو ہم گئے تھے آج اوسکو بیخبر
کیا خبر تھی یہ کہ ہمکو دیکھکر چھپ جائیگا

ڈال مستی آنکھونکا پردہ دیکھ تو پیش نظر
یار عین وصل مین آے چشم تر چھپ جائیگا

تاک مین ہین آج سارے غمزہ و انداز و ناز
اِن نظربازون سے دل بیجگر کدھر چھپ جائیگا

اپنی ہستی پر نہ ہنس اتنا کہ ہستی ہے فنا
دیکھ ہنستے ہنستے ہی تو ای شرر چھپ جائیگا

اور چمکیگا زیادہ شعلۂ سوز درون
زیر پنبہ کیا ترا ای داغ جگر چھپ جائیگا

زندگی جبتک ہے کوئی عیب ہو یا ہو ہنر
ورنہ زیر خاک سب عیب و ہنر چھپ جائیگا

عشق ہوش ہین ظفر کھینچونگا مین شب کو جو آہ
دود دل کا بنکے اک بادل قمر چھپ جائیگا

نہ ہوس سیر چمن کی نہ گل تر کی ہوا
سر عاشق مین ہے اوس سرو چمن کی ہوا

کیا کہا آکے صبا نے کہ جو مانند حباب
ہوگئی جان تری عاشق مضطر کی ہوا

تیرے عاشق کو تری تیغ ادا ہو وہی نصیب
ای ستمگار لگے اوسکو نہ خنجر کی ہوا

زاہدا تجکو مبارک ہو ہوا ے جنت
ہم سلامت ہین اور کوچۂ دلبر کی ہوا

خانۂ چشم مین اک لحظہ نہ ٹھہرا آنسو
لگ گئی جیسے کہ اس طفل کو باہر کی ہوا

سنبلستان مین گر شام ہوئی مشک افشان
لیکے خوشبو ترے گیسوی معنبر کی ہوا

دل کو راحت ہوئی گر قطرۂ اشک آلود
ہے علاج خفقان بال کبوتر کی ہوا

جھومتی آئی ہے کیا شکل سیہ مست گھٹا
ساقیا آج تو ہے شیشہ و ساغر کی ہوا

داغ سوزان کو چھپا دیکر نہ دم سرد ظفر

[illegible]

کونسی پیکش کی سعوت ہو فرشتوں میں تو ہو
خال کا کاجل نہ سمجھو اوس زنخدان کے قریب
کہکشان کا خط نہیں یہ صاف آتا ہے نظر
منزل الفت میں غم کو میں جو اکسیر کرون
اوسکو دندان نہیں پرین تجھے ہنسی کی دیکھنا

دیکھکر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا
اگیا ہے ہاتھ رنگی سے کنارہ چاہ کا
عکس فانوس فلک میں ہے تری شمع آہ کا
مجکو ہے اسکا سہارا ہے یہ توشہ راہ کا
نے قلم کیا جا بجا لکھا ہے اسم اللہ کا

رتبہ عالی سے اوسکے آسمان بھی پست ہے
ای ظفر جو خاک پا ہے حضرت عالی جاہ کا

خوشی خوشی ہے جو خط نامہ بر لیے آیا
ممانعت نکر اتنی خدا سے ڈر ظالم
قدم رکھے ہے وہی عاشقی کی پیدا ہمیں
جب اشک آتا ہے مژگان تلک تو دو لیے
ہزار آپ کو وہ کھینچے ہیں اونکو
لیے کب اوس بت صیاد دوش طائر دل
کہاں وہ جائیں کہ میری نظر سے ہو غائب
جو آتا ہے تری مژگان کا ذکر خنجر ہاتھ لیے

یہ کچھ نہ کچھ تو خوشی کی خبر لیے آیا
ہمیں ہے شوق ترا تیرے گھر لیے آیا
کہ جو ہتھیلی پہ ہے اپنا سر لیے آیا
تو ساتھ اپنی ہی بخت جگر لیے آیا
مرا ہی جذبہ دل کھینچ کے لیے آیا
کہ دام زلف کو بھی دوش پر لیے آیا
تصور اونکو ہے زیر نظر لیے آیا
مرے لیے بھی ہر اک نشتر لیے آیا

ظفر ہے واسطے ہر طفل کے مہیا شیر
کہ رزق ساتھ ہی اپنے بشر لیے آیا

[illegible]

[illegible]

ای دل زار تو سویا کیا آرام سے رات — مجھے پل بھر بھی دل زار نے سونے نہ دیا

میں وہ مجنوں ہوں کہ زنداں میں نگہبانوں کو — میری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

سو نہیں کیا کہ مری پانو کو بھی اندیشہ — آرزوے خلش خار نے سونے نہ دیا

یاس و غم رنج و تعب سے ہوئے دشمن جہان
ای ظفر شب انھیں دو چار نے سونے نہ دیا

نہ درویشوں کا خرقہ چاہیے نہ تاج شاہانا — مجھے تو ہوش دے اتنا رہوں میں تجھ پہ دیوانا

کتابوں میں دھرا کیا ہے بہت لکھ کر دھو ڈالیں — ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہے تیرا فرمانا

غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے گلشن میں — دیے جا ساقی پیماں شکن بھر بھر کے پیمانا

نہ دیکھا وہ کہیں جلوہ جو دیکھا خانۂ دل میں — بہت مسجد میں سر مارا بہت سا ڈھونڈا بتخانا

کچھ ایسا ہو کہ جس سے منزل مقصود کو پہنچوں — طریق پارسائی ہووے یا ہو راہ رندانا

یہ ساری آمد و شد ہے نفس کی آمد و شد پر — اسی تک آنا جانا ہے نہ پھر جانا نہ پھر آنا

ظفر وہ زاہد بیدرد کی ہو حق سے بہتر ہے
کرے گر رند درد دل سے ہاو ہوئے مستانا

دیگر

مری آنکھ بند تھی جب تلک وہ نظر میں نور جمال تھا — کھلی آنکھ تو نہ خبر رہی کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا

دم وصل ابرو عشوہ گر خوشی عید کی تھی تجھی — خم تیغ تیرا جو سامنے نظر آیا شکل ہلال تھا

کہوں کس تصور یار کو کیوں نہیں خضر خجستہ پے — کہ یہی تو دشت فراق میں مجھے رہنما وصال تھا

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

ترے رخ کے خیال میں کون سے دن اٹھے مجھ پہ نہ فتنہ روز جزا
تری زلف کے دھیان میں کونسی شب مرے سر پہ ہجوم بلا نہ رہا

دل میں اک تنکا سا مارا جو کسیکی یاد میں	یہ ہوئی حالت کہ دم سینہ میں آکر رک گیا
پہلوان عشق کا کیا بوتہ ہو تجھے جال	جو تڑپتا تھا تجھے پر اوسکے وہ چھپٹ کر رک گیا
کاروان منزل پہ پہونچا اور ساتھی ہم سفر	مثل گرد کاروان اک میں پچھڑ کر رک گیا

اور تبدیل قوافی میں غزل لکھ اے ظفر
تا تجھ میں اپنے قلم کو کیوں بگڑ رہ گیا

جبکہ وہ خط پڑھکے بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا	دل خطر دار وہ کا دھڑکا اور دھڑک کر رہ گیا
حسرت دیں ہو لوح پر تیر وہ کہ قاتل کوئی دم	زیر تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہ گیا
پھر گیا کیوں آنا در پر تیرے خانہ خراب	شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہ گیا
سنکے نالا اور جوش گریہ میرا دلفگار	آسمان برابر گرجا اور گرج کر رہ گیا

ہر نفس اور شامیں مژگان کی جنبش سے ظفر
دلمیں اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا

نہیں عشق میں اسکا تو رنج ہمیں کہ قرار و شکیب ذرا نہ رہا
غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نہ رہا

مطلع ثانی

دیا اپنی خودی کو جو ہم نے اوٹھا وہ جو پردہ سا بیچ میں تھا نہ رہا
رہے پردے میں اب نہ وہ پردہ نشین کوئی دوسرا اوسکے سوا نہ رہا

ہمیں ساغر بادہ کے دینے میں اب کرے دیر جو ساقی تو ہائے غضب
کہ یہ عہد نشاط یہ دور طرب نہ رہیگا جہاں میں سدا نہ رہا

کئی روز میں آج وہ مہر لقا ہوا میرے جو سامنے جلوہ نما
مجھے صبر و قرار ذرا اوسکے پاس بجا ہے حواس بجا نہ رہا

[illegible]

[illegible]

قطعہ

آدمی اوسکو نجانیے گا وہ ہیکلیسا ہی صاحب فہم و ذکا

جسے عیش مین یاد خدا نہی جسے طیش مین خوف خدا نرہا

دیگر

خدا جانے کہان بیٹھا ہو وہ اور ہی کہہ پھرتا

تماشا دیکھا کیا دور تا ہی شک کہان ہی

لکھا قسمت کا اپنی الیا دم اپنی آنکھون

جو سرگردانی اپنی اوسی کہتا ہون تو کہتی

محبت جتی کی ہی و گرنہ لیعد مرنیکے

کوئی آرام سی کیونکر زمین پر بیٹھنے پاتا

یکسو چشم تصور سی ہی سب پیش نظر پھرتا

اگرچہ شعبدہ بازی سی ہی آنکھا ہی پھرتا

نہین لیکر جواب آیا ہی اتبک سے ہر پھرتا

خدا کیو اسطے چلے رہو ہی سر اسر پھرتا

نہین کوئی کسیکی قبر پر بھی آن کر پھرتا

رہی جب یہ گردش افلاک کون پھر پھرتا

جنون اسلطنت دی لشکر صحرا جنون کو

بگوے کا ہی چتر اوسکے جو سر پر اظفر پھرتا

دیتا اگر دیکھ تیری چشم سیاہ کا

خورشید آسمان چہارم پہ ہی کہان

کثرت ہی آنسو نکی ہجوم سیاہ غم

تنکے جیسے گا وحشیونکی طرح ناصحا

کس مہروش نے چہرہ سے برقع اوٹھا دیا

کرتا ہی جسکے ساتھ فلک کج ادائیان

اسو جیا نا چھوڑ دے پھر اک نگاہ کا

شعلہ کوئی بلند ہوا میری آہ کا

نالہ نہین نشان ہی یہ اوس سیاہ کا

دیکھے گا گر کرشمہ اوس آہو نگاہ کا

منہ ہو گیا سفید فلک پر جو ماہ کا

دیتا ہی اوسکو عشق کسی کج کلاہ کا

صبا نے جلس دو سکھا ہی کس سے

چمن مین سیہ لالہ اک پتا نہ پایا

ظفر دل جانا ہی یا ہم کون جانے

کہا یا اوس مین کیا اور کیا نہ پایا

جب آیا اور ... سے روتا ہوا سحاب آیا

[illegible]

[illegible]

کبھی دیکھ کے پروانہ شمع کا شعلہ	سر پر	قیامت آئی کہ نیزے پہ آفتاب آیا

جھکی ہوئی ہے گلستان میں آنکھ نرگس کی
ظفر وہ کون ہے جس سے اسے حجاب آیا

دیگر

یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا — یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا
اپنا دیوانہ بنایا مجھے ہوتا تو نے — کیوں خردمند بنایا نہ بنایا ہوتا
خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے — کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو — عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن — زلف مشکیں کا ترے شانہ بنایا ہوتا
صوفیوں کی جو نہ تھا لائق صحبت تو مجھے — قابل جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا
تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے — تو چراغ در میخانہ بنایا ہوتا
شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا اس نے — ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

نہوں کیا رنگ دس گل کا یا یا یا یا — ہوا رنگین چمن سارا یا یا یا یا
[illegible] — نری [illegible] میں کیا کیا یا یا یا یا
[illegible] — لب سبز [illegible] گویا یا یا یا یا

[illegible]

[illegible]

فغان عاشق کا سننا چمن میں شوق گر ہے	دماغ اب نالۂ بلبل سے ہو کیونکر نہ تر گل کا

ظفر باد صبا بھی ایک بادی چور ہے دیکھا
اڑا کر لے گئی کیسا چمن سے گنج زر گل کا

دیگر

جب ترے بیمار کی گردن کا منکا ڈھل گیا	ہمدم ہوئی آنکھ میں نقشہ کفن کا ڈھل گیا
جان شیریں تیری میں لاکھوں شمائل کوہکن	گرچہ جوبن اوس میں تیرا شیریں بدن کا ڈھل گیا
شام ہی پکڑی تو پھر کیونکر کٹی غم کی رات	دن تو یہ ہر طرح سے رنج و محن کا ڈھل گیا
شمع کا کیا تھا ہی جو اوس سے ہمسر ہو سکے	صاف سانچے میں بدن اوس سیم تن کا ڈھل گیا

جا بجا تحسین ہے سراپا اس غزل میں اے ظفر
واہ وا کیا خوب مضمون ہے سخن کا ڈھل گیا

دیگر

خط رخ پہ تیرے آنے نظر گلبدن لگا	ہو کیوں نہ شور دل میں کہ مہ کو گہن لگا
گلشن میں اوسکی جلوۂ قامت کے سامنے	مانند بید کانپنے سرو چمن لگا
کروٹ بدل کے سونے سے کیا خاک ہے مزا	سینے سے سینہ اور بدن سے بدن لگا
گر سنے سے تھم گیا یہ فلک پیری آہ سے	دیکھو تو کیا ستون ہے سقف کہن لگا
پھولا نہ رنگ گل نہ سمایا میں آپ میں	اگر مرے گلے جو وہ گل پیرہن لگا
کیونکر نہ اپنا روز بھی ہو کہ اب ترا	قسمت سے ہاتھ بوسہ سیب ذقن لگا

[illegible]

تو اے اسد دم کہ ہو وقتِ خرامی گلبدن خندا
زمین [illegible] ہنستی [illegible] مکان [illegible] خندا

برنگ کاسۂ بستہ آج ہے دستِ مہری
ہوا شب کو مہ کامل سر چرخ کہن خندا

جو وہ خورشید رو بھی محفل آرا ہے تو [illegible]
تو پھر ہو جائیگا ایسا شمع انجمن خندا

خدا جانے سحر کسکی لگی ہے یہ ہوائی
حباب آسا جو میرا ہو گیا ہے پیرہن خندا

سحر گر بام پر دیکھے اگر ناہید [illegible] کا
زمین ہو چرخ بھی فنا [illegible] خندا

حرارت ستد ہے سوز محبت کی [illegible]
نہ ہوگا بعد مردن بھی تن زیر کفن خندا

تو مت سمجھ ہو اب تجھ لگا کر [illegible]
کہ میرا سینۂ سوزاں ہوا غنچہ دہن خندا

مرے لب عشق کی تیری ہمیں [illegible]
کہ لب تیرے اگر ہیں [illegible] بدن خندا

ہوا کیوں ایک شب [illegible]
سحر ہو جائیگا ای شعلۂ شمع لگن خندا

مرا دل تشنہ ہے زلف عرق آلودہ کا
پلا دے اسکو پانی تو سر چاہِ ذقن خندا

برنگ شمع بنس ہر دم وہ آتش جلا
شتاب ای دیدۂ پرآب کر میرا بدن خندا

سدا دل شعلہ افروز آتش سے [illegible] ساقی
نہیں ہوتا یہ گلشن کبھی ای جان [illegible] خندا

چلے ہیں انکو چوری سے ہم اوس ماہ کے گھر
چراغ ماہ کو کر دے تو ای چرخ کہن خندا

ظفر لکھوں غزل وہ اور تبدیل قوافی میں
کہ تا ہو جائے اب بازار ارباب سخن خندا

کرے دشمن تیغ لیکر ہاتھ کو اپنے اگر اونچا
یقین ہے ہو سکے او سد فم [illegible] کا کبھی اونچا

دماغ اوس ماہرو کا ہے جواب عرش معلی [illegible]
بنایا چاہتا ہے کاخ گردون بھی [illegible] اونچا

یا صبح ہے یا آئینہ یا ہے ید بیضا
یا صفحۂ رخسار کسی شوخ جبین کا
یا مشتری و زہرہ ہی یا مہر درخشان
یا جلوۂ پر نور ہے یہ ماہ مبین کا
یا تختۂ بلور ہی یا لوح ہے سیمین
یا صفحۂ سادہ کسی انمول نگین کا

کیا نور زمین شعر کی یہ تو نے نکالی
ہی وصف ظفر اسمین بیان اوسکی جبین کا

مر جائیے یا کچھ ہو کسے دھیان کسیکا
دنیا مین نہین کوئی مری جان کسیکا
ملنے کا تجھے رہتا ہی ارمان کسیکا
لیتا جو نہین نام کسی آن کسیکا
ٹکڑا نہین ای دست جنون ایک بھی تجھ سے چھوڑا
داماں سے لے تا بگریبان کسیکا
یہ سنگدلی اپنی تو چھوڑ دو للہ
دل توڑتے ہو کسلیے ہر آن کسیکا
ہوتی ہے بری عشق کی آتش مجھے ڈر ہے
گھر پھونکے نہ یہ آتش سوزان کسیکا
ہے عشق کی منزل مین چل نہ جا کسی سے
لٹ جائیے کہین راہ مین سامان کسیکا
سوجھی ہے مجھے سر ٹیکے دیوانے کے زلفن
گھر دیکھنگے ڈبو دیدۂ گریان کسیکا
ہے زلف و رخ یار کی قائل کوئی ہر گز
ہندو ہی ہوسکیگا نہ مسلمان کسیکا

اب قافیہ و بحر ظفر چھیڑ غزل لکھ
ہٹ جائے نہ اس سمت سے پھیر دھیان کسیکا

دیگر

نہین دیکھ بہت ستانا کسیکا
کڑھانا کسیکا

مرے جاتے ہیں غیروں سے لگایا کچھ نہ کچھ ہوگا
مزا یا وہ تو اوسکی دلمیں آیا کچھ نہ کچھ ہوگا

تری تیغ ستم کے جو مزے رکھے ہیں
مزا اونکو محبت نے چکھایا کچھ نہ کچھ ہوگا

خبر جب لائی ہوگی وہ گل خندہ لگی ایسی
تو گلشن میں صبا نے گل کھلایا کچھ نہ کچھ ہوگا

لڑے ہیں سیکدین آج جو یون شیشہ و ساغر
کرشمہ چشم ساقی نے دکھایا کچھ نہ کچھ ہوگا

نہ ڈھونڈھا اور نہ پایا ہمنے کچھ انس ہستی میں
وگر نہ جسنے ڈھونڈھا ہوگا پایا کچھ نہ کچھ ہوگا

مرے خط کی جو اوسنے بن پڑھے ٹکڑے کیے صد
کسینے میری جانب سے پڑھایا کچھ نہ کچھ ہوگا

سنا ہیگی لگی اونکو بھی ساری آپ آنکھوں میں
کسینے میرا افسانا سنایا کچھ نہ کچھ ہوگا

بتان کرتے تو ہیں ظلم و ستم پر چاہتا ہوں میں
کبھی انصاف بھی اسکا خدایا کچھ نہ کچھ ہوگا

بنا کر قصر کیا نازان ہے تو سوچ اے منعم
کہ پہلے بھی کسینے یان بنایا کچھ نہ کچھ ہوگا

الم ہو رنج و غم ہو داغ ہو یا درد ہو دلمیں
دل آزار دن سے ہمنے دل لگایا کچھ نہ کچھ ہوگا

کہا ہوگا نہ گرچہ صاف حال دل ظفر اپنا
پر اونکو رمز والون نے جتایا کچھ نہ کچھ ہوگا

دیگر

مرغ دل یون تری مژگان سے بسمل گیا تھا
جیسے جنگل مین ہو شاہین سے کبوتر کا تھا

جای حسرت ہے کہ تار رگ جان سے میری
کفش پا کو نہ کسی نے ترے دلبر گانٹھا

نفس تند سے باہم ہے دم سرد مرا
مینے اس تیر کو اس طرح ستمگر کا تھا

ہے ہر بات پہ دکھلا دے ہے تو یون افغان
نہیں معلوم تجھے غیر کے کیونکر کا تھا

لہلہاتی کیوں لب جو پہ سر آب جو | دفن یاں اوسکا شہید قامت چالاک تھا
گردش چشم بتاں سے آگہی سیکھی ہی طور | ورنہ گرداں کب بھلا یوں گنبد افلاک تھا
تھا شہید ہجر کا سر پہ ماتم سحر گلشن میں کیا | جو سحر ہوتی ہی بلبل گل گریباں چاک تھا

جو نہ کہنا تھا کہا جھٹ منہ پہ اوس سفاک کے
سچ تو یہ ہی ہاں ظفر بھی ایک ہی بیباک تھا

ہو تو کے تمہارے در تک اپنا کہاں سے آنا | جب تک قدم ہو مشکل اس ناتواں سے آنا
بیمار غم کو تیرے دیکھو آئے سب اطبا | جینے کا ایک باقی ہے آسماں سے آنا
کوئے عدم کو جا کر کوئی پھر آئے ہر گز | دشوار ہے نہایت شاید یہاں سے آنا
للہ کر نہ دیجو برباد خاک عاشق | آہستہ اے صبا تو کوے بتاں سے آنا
اک آن میں ہے سودا عاشق کے خنجر دل کا | فرماؤ آپ کیوں ہے ناحق زباں سے آنا
کیا دخل ہے کہ آوے گرد خاک کشتگاں کا | آنا کبھی جو شاید دامن کشاں سے آنا

دم اے ظفر ہوا تھا اپنا بھی رات تو ہیں
خوشبو کا اوسکو زلف عنبر فشاں سے آنا

جگر کے ٹکڑے ہوئے جل کے دل کباب ہوا | یہ عشق جان کو میری کوئی عذاب ہوا
کیا جو قتل مجھے تم نے خوب کام کیا | کہ میں عذاب سے چھوٹا تمھیں ثواب ہوا
کبھی تو شیفتہ اوس نے کہا کبھی شیدا | غرض کہ روز نیا اک مجھے خطاب ہوا
پیوں نہ اشک سے خون کیوں نہ سینہ میں اپنا | کہ ساتھ غیر کے وہ آج ہمشراب ہوا

ظفر وہ لکھنا ہے احوال دل شکستہ اپنا
تو ایک قصہ سے کیا ہووے گا کتاب اپنا

ہمارا عاشق کو تو کیا کام [illegible] نکلا
تم ہیں کیا کام [illegible] انام تمہارا نکلا

روش نکہت گل سیر کو گھر سے باہر
[illegible] تمہارا نکلا

سارے منہ تکنے لگے گھر میں تمہارے [illegible]
[illegible] قاصد جو پیام تمہارا نکلا

دل کو ہم جانتے تھے ہوگا تمہارا [illegible]
یہ تو [illegible] جب نام تمہارا نکلا

صد شوخی کہ گر دل لیکے [illegible] میں
کیوں نہ ہی [illegible] دل [illegible] کام تمہارا نکلا

نیند بھر [illegible] زلفوں کی قسم
ذکر یہاں جیسے [illegible] شام تمہارا نکلا

کچھ تو پایا نہ ذرا عالم صحبت میں [illegible]
پر خیال ای ظفر اب خام تمہارا نکلا

قارون [illegible] سر پہ [illegible] لے چلا
دنیا سے کیا بخیل [illegible] رنج سے لے چلا

منت تھی بوسۂ لب شیریں کرو دل [illegible]
مجھکو [illegible] ہزار [illegible] گنج سے لے چلا

ساقی سنبھالنا ہے جلدی مجھے سنبھال
ورنہ [illegible] شطرنج سے لے چلا

دوڑا کے ہاتھ چھاتی پہ ہم [illegible]
جیسے کوئی [illegible] لے چلا

جو سر کا لطف ہے کہ جس وقت [illegible]
ہم [illegible] رنج سے لے چلا

جس دم ظفر [illegible] غزل [illegible]
آنکھوں پہ رکھ [illegible] سخن [illegible] لے چلا

[illegible]

قسم خدا کی تجھے قاصد اک یہ پیغام
ادھر بھی آ کبھی کیوں ستمگر کو دل سے
حجاب اس میں جو [illegible] کی غنچۂ گل نے
[illegible] کہ [illegible] شیر کی [illegible]
[illegible] چشم [illegible] کبھی [illegible]

کہا ہے یار نے [illegible] تو نے جی ہی کہا
نہ آ نظر میں کبھی تو [illegible] ہی کہا
لبوں کو [illegible] تیری [illegible] ہی کہا
کبھی آپ [illegible] اک حرف [illegible] سی کہا
تمہارے [illegible] سے کچھ ایسا ہی کہا

ظفر وہ دشمن جان ہے اوسے بچا ہو دوست
[illegible] کو وہ [illegible] دوستی ہی کہا

[illegible] حال اپنا کیا کیوں [illegible] ہو گیا
[illegible] گل [illegible] وہ [illegible]
[illegible] تو جو [illegible]
[illegible] ساقی [illegible]
آدمی [illegible]
[illegible] آیا نظر [illegible]
[illegible] لب [illegible]
[illegible] جہان [illegible]

[illegible] شبنم [illegible] ہو گیا
قطرۂ شبنم [illegible] ہو گیا
[illegible] اک [illegible] ہو گیا
ساغر خورشید اک [illegible] ہو گیا
زہر اوس [illegible] ہو گیا
ماہ کامل [illegible] ہو گیا
ساغر یاقوت [illegible] ہو گیا
[illegible] چھا گیا

[illegible] وحشت کبھی بلا ہو دی کہ [illegible] ظفر
[illegible] قدم [illegible] ہو گیا

[illegible]

دیا ہے ہم کو دل ایسا جان جہان کیا نہ
تماشہ نہیں جو یہ ہم ہیں جہان ہو جانا
عشق در ساز آگ سے تو نہیں کیسا جانا
آج تو ان کام دیکھ کر افشان ہو جانا
جون تو پروانہ کی جلی ہوئی پر محفل ہی
عشق میں ایسی تاثیر ہو جو خفقان ہو جانا
در ہجر کا درد ہی جان کو آزار جانی
دیکھی ہالین کے اک چاند میان ہو جانا
رو بیابان کو تحفہ نام ونشان ہو جانا
آئینہ پیچ پیچ تو نام ونشان ہو جانا
گھر سے عاشق کی تا خفقان جانا
کہ تیرا جانا اور اوسکو خفقان ہو جانا
آنکھ کو دکھاتی ہے ہم ظفر جمال جانان
دل کا صفائی ظفر آئینہ سان ہو جانا

خرام ناز سے تیری سبزہ تیری پامال ہو گیا اوڑا تا خاک تا ہے تذرو ہوا تہ خزان	گلزار ہوا ایک فتنہ ای نگار اوٹھا ہوا بگولا سا جو ہے یہ اک غبار اوٹھا ہوا

خدا جانے بھڑکتی ہے ظفر کیا آگ سینہ میں
کہ دم کے ساتھ ہے شعلہ سا بار اوٹھا ہوا آتا

دیگر

الفت کا ملا ہم کو مزا یار کسیکا	پیا کبھی ہوتا نہیں اقرار کسیکا
گر ہم ہیں گنہگار تو گر خاک کا پیوند	پھر دو جہاں اوٹھا ہے جفا ستمگار کسیکا
جون آئینہ اب حیرت دیدار سے ہر	رہتا ہے کہ ملا دیدہ بیدار کسیکا
رونیکا ہیگا ہی عالم تو پھر اک	گھر دیگا ڈوبا دیدہ خونبار کسیکا
شانی سے نبل پیونکہ گریا ہے سر	دل زلف پریشان میں گرفتار کسیکا
تک یونہیں خبر دیدہ صفت نگی لیلا	پہلو میں تڑپتا ہے دل زار کسیکا

ستی کو نہیں ہے ہوس ... ظفر تو
محتاج نہ کر حیدر کرار کسیکا

یوں تو جانا تھیں منظور جہاں سے جانا	پر جو آنا ہو تو دھوکے سے تو یہاں آ جانا
آنسو کا مری نگہ سے روان ہے جانا	اور مرا راز نہان آہ سے عیان جانا
دوستی کی ہیں انداز تمہارے معلوم	پر کہیں تم نہ مرے دشمن جان ہو جانا
تم دشمن کو کیا جانے سکھانا	تنگ دل میں مری تیر و سنان ہو جانا

دیگر

کون تھا یار امانت کا اوٹھانیوالا
گرچہ دنیا میں نہوتا ظفر انسان پیدا

ہمنے بھی کو عشق میں بد ظن بنا لیا
تھا دل جو دوست وسکو بھی دشمن بنا لیا

مشق ستم رہی ہی اوسکی کہ جبتلک
ہر استخوان کو میری نہ قطارن بنا لیا

دعوی تھا ایک عمر سے اسلام کا ہمین
اوس بت نے ایکدم میں برہمن بنا لیا

آنکھوں نے تیری سحر کیا اک نگاہ مین
دیوانہ مجکو اے بت پرفن بنا لیا

قصر بہشت تجکو مبارک ہو زاہدا
ہمنے تو کوے یار مین مسکن بنا لیا

اللہ ری تیری سنگدلی تو نے اپنا دل
پتھر بنا لیا ہی کہ آہن بنا لیا

بگڑا مزاج دیکھیے کیسی سنے ظفر
منہ اوسنے یون جو پھیر کی چتون بنا لیا

دیگر

ہر ضبط فغان از نہان ہو نہیں سکتا
اور تجھ سے بھی دلا ضبط فغان ہو نہیں سکتا

بیتاب تری دل سے یہ عالم ہی کہ اب تو
اشک آنکھوں سے بھی تیری روان ہو نہیں سکتا

سرتا بقدم شمع صفت ہم کو زبان ہون
پر سوز غم عشق بیان ہو نہیں سکتا

جبتک شفا خانہ سے بین سن تو نہ ہو
کچھ میرا علاج خفقان ہو نہیں سکتا

ہے چشم مری چشم سے ہو ابر تو کیونکر
اسطرح وہ خونابہ فشان ہو نہیں سکتا

کیا جانیے کیا ہو گیا ہے تیرا غمزہ کہ جسنے
جانبر کوئی اے آفت جان ہو نہیں سکتا

صبر کرتا تھا جو ہوتا تھا کہیں سوے خلق ‏— کہتے ہیں اپنے برائی یوں تھا تو اوں ہوا

دیکھے اوس بیدرد کو دل ہوں وقف عشق پر منہ
واہ دیکھ خستے ٹھہاسے یوں تھا تو یوں ہوا

پوچھی یار روز نے کہتے یار کیا تھا کیا ہوا ‏— آج تک کہتا نہیں آزار کیا تھا کیا ہوا

یاد کرتے کر دو گرم جا میں اوس کو جمیں ہیں ہم ‏— وہ نہ پوچھے تو عمل لیں لو ار کیا تھا کیا ہوا

دیکھ تو اپنے میں اپنے خط عارض کو تو ‏— تیرا عالم آہ پری رخسار کیا تھا کیا ہوا

پھر یا چمن تا نفس نے یہ ہو تیلا خاک کا ‏— پوچھتا الجھا از تو نہ یوں دمار کیا تھا کیا ہوا

ہو گیا جو کچھ کہ ہوتا تھا مری تقدیر میں ‏— کیا کہوں میں تجھ سے اے غمخوار کیا تھا کیا ہوا

حال دل سن کر وہ بگڑا اٹھی مجھ سے ‏— ہائے میں سودا دم اظہار کیا تھا کیا ہوا

چھپتی ہے شیریں کوئی تا شہر یوں ‏— دیکھ رنگ لالہ رخسار کیا تھا کیا ہوا

کیا رہا ہے درد فرقت وہی ہے نہ یں ‏— حال تیرا اے دل بیمار کیا تھا کیا ہوا

سرکشی کرتا ہے کیا اپنی ہستی حباب ‏— دیکھنا اک دم میں بیدار کیا تھا کیا ہوا

لے گیا وہ غمزہ میں جو دل کا اے ظفر
ہو گیا حیران میں کہتا کیا تھا کیا ہوا

مرا تو حال ہوا ایسا کہ نہیں تھا ‏— مجھے شکوہ نہیں تیری قسمت میں جو تھا

قریب اشتیاق پر دیکھو اگر یاران ‏— کہ اوس کا وہ حسنات سے کچھ نہیں تھا

نہ بولے مجھ سے کچھ خبر نہیں ہم اچھا کیا ‏— انکھیں دیکھ جو تیرا ہونا ہے ازم اور صحبت میں پیدا

[illegible]

عشق کے میدان میں رستم کا منہ پھر جائیگا
تیغ غم کے سامنے ضیغم کا منہ پھر جائیگا

منہ لگائیگا جہاں کو اور ہوگا تیرا منہ
تو اگر پھیریگا منہ عالم کا منہ پھر جائیگا

دیکھ لینا لوگ تیری قبلہ رو گر پھیر فرش
گو زمیں بھی عاشق بیدم کا منہ پھر جائیگا

خشت بنیادی جہاں بار طمانچہ حرص کا
حق کی جانب سے وہیں آدم کا منہ پھر جائیگا

منہ کی منہ میں شعلہ خو ہم سخن جانا ن
بلکہ تیری تیغ آتش دم کا منہ پھر جائیگا

کھائیگا جھکو کہانتک فریب جانا تک غم
دیکھ لینا کھا کے کھائی غم کا منہ پھر جائیگا

ہوگا جب افروختہ جب دم تو اوسکے روبرو
ہے ظفر کیا تیغ عالم کا منہ پھر جائیگا

دیگر

رو لی جو دل پھوٹ کر جگر ہونی لگا
اور اگر رونیکو روکا درد سر ہونی لگا

ہوگئی وہ اور بھی ہمسی کشیدہ واہ وا
تیر آہ دل کی کشش اولٹا اثر ہونی لگا

کچھ خبر تھی کہ دی ایسی کہ سنتی ہی جسے
دلستی میں تجھسے مرا دل بیخبر ہونی لگا

زلف کو جو چھیڑ اسمیں کیا میری خطا
تجھسے برہم کسلیے تو اسقدر ہونی لگا

جیسے کہکر اپنا حال دل پا سبکو رلا
ہر طرف وبال پر وبال تر ہونی لگا

تجھسے عالم اپنی حسن حیرت افزا کا پوچھیے
آپ حیران آئینہ تو دیکھ کر ہونی لگا

کوچہ جاناں نہیں جانا ہی پڑیگا ہو سو ہو
کیا کہوں بیتاب دل پھر اے ظفر ہونی لگا

[illegible]

بازار محبت میں نہ دل بیچ تو اپنا
بکتا جاتا ہے ساتھ اوسکے ظفر بیچنے والا

ہزار طرح سے کھولا وہ دل پر بانہ کھلا
سب جراحت دل تیرے سامنے قاتل
چمن میں جا کے گرہ تو لی غنچہ کی کھولی
خطا اوسنے ٹھوکر لگے دیکھا کہ خدا جانے
ستم ہے وہ مری رفتہ پہ ہنسکے کہتا ہے
کھلے ہزار در باغ دل کشا لیکن
ہمارے درد کو کیا جانے ناصح بیدرد
نہوتا درد محبت کا گر وہ تشنہ خون

زمین نہ کھلنے کا کچھ اور سبکے ہمارا نہ کھلا
اگر کھلا ہے تو ہے کینہ بحر و بجانہ کھلا
ہرا اپنا عقدۂ دل تجھسے ای صبا نہ کھلا
کہ اوسپہ کچھ مرا مضمون خط علم کھلا نہ کھلا
کہ تیر کے کا کچھ ہم سے ماجرا نہ کھلا
دل گرفتہ مرا بند ہی رہا وہ خم نہ کھلا
کسی پہ حال یہ بیخبر درد آشنا نہ کھلا
تو رہتا سینہ تری سوفار تیر کا نہ کھلا

سر شک خون نہ بہے چشم سے ظفر جبتک
ہمارے دلکا کبھی راز کی ذرا نہ کھلا

مرحبا دیدۂ تر گوہر غلطان وگلا
سبز بند ایہ نہیں کا نمین اوس کا مرکو
نہیں جانون نے یہ جانا کہ ترا کیا مطلب
قطرۂ اشک نہیں مرغ نظر نے تیرے
تو گل اشرفی انکو نہ سمجھ تیری لیے

آفرین زخم جگر لعل بدخشان اوگلا
افعی زلف نے زہر ای دل نادان اوگلا
نیچہ ہاتھ سے جب کہ مری جان اوگلا
دانہ شاید کہ ہی ای دیدۂ گریان اوگلا
یہ زمین نے ہی خزانہ گل خندان اوگلا

کبھی جا کر نہ پھرتا میں گلی میں جو برے کوچے
اگر مجھکو نہ میرا یہ دل مضطر لیے پھرتا

نہ ہوتا شوق کو سے لقا تو کون پھر مجھکو
ظفر خورشید کی مانند یوں دن بھر لیے پھرتا

عشق کی میدان میں رہ کر ہمنے دیا سر کٹا
جو قدم آگے بڑھا پھر نہ وہ پیچھے ہٹا

دیکھتے ہی عشق کو عقل گئی سٹ پٹا
دلکو مرے آفریں یہ جو ڈٹا تو ڈٹا

تیغ نگہ کو ذرا تو نے جو چمکا دیا
بھول گئی دیکھکر برق بلا پینترا

عارض پُر نور پر کھول جو دی تو نے زلف
سمجھے یہ جانا کہ ہے رات بڑھی دن گھٹا

عشق کی دولت ہے درد کون اور کسکو دے
یہ نہ کسی سے بٹے اور نہ کسی سے بٹا

پھرتا ہے جوگی بنا تیرے لیے آفتاب
خط شعاعی نہیں سر پہ کھلی ہے جٹا

چشم کے تیری ہے کام جیسے بڑا سر سے
زہر بھری ہر نگہ سانپ ہے بیٹھا جٹا

ناز و ادا و نگہ غمزہ و عشوہ ترے
پانچوں ہیں دشمن مرے اور کرشمہ چھٹا

دامن و جیب اے ظفر چاک ہو تو ہو رفو
دل نہیں جاتا سیا یہ جو پھٹا تو پھٹا

بتوں کی ہے وہ آشنائی کا دھندا
کہ ہے جس سے ساری خدائی کا دھندا

وہ جب دیکھو آئینہ ہی دیکھتے ہیں
رہے ہے انھیں خود نمائی کا دھندا

جیسے یا مری پر نہ عاشق سے چھوٹے
خیال وصال و جدائی کا دھندا

ہمارا تو پیشہ ہے رندی ہمیشہ
ہوا ہم سے کب پارسائی کا دھندا

کل اک حریف نے تخفیف وقت بر خواری
عجب کی ظفر آرزوئے غ کو اروغ کیا

یا تنک خط کا پہونچنا ہی مشکل ہوئیگا
قتل کر دے مری کیا تجکو حاصل ہوئیگا
ہوئیگا دیوانہ میری طرح تجکو دیکھکر
عمر بھر مجنون کریگا دشت میں شوق جنون
پردۂ فانوس میں چھپ جائیگی جھلک شمع
گو جگر فولاد کا رکھتا ہی آئینہ وصلے
تیر سنگ سر سے گرتا ہی وہ تیغ نگاہ
ناصحا جائیگا تو اوس وقت میرا دردِ دل

تا سحر جبتک نہ اپنا طایر دل ہوئیگا
خون ناحق ایک تیرے سر پہ قاتل ہوئیگا
ای پری رُخ کوئی گر کیسا ہی عاقل ہوئیگا
جب تری وحشی کی شاگردی کو قابل ہوئیگا
جلوہ گر محفل میں گر وہ زیب محفل ہوئیگا
ہوئیگا معلوم جب آوس سے مقابل ہوئیگا
کون کشتہ ہوگا دیکھیں کون بسمل ہوئیگا
جب کسی پر دل ترا امیدوار مایل ہوئیگا

خضر کی حاجت نہیں ہی ہمکو راہ عشق میں
ای ظفر رہبر ہمارا شوق کامل ہوئیگا

رخ جو زیر سنبل پر پیچ و تاب آجائیگا
تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آجائیگا
ہونہ بیتاب اتنا گر اوسکو عتاب آجائیگا
اسقدر رونا نہیں بہتر بس اب اشکوں کو رو
پیش ہوئیگا اگر تیرے گناہوں کا حساب

پھر کے برج سنبلہ میں آفتاب آجائیگا
صبر مجھکو دیکھکر خط کا جواب آجائیگا
تو غضب میں یہ دل خانہ خراب آجائیگا
ورنہ طوفان میں یہ چشم پر آب آجائیگا
تنگ ظالم عرصۂ روز حساب آجائیگا

بکتا ہی ایک مدت سی یہ خوبان کی ہاتھ دل
اس جنس کا جی اب تو یہی بھاو بگڑ گیا

سلجھے گا کیونکہ دیکھیے دل زلف یار سے
بیطرح اچھین وسین یہ وہ بھاو بگڑ گیا

جو کعبہ مین ہم شیخ وہی بتکدہ مین ہے
ناحق کا تیری دل مین ہی کھٹکا پڑ گیا

بازی لگا دی عشق کی چوسر مین شوق سے
پو بارہ ہین ظفر جو کوئی داؤ پڑ گیا

مصور جبکہ اوسکی صورت معقول کھینچیگا
نہیں کھینچیگا زلف انکا اور قد طول کھینچیگا

کوئی قطرہ عرق کا گر ترے رخسار پر کھینچی
چمن مین کیا خجالت سی تو کا پھول کھینچیگا

مگر بہزاد کا رنگ مین کیا جانے کیا ہوگا
اگر اس کام مین کچھ عرصہ مجہول کھینچیگا

بے تشہیر بعد از قتل بھی جرم محبت پر
مقرر ہی کہ تو وہ لاشۂ مقتول کھینچیگا

جو ہوگا مرد معقول اوسکو ہوگا پاس انکا
اگر دو رانکو تو کھینچے گا نامعقول کھینچیگا

ظفر گرچہ نہیں معمول اوسکا کھینچ پھرتا ہی
مگر یہ جذبۂ دل اوسکو بے معمول کھینچیگا

کسیکی ذات سی ہمکو برائی بھی ہوئی تو کیا
ویا بدلے برائی کے بھلائی گر ہوئی تو کیا

یہان قسمت پہ شاکر ہین کہ حصہ وصل اپنا ہی
نشی ہمکو ہوئی تو کیا گدائی گر ہوئی تو کیا

کدورت دل سی دوس آئینہ رو کب نکلتی ہی
مری در اوسکی ظاہر مین صفائی گر ہوئی تو کیا

طبیب وصل بین ممکن نہین آرام عاشق کو
مریض عشق کی صدہا دوائی گر ہوئی تو کیا

نچھوڑی اوس بت بے رحم کافر کی ہرگز دوستی مینے
ظفر دشمن سی ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

[illegible] دریا

دیکھکر مثل الف وہ قد رعنا سیدھا
دل سے نکلا مرے جو نالہ سو نکلا سیدھا

نہوا گردن دلدار میں خم تو نہیں ہا
مدتوں پھر دعا و دست تمنا سیدھا

کج ادا ایسا کیا حسن کی دولت نے اوسے
بولتا بھی نہیں وہ شوخ خودآرا سیدھا

باتیں کرتا ہے عدو مجھ سے جو ٹیڑھی ٹیڑھی بھی
ایکدن خوب ہے کج بحث نہیں گا سیدھا

جانا اوس لعبتا کو چمن کہے ہے خم در خم
دل شامت زدہ لے مانگ کا رستہ سیدھا

اے کماندار تری تیر کی قربان ہوں [illegible]
چھوٹتے ہی مرے دل کی طرف آیا سیدھا

طرز ٹیڑھی ہے سخن کی ترے کس سے ہو دا
ظفر انداز ہے یاروں کا تو سیدھا سیدھا

بنا ہے جو رخ مہوش پہ تل پری ہے بنا
کوئی ہے زہرہ بنا کوئی مشتری ہے بنا

جو در ہے اشک یاقوت لعل بخت جگر
ہمارا دیدہ پر در کان جوہری ہے بنا

کوئی بنا کوئی بگڑا یہی رہا ہر روز
جہان میں جلسہ کہ یہ چرخ چنبری ہے بنا

تمہارے روئے منور پہ مطلع ابرو
عجیب مطلع دیوان انوری ہے بنا

ہٹا و آئینے کو روبرو سے جلد یہاں
کہ ہم میں تم میں یہ سد سکندری ہے بنا

رنگین سید وفا کیا ہم اوس ستمگر سے
کہ وہ زمانے میں بہر ستمگری ہے بنا

ظفر کسی سے بگڑ کر نہیں وہ کرتے بات
کہ جنکے واسطے خلق پیمبری ہے بنا

وہ اشکوں کا یاں ہے تلاطم [illegible] دریا
کہ چڑھتا ہے [illegible] چشم تر دم میں دریا

[illegible]

اٹھتا یا دو جہاں سے ہاتھ پر تیری محبت سے
نہ ہرگز اے ستمگر اس تری مائل کا ہاتھ اٹھا

نہیں اٹھنے کا ہو کر خشک اور سکتا ہاتھ مجنوں سے
جو تجھ بن ساربان ناقہ محمل کا ہاتھ اٹھا

گئے ہم سامنے سو بار پر تیرا جب سلامت کو
نہ محفل میں کبھی اوس نے تو محفل کا ہاتھ اٹھا

رہا سر پر ہمارے دو جہاں میں افسر شاہی
ظفر سر سے نہ اپنی مرشد کامل کا ہاتھ اٹھا

بن تیری عجب حال مری جان ہے میرا
بیٹھا ہوں کہیں اور کہیں دھیان ہے میرا

سے مجکو غرض دین سے نہ ہی کفر سے مطلب
عشق اوس بت بدکیش کا ایمان ہے میرا

کچھ تو پوچھو نہ جو حسن بتان کی ہے تجلی
دل دیکھتا کچھ اسمیں عجب شان ہے میرا

حال دل غمگین نہ کہا تجھ سے کسی سے
اے حضرت غم تمپہ یہ احسان ہے میرا

مانع جو رہ نیک سے ہو وے تجھے غافل
تو جان لے یہ دل میں کہ شیطان ہے میرا

صحرا سے بھی میں جاؤں نکل تنگ ہوں اتنا
پر خار نہیں چھوڑتا دامان ہے میرا

فرمائیں جو ناصح وہ سر و چشم پہ میرے
پر دل تو نہیں تابع فرمان ہے میرا

آرام کہاں مجکو نہ جب تک ہو بغل میں
وہ شوخ کہ آرام دل و جان ہے میرا

جب سنتا ہوں میں نام ظفر مجھ جان کا
ہو جاتا دل اوس نام پہ قربان ہے میرا

تنگ مجنوں سے طبیعت ز جنوں آ جائیگا
پھاڑ ڈالیگا گریبان کو جنوں آ جائیگا

دیکھنا اک دن جلا کر خاک کر دیگا تجھے
کام ہی سیر کبھی سوز دروں آ جائیگا

[illegible]

[illegible]

سرکش جو بہت حسن پہ ہوا اپنے ہو اے شمع
ناکام رہا گردن زخم زبان سے
تو دوستی نے ملا دیدۂ پر آب کو کس نے

دیکھا کبھی جلوہ نہیں اوس ماہ لقا کا
اچھا ہوا انشا کی نہ ہوا تیغ جفا کا
پھیکا ہی کہ نقش پای ستمگر رنگ حنا کا

نیسان سے اور اس چشم گہربار سے میری
دیکھو سے ظفر ہوگا کبھی خوب جھڑا کا

اگر پردہ شب ماہ جبین دیکھا تو کیا دیکھا
ہماری عید تو ہے دیکھنے پہ تیرے ابرو کے
کچھ ایسا ہو کہ دیکھیں وہ ادھر چشم عنایت سے
مزا جب ہے کہ وہ بیٹھے سامنے اور ہم آنکھ سے دیکھیں
کہیں ہو پاس بیٹھیں اوس کو ہم لگ کی تنہائی
کہاں فرصت کہ دیکھیں آنکھ بھر کر دم کو

نہ جگنو اے سہ پردہ نشین دیکھا تو کیا دیکھا
ہلال عید کو اے مہ جبین دیکھا تو کیا دیکھا
ہمیں گردش ہو کر خاتم نگین دیکھا تو کیا دیکھا
عزیزو جلتے پھر کر میں دیکھا تو کیا دیکھا
اگر ہمنے لگا کر دوربین دیکھا تو کیا دیکھا
او سی کر ہمنے وقت دلنشین دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا ہمنے جب وس عالم تصویر کا نقشہ
ظفر گر نقش نقاشان چین دیکھا تو کیا دیکھا

کام نہیں کسی سے کچھ کوئی بھلا ہو یا برا
مرغ چمن ہزار سے مطرب خوش نوا تو کیا
زاہد سنگدل اگر سیکڑوں برس کرے گذر
تیری مریض عشق سے وہ کبھی ہضم ہو سکے

سب کے آگے ہمیں بجھتے کتنے ہیں
اس دل ناز کی کشش کا پردہ سارے
دختر رز کو دیکھا او سکا بھی ال
الغت پھر عشق گر غذا وفا ہو یا کہ

[illegible]

دیکھا مجھی نہ تونے اور آنکھوں میں میرا دم
آخر کو یار تیرے تغافل میں آگیا

کاکل میں تنگ آیا تو زلفوں میں آیا دل
زلفوں میں تنگ آیا تو کاکل میں آگیا

جلدی سے قاصد و نکلی ہوا پوچھنا اے ظفر
وان سے جواب خط کا تامل میں آگیا

شمع کا داغ جگر ہی بزم میں گیا گل بنا
بلکہ اوسکا دود دل بھی ہمسر سنبل بنا

دیکھ پھر آخر خزان ہی کوئی دن ہی یہ بہار
اس چمن میں آشیان اپنا نہ اے بلبل بنا

ملگیا دریا میں جب قطرہ تو دریا ہوگیا
جزو جو کل میں ہوا گم جزو تھی وہ کل بنا

میں وہ میکش ہوں کہ میری خاک سی بعد از مرگ
یا سبو ہے بنا یا کوئی جام مل بنا

دل کا زنجیر بلا سے چھوٹنا مشکل ہوا
جب سے یہ شانہ وہ سودائی کاکل بنا

چھوڑ جا دنیا میں منعم کچھ تو اپنا تو نشان
یا سرا یا چاہ یا مسجد بنا یا پل بنا

اے ظفر آئی قیامت بزم میں ساقی بغیر
شور محشر میرے حق میں خندہ قلقل بنا

نہیں یہ سوز محبت نے ہمکو داغ دیا
ہمارے خانہ دل کے لیے چراغ دیا

مطلع ثانی

نہیں جو عشق نے یہ سینہ داغ داغ دیا
ہماری سیر کو گلشن میں خدا نے باغ دیا

تمہاری زلف کے کوچے میں مجکو شانہ نے
تمام سے دل گم گشتہ کا سراغ دیا

جو مانگی عشق سے فرہاد و قیس نے جاگیر
تو اوسکو کوہ دیا اور اسکو راغ دیا

ولکو چھیدا مری ناخن کہ خراشوں نے تمام
خط اعمر اودیکھہ لیا ایک مغز دینو کیا
حلقہ زلف سے تم پیچ نہ سکے جس دل
سیہ غربت وہ کٹھری یہ نہ کھلکا گیا
خاک مجنون کو کیا وادی وحشت میں نے

بہتر اس سے جنون نے ہی چیر اودھیڑا
حرف نہ مطلب کوئی غور سے اودھیڑا
اس بلا نے تھیں ... جو چیر اودھیڑا
لیتے سینہ ... پھر بھی سی اودھیڑا
کہ کیوں کی سی کوئی ... اودھیڑا

ہم نہ کہتے تھے ظفر ... نہ دل ...
ناپسند اوسنے کیا سینے ہی چیر اودھیڑا

اونچی ... کو دکھن کی بھر کے لیتو
فقیر ای یار ہو جاؤ ... محبت میں
یہ ... کی ... کا نہیں دل
لب ساغر کی تیری لگا بوسہ کر لب ساغر
ہلا دو ... زمین ...
جو ... شیشہ دل ... بار ...

دہن بوسہ ... لب ...
زمین ... کے ...
دہ ... میں ... مقابل ...
تو ... آیا ... کیا
ذرا کر ... دل ...
تو ... میں ... کیا

کر ونگا کعبہ میں جا کر ظفر کیا ... گا ...
تو یہ ... کافر ... کر لیو نگا

کیوں نہ بیتاب ہو دل ... کھاتا
زلف ... ہو ... کا سانپ

کرتا ہے ... اول کھاتا
یا ... میں ... کوئی ماریہ بل کھاتا

[illegible]

کہ جگر جکڑا ہوا ہے سلاسل مین بیٹھا	کہان پایا جگر کسو دا سیہ زلف شبرنگ
خدنگ ترا نگہ کا ہی دل مین بیٹھا	روان جیون ثل لہو جو آنکھون سی بہیں ہر دم

جھوٹا ہو دہ گو ہی ظفر اوس سے کہدو
نہ باتین بنا میری محفل مین بیٹھا

پہنچا ہوا ہی جگر مین میری نیش مژگان یار کیسا
کھٹکا ہی رہتا ہی سا مجھے دم کہ آہی سینے مین خار کیسا
جو مست اوس چشم مست کا ہین نہیں ہی اونکو ہوش باقی
کہ جام کیسا شراب کیسی نشا ہے کیسا خمار کیسا
نہ دیکھا جو اشک تار دیکھا تو اوسنے ہنس کر مجھسے پوچھا
کہ تو نے اپنے گلے مین الا یہ موتیون کا سا ہار کیسا
اوڑاتا کیا خاک بسر یہ مجنون چلا ہے زندان سے تو ہا ہون
اوڑتی ہے دیکھو یہ گرد کیسی اوٹھا ہے دیکھو غبار کیسا
کرے جو تجھ سے تپاک پیدا جو تجھ پہ ہی شعلہ خو ہو شیدا
پہر اوسکے ہوش و حواس کیسے پھر اوسکا صبر و قرار کیسا
یہ لیکے تیر و کمان کا جانا شکار کا ہی فقط بہانا
تجھے کسی کو وہ نیند بنانا ارے ستمگر شکار کیسا
ظفر جو کیسیری ہی ادہر جیون خفا ہی تجھسے وہ شوخ پرفن

[illegible]

کیا کہدیا ہے کان میں باد بہار نے
مارے ہنسی کے گل جو زمین پر ہے لوٹتا

ہنستی ہے جو زلف کے خط رخسار پر ترے
مار سیاہ سبزہ پہ کافر ہے لوٹتا

کیا جانے ذبح ہو کے میں آتا ہے کیا مزا
بسمل جو تیرا تیغ خنجر سے ہے لوٹتا

ہر شیخ گو شکیبا سا ہے بھلا و دست
بازار میں شراب وہ پیکر ہے لوٹتا

سر کٹ کے بھی ہوا نہیں ٹھنڈا شہید عشق
تن لوٹتا کہیں ہے کہیں سر ہے لوٹتا

ہیں یوں تو اس غزل پہ ظفر لوٹتے سبھی
لیکن زیادہ سب سے سخنور ہے لوٹتا

جب عاشقی میں دل نے مرا پاس کھو دیا
شنے بھی وسکا ایسا کیا ماس کھو دیا

مفلس کے ہوش کیا ہیں اوس نے تو عقل کو
اے چرخ تو نے باعث افلاس کھو دیا

اقرار نامہ اونکی محبت کا ہم نے جن میں
دکھلائیں کیا کہ ہم نے وہ قرطاس کھو دیا

مضمون تو آ گیا تھا خموشی کا اپنے ہاتھ
یاروں نے کی جوانی کی بکواس کھو دیا

خورشید جو چھپا تو یہ آیا نظر میں جوش
سونیکا وہ فلک نے کہاں طاس کھو دیا

افسوس اپنے اشک کی جانی نہ ہم نے قدر
کیا بے بہا نگینۂ الماس کھو دیا

نے دل رکھا نہ جان رکھی اپنی عشق میں
جو کچھ کہ اے ظفر تھا مرے پاس کھو دیا

اگر مری دل سوزاں کا داغ گل ہوتا
کبھی چمن میں نہ گل کا چراغ گل ہوتا

وہ رشک گل جو گلستاں میں سیر کرتا
تو غنچہ ہوتا گلابی ایاغ گل ہوتا

[illegible]

آتش دل کو مرے اور بھی بھڑکا دے ہے
روتا آتا ہے تو پھر دمبدم آتی ہے ٹھنڈی
نہیں دنیا میں ہوا خواہ کسیکا کوئی
دم ہوا ہوتا ہے مرغان قفس کا صیاد

اے ستمگار ترے دامن تر کو لگی ہوا
سرد ہوتی ہے دلا آمد باران کی ہوا
کچھ نصیبوں ہی سے بندہ جاتی ہے [illegible]
جب قفس میں کبھی آتی ہے گلستاں کی ہوا

دل رنجور کو بہتر ہے ہوا سے رخ یار
اے ظفر دیتے ہیں بیمار کو قرآن کی ہوا

کیوں نہ ہو زخم دل بیتاب کا پھاہا
گر زخم پر آلودہ ہو خوناب کا پھاہا
دل ریش کو اوس نرگس مخمور کے ہے
کام آیا نہ زخم دل سے جیا کمان سے
اپنے خط عارض سے چڑھا سر کی پٹی
نشتر غم سے ہم ہوئے تیر زلف کے
کرتی ہے مری خون جراحت بجھیا
وہ زخمی شمشیر حوادث ہے کہ جسکا
زخم دل عاشق کی نہ سوزش میں کمی
پر درد کو تسکین ہے غرض کیا کہ زخم
محبوب کا سایہ کیوں محبوب ظفر [illegible]

بھیگا ہوا جسکے کا نہ پھر آب کا پھاہا
ہم رنگ ہو برگ گل شاداب کا پھاہا
کیا چاہیے کافی ہے مری تاب کا پھاہا
اک مرہم کافور ہے مہتاب کا پھاہا
چپکا نہ مرے زخم پہ تیزاب کا پھاہا
دیکھا نہیں زخم گل سیراب کا پھاہا
ہمسر ہو جو خورشید جہانتاب کا پھاہا
اسکے ہی لئے زخم بھی سیراب کا پھاہا
بالفرض اگر اوس پہ ہو کمخواب کا پھاہا
یکساں ہے کہ ریگ ہو کمخواب کا پھاہا
ہے مرہم شمخواری جہاں کا پھاہا

[illegible]

چراغ وشمع میں کیا ہے جو نہیں دیکھا | جہان دیکھا وہاں اک جلوۂ [illegible]

کیا کیا کیا گذر عالم ظلمت [illegible] آنکھ سے
کہیں کیا ہے جو یاں مثل چشم نقش پا دیکھا

دل کا آئینہ جب صفا دیکھا
کیا کہوں بتکدے میں کیا دیکھا
تو وہ دیکھتا ہے تیری ملکوت کا
یہ جہان بھی عجب تماشا گاہ
ہمنے راہ وفا میں غیر از عشق
سامنے اوس نگاہ کو دل کو
خاک دنیا کی سیر کی تمنے
کھول کر آنکھ اپنی مثل حباب

[illegible] جہاں تھا [illegible] دیکھا
جلوۂ قدرت خدا دیکھا
نہ سنا اور نہ دوسرا دیکھا
ہر تماشا یہاں نیا دیکھا
کوئی ایسا نہ رہنما دیکھا
[illegible] قضا دیکھا
[illegible] نہیں [illegible] دیکھا
کچھ نہ سمنے بجز فنا دیکھا

عشق سے کیا بلا کہ اس میں ظفر
ایک عالم کو مبتلا دیکھا

تجھ کو حق میں جب سے ہمنے کیا کہا
سب آشناؤں [illegible]
کہا کیا تجھ کو [illegible] احوال ہمنشین
جفا میں [illegible] اسقدر کہ مری [illegible]

مگر خدا [illegible] خدا نہ کہا
یہ وہ ان کی [illegible] برا کہا
[illegible] تو برا کہا
مگر کبھی [illegible] مرحبا نہ کہا

[illegible]

چرخ پر تجھ سی اتر سی شفق تریا کی چمک
گلشن نار میں ہر ذرہ میں دریکا چراغ
آئینہ خاک سی پایا ہی جلا کیا ہی عجیب
ہو گیا زردی خسار سو عاشق کو فروغ

جبکہ ماتھی پہ ترے سر آنکو جو جھمکیا
آتش عشق سی داغ دل مضطر چمکیا
خاکساری سی اگر صاحب ہی ... چمکیا
شیخ الصبیان کی جہان ماتھ لگا ز چمکا

شعلۂ آہ مرا جا سکے فلک پر روز
اسی دل ... مہر درخشاں سکے برابر چمکا

کوئی نہیں سمجھا کہ یہ ہمسر ... بیتاب پار ریکا
وہ یار ب سبزہ زار رخ ... کو نہیں تو لی
کوئی بیتاب کر عشق میں گر خیال ... ہو وا
کر ہی فریاد کیا بلبل کہ ہو منظور شبنم
تعجب کیا اثر تو اضطراب ... بلبل کی جشم
ٹھہر تی ہی نہیں ... پر شو ... سے

اسی تو دیکھ کر ہو تا ہی زہرہ آب پار ریکا
بنا تا ہی بیا لہ جس سے یہ جہتاب پار ریکا
تو نزدیک آنہ ... اگر گشتہ ہو تا ہا ... پار ریکا
تر آب ان میں بھرا گل شاداب پار ریکا
کرے گر کام ہر اک قطرہ خوناب پار ریکا
رکھیں ہیں ... اصل احباب پار ریکا

پہ سیر و شکار اسی ... الطاف خواجہ
ظفر ... زخم میں ... بالا ... پار ریکا

ٹھہرا سہرا جیا نون ... سے اٹھ گیا
تو رسی ... غم ذرہ ... جہاں
وہ تھا جو مہر ... سکے لیے ... اعتبار نور

دل بھی قسم ... ایک ... سے اٹھ گیا
کھبرا کے غمگسار ... سے وٹ گیا
سب تیرا ایک جلوہ دکھا نے سے اٹھ گیا

[illegible]

[illegible]

تجھکو کیا تیری بلا سے کوئی اے غفلت شعار
ہوگیا گر کشتۂ تیغ تغافل ہوگیا

ہوگیا پھیکا تری جا سے رنگ روئے گل
بے نمک نالہ سے میرے شور بلبل ہوگیا

نالہ پر درد دل سوداے خط زلف مین
میری خاطر دستۂ ریحان سنبل ہوگیا

کسکی چشم مست نے اوٹھا ہی ساقی سیکڑ
جون حباب اوندھا جو ہر اک ساغر مل

لکھکے خط کھلی پہ کیا تو خط آتا ہی نہین
سن کے چپکے ہم غیر سے تجھکو تو شل ہوگیا

تھی اجل کو سون تامل لیکن اوسکی چشم کو
کام اپنا اک نظر مین تا تامل ہوگیا

فاتحہ مین تو نہ آیا حسرتا واحسرتا
اور اس حسرت مین عاشق کا ترقل ہو

ساتھ اس قامت کی ماری کے سر اپنا تو نہ مار
اے ظفر دل تو اسیر زلف و کاکل ہوگیا

خط آہ جو مین کہون اوس سے خط پڑھا گیا
پڑھا گیا مگر ایسی نمط پڑھا نہ گیا

تھا سے صفحۂ رخسار پر خط گلزار
ہجوم خال سے تھے جو نقطہ پڑھا گیا

ہمارا محضر خونین جو محکمے مین گیا
لکھا ہوا تھا کچھ ایسا غلط پڑھا گیا

جو کوئی مصرع مضمون گریہ مین لکھا
کسی سے شکل خط موج شط پڑھا نہ گیا

پڑھا تمام مرا نامہ اوسنے حرف بحرف
جو مدعا تھا وہی ہان فقط پڑھا نہ گیا

ترے مریض کا نسخہ طبیب نے جو لکھا
قلم کو ایسا دیا اوسنے قط پڑھا نہ گیا

لکھا ہی کیا مری تقدیر مین خدا جانے
پڑھا اگرچہ ظفر سو نمط پڑھا نہ گیا

[illegible]

ردیف الف جلد سوم

بجھے سکا سوز جگر میرا جو شِ گریہ سے	اگرچہ اس قفس پائی اک جہان پھر گیا
اتنے ہم دلکو بچالائی نہیں لاتینگے پھر	گریہ ہو کر شیفتہ اوس گلستان پر پھر گیا

دیر کیا اور کعبہ کیا دونون سے دل میرا ظفر
پہونچتے ہی اوس صنم کے آستان پر پھر گیا

نہ اوسکا بھید یاری سے نہ عیاری سے ہاتھ آیا	خدا آگاہ ہے دل کی خبرداری سے ہاتھ آیا
نہ جب تک ہوش منزل کو کیا پہونچے	کہ رستہ ہاتھ آیا جسکے ہشیاری سے ہاتھ آیا
ہوا حقیقی ہمارے کیون ستمگار آسمان تیرا	کوئی پوچھے کہ ظالم کیا ستمگاری سے ہاتھ آیا
اگرچہ مال دنیا ہاتھ بھی آیا حریصون کے	تو دیکھا ہم نے کس کس لت کی خواری سے ہاتھ آیا
نہ کر ظالم دل آزاری جو دل منظور ہے لینا	کسیکا دل جو ہاتھ آیا تو دلداری سے ہاتھ آیا
اگرچہ خاکساری کیمیا کا سہل نسخہ ہے	ولیکن ہاتھ آیا جسکے دشواری سے ہاتھ آیا
ہوئی ہرگز نہ تیری چشم کے بیمار کو صحت	نہ جبتک ہی تیری خط زنگاری سے ہاتھ آیا
کوئی وحشی رم دیدہ تمہارے ہاتھ آیا تھا	پر اے صیاد وحشی گرفتاری سے ہاتھ آیا

ظفر جو دو جہان مین گوہر مقصود تھا اپنا
جناب فخر دین کی جو مددگاری سے ہاتھ آیا

نفس کے ساتھ جو دود جگر لیتا ہوا آیا	کباب سوختہ کا سا مری منہ مین مزا آیا
وہ آئینہ آئی پر کیا اوسنے جو آتے کو	تو اس اقرار سے دلکو قرار اپنی ذرا آیا
چڑھا یا جوشِ گریہ نے ہماری اشک دریا	اگر دو دن بھی نظر پانیکا سا اک بلبلا آیا

[illegible]

ہمنے روضہ کو تری روضۂ رضوان پایا
بلکہ رضوان کو نہ یان ہمسر دربان پایا

محو نظارہ ہوا آکے جو اس گلشن مین
چشم نرگس کیطرح سے اوسے حیران پایا

دیکھے سب معرفت آگاہ ترے در کے فقیر
ہمنے پایا جسے یان صاحب عرفان پایا

تیرے دروازے کی ہے خاک وہ اکسیر شفا
کہ جسے ہمنے ہر اک درد کا درمان پایا

تشنہ لب تھے تری محبت کے ہوئے کیسے سیراب
ہمنے ہر چشمہ کو یان چشمۂ حیوان پایا

کہے اس درجۂ عالی کی کوئی کیا رفعت
کہ اسے عرش کا ہمسایہ ایوان پایا

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈتے پھرتے تھے جسے
شکر صد شکر کہ وہ ہمنے ظفر یان پایا

حال دل سب لکھا نہین جاتا
اور لکھون تو پڑھا نہین جاتا

کوئی وان تک ذرا نہین جاتا
جسکو کہتا ہون جا نہین جاتا

کیونکہ طے راہ عشق ہو کہ وہان
دو قدم بھی چلا نہین جاتا

تیرے تیر نگاہ سے ظالم
دل بچے کیا بچا نہین جاتا

آگیا جب زبان پہ نام ترا
پھر زبان سے مزا نہین جاتا

تشنۂ آب خنجر قاتل
سوے آب بقا نہین جاتا

تیرے بیمار غم کے پاس اگر
کون روتا ہوا نہین جاتا

جب کہ ہوتا ہے دل مرا بیتاب
تو سنبھالا ذرا نہین جاتا

محو حیرت ہون صورت تصویر
کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا

[illegible]

[illegible]

غش او سے نہ میں ہوں نہ غیر ای ظفر کہ جز بلبل
بہار میں کبھی مرغوب داغ گل نہ ہوا

کوئی صنم اوسے سمجھا کوئی خدا سمجھا
نہ آیا دل کی سمجھ میں کہ بار غم ہے گراں
چڑھا جو اشک کا دریا مری تو ایک جہان
بنایا رخ پہ ہے کیوں تو نے خال کاجل کا
نہ سمجھے سینے کو کیوں عرصہ گاہ محشر وہ
غم جدائی میں موت اوسکو عین صحت ہے

نہ سمجھے ہم کہ وہ کیا سمجھا اور کیا سمجھا
اگرچہ ہنسنے دیا اوسکو بار سا سمجھا
فلک کے خیمے کو پانی کا بلبلا سمجھا
یہ نکتہ میں نہیں ای شوخ مہ لقا سمجھا
جو دل کے داغ کو خورشید حشر کا سمجھا
مریض ہجر ترا زہر کو دوا سمجھا

ہمیشہ کیوں تری آنکھوں سے اشک جاری ہیں
ظفر ہمیں بھی ذرا یہ تو ماجرا سمجھا

ای ستمگر تو نے ایسا مجھکو بٹ کھٹ کر دیا
صبح گل اوسکا کھلا تو نے جو ہمکو دیکھکر
کر دہیں پانی کی میں مشربہ آب تند میں
کھل گئیں یکبار کی آنکھیں سی مہر و ماہ کی
جو تیرے کوچے میں سویا خاک پر آرام سے
یہ تو اونکا خوب سیکھے ہو جسے جا با او
اشک کے قطرے یہ جاتے ہیں بھر بھر کے سبو

ان فریبوں نے تری عالم کو الٹ پلٹ کر دیا
رات کو اپنا چراغ خانہ گل جھٹ کر دیا
خون دل سے آنسوؤں کو بھی غٹ پٹ کر دیا
جبکہ اپنے منہ سے تو نے دور گھونگھٹ کر دیا
ترک اوس نے اپنے سونے کا چھپر کھٹ کر دیا
ہمنے سودائی دکھا کر زلف کی لٹ کر دیا
جوش گریہ نے مری آنکھوں کو پنگھٹ کر دیا

واسطے ہمین کے لیا خاک ہو نشو و نما
سبز ہو سکتا نہین جو کہ دانہ گھن گیا

جاگ اوٹھا خواب عدم سے یک بیک سارا جہان
کان مین جسدم ظفر خالق کا امر کن گیا

گر فلک تک یہ ہمارا نالۂ دل جائیگا
کنگرہ عرش معلی کا ابھی ہل جائیگا

غم نہین جائیگا تیرا جب تلک ہے دم مین دم
دم کو سنا تھا یا ہے پر درد غم کا شامل جائیگا

رشک گل از رم ہو جائیگا کوچہ تیرا
چشم پر خون لیکے جب تیرا ساحل جائیگا

ہو گئے ہین ساتھ جو تیری نگہ مین ہمنشین
آیا یان تنہا ہی تو تنہا ہی غافل جائیگا

گوہر دندان پہ تیری ہونگے جب انجم نثار
عارض روشن کی صدقے ماہ کامل جائیگا

اوٹھکے جائیگا تری محفل سے جو ای شعلہ خو
چشم تر ہی وہ مثال شمع محفل جائیگا

جائیگا دم مین ترے یار یا تنگ بیک خیال
ورنہ جو جائیگا وہ منزل بمنزل جائیگا

مین چمن مین بھی ہونگا دل گرفتہ ای صبا
دل نہین ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا

جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن
پر نہ تیرا شوق ای شیرین شمائل جائیگا

تیری کوچے سے کہان جائیگا تیرا جانثار
مثل نقش پا وہین یہ خاک مین مل جائیگا

ہو گئی اوس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جسدم شہیدونکی وہ قاتل جائیگا

غلط ہے جو کہے یہ چپکے رہنا تجھ نہین اچھا
نہ کہنے مین مزا ہے منہ سے کہنا تجھ نہین اچھا

جو مضمون دوستی کی وہ ہمارے ہو گئی دشمن
قصور اونکا نہین اپنا ہی لہنا تجھ نہین اچھا

لینگے دل پھیر دیا منہ تمہا نگواب دل
دیکھے اک بار نہیں پھر یہ دوبارا ملتا

یوں ہوئی عید تو کیا عید ہان جب ہوتی
کہ گلے میرے وہ اگر مرا پیارا ملتا

مجھکو وہ زلف معنبر ہی سونگھا دو اپنی
ہی اگرچہ نہیں نافِ عنبر سارا ملتا

ڈھونڈھکر تیری کمر کو ہوئے ہم ایسے گم
مثلِ عنقا نہیں اب کھوج ہمارا ملتا

دست و پا میں جو لگائی ہو تم اپنی مہندی
کیا نہیں خون کسی عاشق کا نگارا ملتا

ہوئی پیدا ہیں وہان بار بجای سنبل
ہی جہان خاک میں اوس زلف کا مارا ملتا

دست و پا مارتے ہیں گرچہ ظفر ہم لیکن
نہیں دریاے محبت کا کنارا ملتا

ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہاں ہو جائیگا
جبکہ وہ بیمہر ہمپر مہربان ہو جائیگا

گر ہوا اس آہ سوزانکا کوئی شعلہ بلند
دیکھہ لینا خاک جلکر آسمان ہو جائیگا

ای پری پروا نہی صورت تو دکھائیگا جسے
صاف وہ حیرت زدہ آئینہ سا ہو جائیگا

وہ جو دل میں لگ رہی ہی اک جھڑی کی نہیں
چشم تر سے گرچہ اک دریا روان ہو جائیگا

دیکھنا اوس چاند سی ٹکڑی کو کیونکر جانتا
ٹکڑی ٹکڑی دل مرا مثل کتان ہو جائیگا

ای جنون تیری بدولت نام میرا آخر اوس
دشت میں ہر خار کی وردِ زبان ہو جائیگا

بازار اس حرم نفشانی سے کہیں ای چشم تر
دیکھہ میرا راز دل سب پر عیان ہو جائیگا

ای تغافل کیش کی تو ذرا گر ذمن بھی
کام اب تیری عاشق کا یہاں ہو جائیگا

کر تو ہیں عوی محبت جو اوس سفاک کی
ای ظفر اک روز او نکا امتحان ہو جائیگا

کنارہ کش جو تو اے پُر غرور ہے ہوا
جدائی ہے ہمنے محبت قصور ہے ہوا

ہزاروں دل لیں تجھی مطلب ہمارے پیش نظر
بیان نہ ایک بھی ونکو حضور ہے ہوا

کیا انسو نے محبت کے اسقدر سرور
تمام عمر نہ زائل سرور ہے ہوا

کرے ہے منع جو تو ہمکو عشق سے ناصح
یہ کام ترک کب اے بیشعور ہے ہوا

بہشت بھی ہمیں ہوگی جحیم اے ساقی
جو ہم پیالہ نہ وہ رشک حور ہے ہوا

بڑا رفیق تھا لیکن تری جدائی مین
جدا ہمارا دل ناصبور ہے ہوا

ہم اوس سے آپ رہے دور اپنی غفلت مین
وہ اے ظفر نہ کسی وقت دور ہے ہوا

دلکو بوسے پہ سمجھ تو نہ مرجان مہنگا
ہاں یاس مول نہیں ہے کسی عنوان مہنگا

تیری اک تار کی قیمت میں جو دو جہان قیمتدار
تو بھی سودا نہوا اے زلف پریشان مہنگا

روبرو اوس لب یاقوت کے زردہ کہ جہان نہیں
کیا ہوا گرچہ بکا لعل بدخشان مہنگا

جان تک بھی تو اگر دیگا اوسے لے بدل
تمکو نہیں کر لیا تو نے یہ پیکان مہنگا

کہو قاتل سے کرے ہاتھ لہو سے رنگین
نہیں مہندی سے سوا خون شہیدان مہنگا

کر دیا آنسوؤں نے میرے بہا تنک ہے اب
ایک کوڑی پہ بھی ہے اب در غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر ترا ہو جائے غلام
چھوڑ دوست کہ نہیں تجکو یہ انسان مہنگا

ساقی ہے نشہ آنکھوں میں معمول سے ہلکا
نظر ونمیں ہے اب رطل گران دل سے ہلکا

اللہ رے ستمگار تری چین دو ابرو — جوہر یہ کسی تیغ دو دستی میں نہ سوجھا

نرگس کی روش آنکھ ظفر ہنسے جو کھولی
اوس گل کی سوا گلشن ہستی میں نہ سوجھا

جہان تھی پہلے ہم اب وہ مکان پایا نہیں جاتا — اگر ڈھونڈھیں نشان اوسکا نشان پایا نہیں جاتا
خیال اپنا فلک پہ جا چڑھا کیونکر خدا جانے — یہ سب ہے وہ بام جسکا نردبان پایا نہیں جاتا
جہان ہے خوب تر بھی ہے جہان ہمکو سدا رہنا — مگر وہ یان جہان جاودان پایا نہیں جاتا
پھرے بھٹکا نہ کیونکر طائر دل بہر سائش — کہ اس باغ جہان میں آشیان پایا نہیں جاتا
شرار نالۂ دل سے ستاروں کی ہے یہ کثرت — کہ تل دھرنے کو خالی آسمان پایا نہیں جاتا
پھرے سر مارتا دل کیوں نہ کوئی نفس سے — کہ ہے ظلمات میں سب نہان پایا نہیں جاتا

کہوگے حال دل اپنا ظفر کیا یہ جیبوں سے
کہ انکا تو دماغ اے مہربان پایا نہیں جاتا

کھا کھا کے تیر غم سے مرا حال ہوگیا — سینہ تمام سینۂ غربال ہوگیا
زلفوں کو ہاتھ اوس نے لگا دیا ہمیں — کچھ دستگیر اپنا جو اقبال ہوگیا
کوئی درخت لطف کی گشتی کی خاک سے — پیدا ہوا نہ ایک مگر جال ہوگیا
جاتیکا دل کا غم سے نہیں اور غم مجھے — غارت بلا سے گرچہ زر و مال ہوگیا
رنگ شفق نہیں ہے کسی پر مگر فلک — گرم غضب ہوا ہے جو منہ لال ہوگیا
عاشق ہوا جو یار کی طرز خرام پر — آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہوگیا

اپنا بیونسی دلکی پس از مرگ ای ظفر
سنگ مزار عاشق بیدل و لنگیا

دل مرا اوس شک گلشن کا جو مسکن بنگیا
سینۂ پر داغ گویا ایک گلشن بنگیا

دوستی نی تیری مجھسے کردیا سبکو برا
اپنا بیگانہ ہوا اور دوست دشمن بنگیا

اپنی بیداری پہ کیا کیا ناز تھا آئینہ پر
اوس صنم کی دیکھکر صورت برہمن بنگیا

بزم عشرت جسکو تجھ بن ماتم ہو گئی
نغمۂ شادی لب مطرب پہ شیون بنگیا

بس کہ گریہ نے کیا جو خشکی لب کا علاج
صاف ہر آنسو بزنگ شمع پر روغن بنگیا

گر لگا تیر اوسکا سینے میں مرے اچھا ہوا
جھانکنے کو دلکے سینے پر ایک روزن بنگیا

رو دی ہم اپنی اسیری پر تو دریا بہا
حلقۂ گرداب اپنا طوق گردن بنگیا

نے اثر کرتا ہی نالہ اور نہ کچھ تاثیر آہ
دل خدا جانے ترا پتھر کہ آہن بنگیا

ہو گیا پانی مری نالونکی گرمی سے جو خشک
پاٹ دریا کا ظفر صحرا کا دامن بنگیا

رستی میں یار پاس ہی جسدم نکل گیا
سینے تو جانا یہ کہ مرا دم نکل گیا

تاثیر تیرے گریہ نے کیا کی و سو مگر
دل کا بخار دیدۂ پر نم نکل گیا

پھر کے ہاتھ آتا ہی جسوقت قید سے
تیرا اسیر کاکل پر خم نکل گیا

جو معرکے میں عشق کے ثابت قدم رہے
ٹھہرا نہ اونکے سامنے رستم نکل گیا

اوسنے نہا کے زلف نچوڑی بھلا ہوا
جو اس سیاہ مار میں تھا سم نکل گیا

[illegible]

اگر دو چار ہوتی اور بھی تجھسے تری مجنون | تو اے وحشی نگہ دشت جنون آباد ہو جاتا

ظفر ہوتا ہے رنج و غم میں دل کیسا ہی آلودہ
مگر صورت کو اوسکی دیکھکر ہی شاد ہو جاتا

غیر کے ہاتھ سے پی تو نے شراب اچھا کیا	رشک نے دلکو کیا سیخ کباب اچھا کیا
کھوئی میری آبرو رو رو کے کوے یار مین	تو نے رسوا مجھکو اے چشم پرآب اچھا کیا
کہتے ہین کسنے دوا اوسکی لوگ دیوانہ مجھے	یار نے مجھکو عنایت یہ خطاب اچھا کیا
شکوہ مین کس کس خرابی کا کرون تیری لا	جو کیا تو نے سوا اے خانہ خراب اچھا کیا
ہوتا ہے جلنے سے نہ برسو نہین بجھتی جنکا لفظ	اے اجل تو نے اسے آکر شتاب اچھا کیا
سوز دل سے رات دن ہین آتش دوزخ مین ہم	عشق نے ہمکو گرفتار عذاب اچھا کیا
اپنے ابرو پر بنایا نقطۂ خال سیہ	واہ وا کیا تمنے سطلع انتخاب اچھا کیا
لیگیا کوچہ مین اوس بیداد گر کے یون مجھے	یہ نہ تو نے اے دل پر اضطراب اچھا کیا

ہمکو ٹالے تو ہوا حیلے کی طرح قاصد مگر
جو کیا اوسنے ظفر اوس سے جواب اچھا کیا

حال غم لکھکر تجھے بھیجوں بہت بڑ گمراہ کیا	تجھکو اے بندے خدا کر ہی مری پروا کیا
قامت رعنا کا تیری جبسے ہے ہمکو خیال	دل سے نکلی ہے ہماری ایک سیدھی آہ کیا
بیطرح چاہ زنخدان کی ہوئی ہے تلکو چاہ	دیکھین دیوانہ دل کرتی ہے اسے چاہ کیا
لاغر ایسے عشق نے دیکھو لگا کر ہے مجھے	اوڑتا پھرتا ہون ہوا مین برگ کاہ کیا

دیا کیسا تو نے اوصل کا نگاہی کا
ہمارا وہ چشم بتان فسون کر دیکھ
تمام عمر رسوا نگاہی کا
جو جنت آل بابی اور صحابہ
ظفر اوسی ہین درجے کی تباہی کا
قسمت جدی جدی ہے نصیبا جدا جدا

[illegible]

گر رخ کا بوسہ لیتی ہین کا ہے دہن کا ہم
دونون مین ہمنے لطف پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ وہین ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہو گا تنگ سی جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

کرون فریاد مین کیونکر نہ اوس بیدرد کے آگے
مرا درد اوسکو آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

بلا ناہی اگر منظور دے گھر کا پتا اپنے
بغیر اوسکے مجھے تیرا مکان معلوم کیا ہوگا

نہو گا کوئی نخل سر جبتک گور عاشق پر
ترا کشتہ وہ ای سرو روان معلوم کیا ہوگا

نہین جبکا نشان جز نام عنقا وار عالم مین
سراغ اوسکا کوئی ڈھونڈے کہان معلوم کیا ہوگا

نہ کھایا ہوگا جسنے زخم دل پر تیغ حسرت کا
مزا اوسکو محبت کا میان معلوم کیا ہوگا

نہ آئے یار مین معلوم ہوگا عشق مین مجکو
یہی نہ ایکدن جائیگی جان معلوم کیا ہوگا

برنگ بلبل تصویر ہون مین باغ عالم مین
مجھے جوش گل و وقت خزان معلوم کیا ہوگا

عدم کو رفتگان کا حال پوچھین اے ظفر کس سے
نہ آیا کوئی پھر کر واں سے یاں معلوم کیا ہوگا

چمنین ہاتھ سی تیری جو بسمل تیرا گھایل تھا
ہوا معلوم تیری ہاتھ مین غنچہ نہ تھا دل تھا

نہین حیرت اگر آئینہ غرق آب خجلت ہو
ہوا یہ وہ سمجھتا سی تری وہ کیون مقابل تھا

سینہ آسا جلائیگا وہ اے ہمنے جانا تھا
بنایا اوسنے وہی آتشین پر اوسے جب تیل تھا

دل ناکام کو کیا کام تھا اس تلخ کامی سے
کہ جبتک شیفتہ تجھپر ای شیرین شمائل تھا

زمانے نے پستی بلندی ایسی دکھائی ہے کہ بس از فنا بھی
غبار اپنا جو اے ظفر ہے زمیں سے اونچا فلک سے نیچا

تو مری لاش پہ قاتل نہیں گر پھر روتا
خون کے اشکوں سے ہی پہنچا ترا خنجر روتا

یوں تو ہاں شیشہ کو ہے ابر بھی رو لیکن
نہیں اس دیدۂ گریاں کے برابر روتا

اے ستمگار ترے ہاتھ سے دلسوز ترا
شمع کی طرح سے جل جل کے ہے اکثر روتا

رہتی تاثیر نہیں آہ و فغاں میں ورنہ
ہو سکے پانی مری فریاد سے پتھر روتا

تجھکو آتی ہے ہنسی یہ بھی نصیبوں کا لکھا
ورنہ ہے غیر بھی خط کو مرے پڑھکر روتا

ق

بزم عالم میں ہم شادی و غم ہیں دونوں
ایک ہنستا ہے ظفر ایک ہے یاں گر روتا

دیکھ لو آنکھ سے گر شادی غمی ہنستا ہے
ہچکیاں لیکے ہے شیشہ بھی مقرر روتا

دیگر

طوفان بپا یہ گریہ کی شدت نے کیا کیا
مجھکو ڈبو دیا غم الفت نے کیا کیا

خواب عدم سے کشتہ کو تیرے جگا کے پھر
فتنہ اوٹھایا شور قیامت نے کیا کیا

پروانہ کو جلا کے کیا ایکدم میں خاک
سب سے ستم یہ سوز محبت نے کیا کیا

تو کر تا کس امید پہ غافل ہے جمع زر
قارون کے ساتھ دیکھ تو دولت نے کیا کیا

دلکو رکھا تھا میں نے بڑی احتیاط سے
کیا جانے لیکے کان ملاحت نے کیا کیا

مجھسے جو کچھ کیا سو محبت نے آپ کی
اے مہرباں کسیکی عداوت نے کیا کیا

اوس بیوفا پہ مجھکو کیا مبتلا ظفر
مجھسے سلوک یہ مری قسمت نے کیا کیا

کس ورتراذ کر رخ و زلف و زبان پر | سو بار ہمین صبح سی تا شام ہے آتا
مرغان چمن کرد سو کیا ہے دیکھو | وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہے آتا
کیون شرم سی گرجا نہ شمشاد زمین پر | گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہے آتا
تردامنی اوسکی ہے کہ جس مین ہی جی زند | ترسے ہے کیے جامۂ احرام ہے آتا
غش کھا کر گرے ہے دو منہ ماہتاب زمین پر | جب بر آنکو وہ ماہ لب بام ہے آتا

جو حق سکھے ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قایل
ناحق ہمین دینا نہین الزام ہے آتا

ہم روسکے ایسا تو ذ جہکو رلادیا | یا ہمین اک دکھائی فلک بلبلا دیا
اوس شعلہ جو سے بزم جہا مین لگا کے تو | مانند شمع آپ کو ہمنے کھلا دیا
ہو خاک راہ یار کی جبکی بھی کیمیا | یہ عشق نے تبا ہمین اک جیکلا دیا
ایسا نہ ہو کہ غیر سے کھل جائے ہے جا | قاصد لیے ہے خط اوسی جا کر کھلا دیا
سب یار ہو کوچ کر سے میری کھلی آنکھ | غفلت ز کیا کیون مجھی کیسا لا دیا
تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین | ہمنے تمہاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

کھینچا جو نقشہ کلک تصور سے یار کا
نقاش چین کو ہمنے ظفر چین بھلا دیا

گرچہ غم فراق نے مجکو گھلا دیا | لیکن امید وصل نے سب غم بھلا دیا
خطرہ شاد کو مری قاصد نے یکقلم | خط اونکا دبزم غیر مین جا کر کھلا دیا

[illegible]

وفا کا کر کے تو اقرار ہم سے ہو گیا منکر — تری الفت سے ہمنے ہاتھ اس انکار پر کھینچا

جلا دیگا جہاں کو دیکھ لینا یہ دل سوزاں — جو نالہ اپنے اور آہ آتشبار پر کھینچا

خدار رخسار کو تیری جو دیکھا آئینہ گلشن نے — قلم سب خوشنویسوں نے خط گلزار پر کھینچا

ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنی صورت تصویر — تری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا

دل زخمی سے اپنے ناوک دلدوز کو اسکے — اگرچہ کھینچنا تھا اسے ظفر دشوار پر کھینچا

لب نازک پہ نہیں رنگ مسی کا اودا — صدقہ کو بوسہ سے لب ہو گیا تیرا اودا

رخ خورشید پہ ہے ابر بہاران سے نقاب — یار کے چہرۂ روشن پہ دوپٹا اودا

آب گریہ میں ہماری فلک نیلی فام — نیلوفر کا سا کوئی پھول ہے اودا اودا

سرمہ آلودہ تری اشک نے خط جو دل — صفحۂ روئے کتابی پہ ہے کھینچا اودا

ہے نہاں پردۂ ظلمات میں ضیائے آب بقا — بر میں اودے ہیں جہاں جہاں کے نہیں جوڑا اودا

لکھا شنگرف سے شب جو نگار اشارہ سے — ہاتھ کا مہندی تری قاتل کے نہ آیا اودا

ہے فلک پر ظفر اس دود جگر سے میرے — طرفہ جام زر خورشید پہ مینا اودا

سردمہری تری دل ہو گیا ٹھنڈا — کہ پسینا بھی بدن پر مرے آیا ٹھنڈا

تپش دل نہ ہو کم گرچہ مرے سینے پر — رکھو صندل میں کوئی رنگ کے گیرا ٹھنڈا

غم کی گھٹا سے یہ گرمی ہے کہ جی جاتا ہے — پانی اسوقت پلائے کوئی ٹھنڈا ٹھنڈا

[illegible]

وہ آیا فتح کرنے کو ہمارا شیشۂ ہستی تھا	اوسی خنجر بکف نے جسکے خنجر تھا آستین میں
لب شیریں ہلا کر اوسکو جواب تلخ دینا تھا	مزا دیکھو کہ زہر آمیز ہے جو انگبین میں تھا

ہزاروں دلربا دیکھے جہاں میں ہم نے اے ظفر
مگر اوس سے کوئی بہتر نہیں دیکھا نہیں دیکھا

کشاکش خار غم کا چین اک دم بھی نہیں دیتا	نکالوں خنجر دلبر کو کوئی نشتر نہیں دیتا
یہ باتیں ہیں کہ بوسہ بھی کو وہ لینے نہیں دیتا	جو ہم لینے پیا آئیں تو کیوں کر نہیں دیتا
کہوں اپنی خبر کیا بیخبر ہوں میں نہیں کچھ بھی	مجھے جلنے ستمگر اوسکی کوئی لاکر نہیں دیتا
دیکھا ماہی لب خشک آسے میرے زخم جگر	ستمگر تو ذرا آب دم خنجر نہیں دیتا
اٹھی آتا ہوں اور رکھا ہے [illegible]	مرا خالق مجھے پیرا یہ بھی پیکر نہیں دیتا
پھر ابر باغ پھولوں سے بھرا [illegible]	مجھے بے تیغ کو ساقی جو سو کیوں [illegible] نہیں دیتا
جواب صاف تو دیتا وہ تو خواہش [illegible]	جواب خط نہیں دیتا بلا سے گر نہیں دیتا
پڑا میں کروٹیں لیتا ہوں ساری رات بستر پر	ذرا آرام ہی سونے دل مضطر نہیں دیتا

ظفر اسپر بھی اسکو روز دیتے ہیں ہزاروں دل
اگرچہ جانتے ہیں سب کہ وہ لیکر نہیں دیتا

بلا سے گرچہ جا بیٹھا جو ہم بیٹھا کو جا بیٹھا	مرا وہ نامہ بر آ نامہ پہونچا کے جا بیٹھا
مجھے حیرت ہے دل کیونکر تری گوشہ نشین ہو کر	بہم اخلاص تجھسے عشق کو کیونکر نہ تھا جا بیٹھا
خدنگ ناز ناوک فگن تیرا تو چھٹتے ہی	مری دل میں ہی جا نکو صنم پہونچا کے جا بیٹھا

[illegible]

[illegible]

نہ بولو مست مے عشق سوں ترش ہو کر | کہ جاتا رہتا ہے کھٹائی سوں ہر شراب نشا

وہ مہر جو ساتھ ہو شب میں ہوں نہ می کیونکر
کہ جاتا رہتا ہے ظفر سحر ماہتاب نشا

نہیں گل باغ میں شبنم کی اشک تر سوں تر ہوتا
ہیوں جب تک خم کی خم کنوں میں آب ساقی کی
سنبھل کر ذبح کرتا تو اگر اس صید محبت کو
لب زخم جگر میرا دم تشنہ لب قاتل
بغیر از تیر باراں تازگی ہو کسطرح ہم لکو
یہ از حلوا تر ہے ہوتی ہیں نان خشک بھی اونکو

پسینے میں ہے یہ شرم رخ دلبر سوں تر ہوتا
نہیں ہے حلق بھی یاں یکدم ساغر سوں تر ہوتا
ترا دامن نہ خون عاشق مضطر سوں تر ہوتا
اگر ہوتا تری آب دم خنجر سوں تر ہوتا
نہیں یہ فرع خشک اپنا بن مینہ برسے تر ہوتا
کلیجا مالداروں کا جو ہے اندر سے تر ہوتا

زبان پر میری جب آتا ہے نام ساقی کوثر
ظفر گویا دہن ہے شربت کوثر سوں تر ہوتا

جنوں جو تو نے مرے اپنوں کپڑے پھاڑ کر چھینا
منغز دلیہ بنتھ ماریگا تیرا جاغذ گیسو
بہت تجھ سے اور نخل خشک اس باغ میں لیکن
نہیں خال سیہ تیرا تری رخسار گلگوں سے
ملایا تو نے بادل کیا کر جگر دیکھ السیاقی
ترا دامن سے چھٹنے مرے تار تربت

نچے کیا اسکو ہاتھوں نے یہ تیغ جھاڑ کر چھینا
یہ ہے مار سیہ کافر ملا منہ پھاڑ کر چھینا
مجھی کو شعلہ برق بلا مجھ تاڑ کر چھینا
یہ بجوز اکل ہے یہ کیا یا بہت کاڑ کر چھینا
یہ بیل بست بیل مست سوں چنگھاڑ کر چھینا
نہ پچھے جھاڑ اپنی دیکھ اس جھاڑ کر چھینا

[illegible]

بندھی ہوئی ہے تری لٹ ہوا تو نہیں پیچ کھایا	جو امتحان ترا اے جناب ہمنے لیا
فزون تھی انجم افلاک سے بھی تجھ سے لیے	جو وا اٹھا کے جگر کا حساب ہمنے لیا
لکھا نصیب کا یہ بھی کہ نامہ بر سے آج	جواب نامہ کے بدلے جواب ہمنے لیا
کھون جا بھی کہانی کہہ کہا ننکا مول	یہ درد سر تو نہیں ہنگام خواب ہمنے لیا
وفور اشک سے نہیں تجھ سے شرم سے عیاں	یہ پردہ ڈال کے شکل نقاب ہمنے لیا

ظفر دیا جو دل اوس کافر ستمگر کو
تو مول جان کے لیے اک عذاب ہمنے لیا

نہ کر انکار بوسے پر ابھی رہجا ابھی رہجا	مچلکا دیکے ہم لاہکر ابھی رہجا ابھی رہجا
جو وہ کہتی ہیں بوسے پر ابھی رہجا ابھی رہجا	یہ دم دیتے ہیں کہکر ابھی رہجا ابھی رہجا
نہ کر جانیکا ای جان حزین اتنی تو جلدی کر	کہ شاید آئے وہ دلبر ابھی رہجا ابھی رہجا
تری جلدی میں ای قاصد نہ جا تا یار سے مطلب	تجھے لکھنا ہے اک دفتر ابھی رہجا ابھی رہجا
تجھے جلدی ہے کیا جانیکی ای نان چلی جا	ٹھہر کر اور بھی دم بھر ابھی رہجا ابھی رہجا
خدا کرتا ہے کیا تو دیکھ تو اوس نیت کی الفت میں	نہ گھبرا اے دل مضطر ابھی رہجا ابھی رہجا
جو تو جائیگا تیری ساتھ ہی دم بھی چلا جائیگا	نہ جا ظالم خدا کیلئے ابھی رہجا ابھی رہجا

نہیں ہم منع کرتے جانے سے تجھکو ولے کہنے کو
ظفر فرصت میں کہنا ہے رہجا ابھی رہجا

جیب میں کیون ہر اک تار رہو تن کا تاگا	جو ہی اے ضعف وہ ہی دو کی تن کا تاگا

[illegible]

ہوتا نہ کیونکہ ای مہ کامل تجھے زوال — باعث تری زوال کا تیرا کمال تھا

بعد فنا بھی عشق بت سیمتن مین ہاین — اندوہ و درد و رنج سی دل مالا مال تھا

فرعون نے خدائی کا دعوی کیا جو یون — دیکھا نہ ای صنم ترا جاہ و جلال تھا

امید روز وصل مین کچھ زندگی ہوئی — اپنا شب فراق مین جینا محال تھا

کہتے ہین جسے ہجر مین یہ کر کی یاد ہم — کوئی زمانہ وصل بھی خواب و خیال تھا

بخشش طفیل شاہ رسل اپنی ہو گئی
ورنہ گناہگار ظفر بال بال تھا

پیش رقیب یون گھونگھٹ اوٹھا لو اپنا — یہ کیا کہ دیکھ ہمکو تم منھ چھپا لو اپنا

چھپ جائے پھر نہ کیونکہ ابر سیہ مین خورشید — زلفون سی روی روشن جب تم چھپا لو اپنا

دم ہی نکال لو تم اس سی مرا ابھی سی — سینے سی پر نہ میرے پیکان نکالو اپنا

بوسہ نہین جو دیتے ہمکو عدو کو آ کے — گالی بھی دو نہ دیکھو تم منھ سنبھالو اپنا

دلمین تو تم ہو آئی ڈرتا ہون جس کی رت غم — جان پر نہ رفتہ رفتہ قبضہ بٹھا لو اپنا

معشوق حق پرستی کیسا ہی گر ہو کوئی — دم مین بتو اوسی تم بندہ بنا لو اپنا

کہتا ہی دل یہ مجھسے جون نقش پا ظفر تم
چلکر اوسی کے در پر بستر بچھا لو اپنا

خط تو بھیجے اپنا مرغ نامہ بر لیکے اوڑا — نالۂ دل پہلے ہی لگی خبر لیکے اوڑا

بوسۂ ابرو طلب کرتا ہی جس نہین تو سرا — ہاتھ مین شمشیر اپنی فتنہ گر لیکے اوڑا

[illegible]

[illegible]

زلف شبرنگ پہ جس یار تو پیچید ہر روز	صبح عشاق سیہ بخت بدامان شب

صبح ہجر بش ظفر اور دل بار روز سیاہ
بود در منزل آن ماہ کہ مہمان شب

کیا ہے ہمسے کیا نباہ کیا خوب	صد آفرین او نکو واہ کیا خوب
آئے نہ قرآن پردہ شکو	تا صبح دکھائی راہ کیا خوب
ہو غیر کے گھر میں روز جاتے	یاں آتے ہو گاہ گاہ کیا خوب
انکھوں سے اشارے کیوں ہو کرتے	ہمپر نہیں اک نگاہ کیا خوب
مژگاں سے رکھو ہے چشم بد دور	وہ ترک سیہ نگاہ کیا خوب
ہر صبح ہے سر برہنہ خورشید	پر زر سے تری کلاہ کیا خوب
ظلمات کہوں میں یا شب تار	ہے زلف تری سیاہ کیا خوب
کیا کیا نہ ستم دکھائے تونے	ای عشق ستم پناہ کیا خوب
بوسہ جو طلب کیا تو ہنس کے	بولا وہ رشک ماہ کیا خوب
دولاب نمط پھرا وہ ہر روز	کھینچے گیا دل سے آہ کیا خوب

گاہے نہ کہا ظفر کو لاؤ
بس دیکھی تمہاری چاہ کیا خوب

تیغ ابرو کی ہے یوں سینہ بدحال پہ ضرب	خانہ جنگی میں لگی تیغ کی جوں ڈھال پہ ضرب
لال ہو جو نہیں منہ ہی چمن میں گل کا	سیلی باد صبا سے ہے لگی گال پہ ضرب

[illegible]

[illegible]

رونق نہیں ہی شمع مزا حال دیکھکر
آتش کا ہو گیا ہی یہ زہرہ پلنگ آب

خط سے نہ کم ہو کیونکہ رخ یار کی چمک
جاتی رہی ہی آئینہ کی زیر زنگ آب

یوں خط سبز کی ہین تصور مین اشک سبز
کائی سی جس طرح کہ بجائے زنگ آب

عارض پہ ہیں عرق افشان کبھی جو لطف
بھر جائے یک بیک ہر پلک فرنگ آب

مین تشنہ لب ہون جام شہادت کا ہمدم ہو
آتی ہی مجکو پیتے ہوئے تمہارا رنگ آب

مژگان مین بخت دل ہی کہاں تیر نیستان
آتا ہی دیکھو پینے کو بالائے کلنگ آب

تو جلد جام حلقہ جوہر سی دے مجھے
اس اپنی آب تیغ سی آ خانہ جنگ آب

دل کی ظفر ہے بحر محبت مین زندگی
یان یعنی سچ ہی یہ کہ ہی جان نہنگ آب

خال آخر سو ہر نظر ہی یا مین سینے کی قریب
یاد ہر کہ ہیری ہین نیلم کو نگینے کی قریب

ناوک افگن تیری الفت نہ دکھائی آنکھیں
روزن اک در ہوا روزن سینے کی قریب

ساغر عشق کو ساقی ازل نے جو بھرا
پہلے جا بیٹھی ہمین واسطے پینے کی قریب

اب تلک شہر بدر ہی ہمیں سمجھے تم نام
ہمکو یان آئے ہوا ایک مہینے کی قریب

سینہ صافون سے بھی تم دور جو بھاگو افسوس
کہ نہ وہ نبض کی ہین پاس کینے کی قریب

کبھی لگجائی اور ترد ہوئے شاید ٹھوکر
اس تمنا مین پڑا ہون تری زینے کی قریب

ہے نگہبان دل پرداغ کی آہ پر درد
ہے نے یہ سانپ بٹھایا ہی خزینے کی قریب

خال متصل لب نہیں تیری کہ ہے
لجہ حسن مین ملاح سفینے کی قریب

[illegible]

پردہ غفلت کا پڑا دل پہ اسی کے ورنہ
وہ تو اک لحظہ نہیں چشم بشر سے غائب

کر گئی دل کو ظفر چشم پر افسون کافر
طرفہ ایسی ہیں پہلو و نظر سے غائب

گر رہو بہر سر چشم اوسکی خاک نصیب
زر رسی ہوتا ہی کوئی وصل سے یکسر نصیب
پھوٹ جاتی سی نصیبوں کو تو اپنے کوئی نہیں
ہو وہی حق میں تشنہ کام تو وہ زندگی
جام جم کی اوسکی نظروں میں کیفیت ہے
انکو ہو چکی آنکھ اسیں ہوئی ہو سو ہو
دور یا جبتک سر صورت یا حیرت زدہ
خاک ہو کر بھی گئی گردش نصیبوں کی آہ
جسکی آنکھوں کو تیری خواہش دیدار ہو
ست اوٹھا آسودگان خاک کو اے روز حشر

سارے ہیں چشموں میں آپ کیوں ہو یا ورنہ نصیب
ہوں جو طالع نہ جبتک اے زر زر اور نصیب
ہوگا اس جا راستگانی سی تجھے تجھ سے نصیب
ہاتھ سے تیری جو ہو آب دم خنجر نصیب
ہے سے چشم مست ساقی سے جو ساغر نصیب
آج ہم بھی آزمائیں اجل مقدر نصیب
صورت آئینہ یاں جسکو ہوا جوہر نصیب
خاک کو اپنی انکھوں میں آج اکثر نصیب
اوسکو دیدار خدا ہووے نہ اے کافر نصیب
اک ذرہ راحت ہوئی ہے تو آب کو نصیب

آ ذرا اور لٹے میرے در سے پھر جاتا وہ کیوں
اے ظفر برگشتہ ہو جاتے نہ میری گر نصیب

دیکھیے گر چشم تری اے گل شاداب حباب
ہو نظارہ ہو اوس لجہ خوبی کا تو

شرم کو بار کرو ہیں جا بجا میں آب حباب
کیونکہ آنکھوں سے نہ دور رہیں تری خواب حباب

ظفر جو دام محبت میں دل پھنسا تو پھنسا
نصیب کب اوسے ہوتی رہائی ہے صاحب

ساقیا مست ازل کو نہیں درکار شراب
وہ نشا اور ہی ہے کیا ہے یہ مردار شراب

زیر محراب دو ابرو ہیں وہ آنکھیں بدمست
آئی مسجد میں ہیں کیوں پیکے یہ میخوار شراب

ہم نہیں خون جگر کیونکہ تنہائی میں
تو پیئے ہوئے جو ہے صحبت اغیار شراب

قاعدہ مستی کو مری پوچھے کوئی عاقل سے
پیتے اس لطف سے ہیں کا ہے کو روا شراب

میکشی کا ہی ہے بزم محبت میں مزا
دل عاشق ہو کباب اور لب یار شراب

دیں عرق کھینچ کے کتنے ہی صحت آئے ہو
ہے یہ جبتک نہ تری چشم کا بیمار شراب

گر کے ہاتھوں سے مرے جام بلا سے ٹوٹا
پر گری پانو سے گرکر نہ گنہگار شراب

چشم ساقی کی کرشمہ ہے عجب کیا کہ پیئے
زاہدا گوشہ نشیں بھی سر بازار شراب

بات دل کی نکلی اوس سے جیا زبان ایک
ای ظفر ہمنے پلائی اوسے سو بار شراب

ردیف بای موحدہ جلد دوم

جہاں کہ دل لگی یا ہمدگر دونوں کی دو جانب
لگی ہے دل ہی دل میں ان خبر دونوں کی دو جانب

نہ ہو نمکدہ سے ... دو جانب
رہی اک ٹکٹکی دو دو پہر دونوں کی دو جانب

اوٹھاتا کیوں ہے رخساروں سے تو زلفوں کو ...
حفاظت کیلئے ہے سپر دونوں کی دو جانب

راستی پر اپنی کب ہو جسکی خلقت واژگون
کیونکہ سیدھا ہو ظفر اندام معکوس حباب

ہے لکھے خط جو کیا نامہ و پیغام طلب
لگ چلی لکھنے کی تھی آپ ہی انعام طلب

زلف و رخ کی تیرے بوسہ کی قسم ہی مجکو
لگی رہتی ہی سدا صبح سے تا شام طلب

حرف تلخ اوس لب شیرین سے مزا دیتا ہے
چھیڑ کر کرتی ہین ہم اسلیے دشنام طلب

ہے یہ پان پختہ مزا جو تکو بہت کچھ لیا
کوئی بھی اونکی نہیں ذطمع خام طلب

گردش چشم وہ انکھو نہیں پھیری ساقی
ہمکو کیا کام جو ہم بھیجکے کرین جام طلب

اوس سے واللہ ظفر ہمکو نہیں جان عزیز
دل ہی کیا چیز کرین گر بت خودکام طلب

یون تو سیکھی ہین بہت آپ نے عالم سے فریب
سیکھو عالم سے برا کوئی تم ہمسے فریب

لیکن ایسا تھا کہ تم پوچھتے تھے ہمسے فریب
اب لگے آپ ہین دینے ہمین دم سے فریب

جام مے دیکے ہمین کہتے ہو لو ساغر جم
بارہا آپ دیتے لگے آپ ہی جام جم سے فریب

جان کر مار سیہ بوسہ نہ لینے پائے
کھا گئے شب کو ہم اوسکی زلف پرخم سے فریب

غیر کیا دیگا فریب آپ کو لاحول ولا
بھاگتے ہی صورت شیطان اوس آدم سے فریب

پوچھا محرم نے کیا کہتی ہو کچھ تم نہیں کیا
واچھڑی آپ بھی کر دی لگی محرم سے فریب

کوئی کیسا ہی فریبندہ عالم ہے ظفر
اوسکا چلتا نہیں کچھ بھی کسی عالم سے فریب

ردیف با موحدہ جلد چہارم

نکلتے ہر بن مو سے ہیں اسقدر شعلے
پھٹکتا کوئی نہیں تیرے تفتہ جانکے قریب

فلک کو تنکے فلک اور اک نیا بنا ہے
جو ہو سینچے دو دہگر تیر آسمان کے قریب

میں شہیدون طائر آتش نفس کہ ٹہرا جائے
جو آئے برق کبھی میرے آشیان کے قریب

کہے ہے تو کہ پھٹکتا نہیں یہان کوئی
کھڑا تھا کون تیرے آج آستان کے قریب

قفس سے چھوٹینگے جب ہم اسیر صیاد
ہمیں پہونچیگہ دن آ گئے خزانکے قریب

لبون پہ آگئی جان آرزو مین بوسے کی
ظفر نہ پہونچا دہان اپنا اوس دہانکے قریب

ردیف بای فارسی جلد اول

ادھر کے پہلو سے ہمارے جسطرف جا بیٹھینگے آپ
مثل سایہ آپکے ہمراہ ہم آ بیٹھینگے آپ

مجھکو سمجھائینگے یا میرے دل دیوانے کو
حضرت ناصح سے پوچھو کسکو سمجھائینگے آپ

مر مٹین گے پر نہین وہ بھی کہ ہم ویسے بھی
ہمکو مثل نقش پا جیسے یہ بٹھلائینگے آپ

مارتا ہی عاشقونکو اپنی تلوار نگہ کیون
چین برابر و دیکھکر تجھکو وہ مرجائینگے آپ

دستی نرگس کے تمہین نے بھیجے تشکیت چمن
جانتے گر ہم آنکھین ہمکو دکھلائینگے آپ

تم یہان تشریف فرما بھی اگر ہونگے تو کیا
جب کرونگا عرض مین کچھ غصہ فرمائینگے آپ

اپنی خاطر سے ہم کرتے تھے ضبط اضطراب
دیکھکر بیتاب ہمکو اور گھبرائینگے آپ

گو نہ جاویگی سواری آپکی غیرون کے گھر
گھوڑے کا منہ کہین سے نیچے ذرا ٹھہرائینگے آپ

وسے ہی راہ اگر دلکو تو ہو جاویگی
جبکہ ہو جاویگا اوس لعف سی لگاؤ سوا
وسکے آئینے کو تو صاف ہو کر دیکھ فرا
اے پریوش تری آنکھین وہ بلا ہین جنکو

بیخبر مجھکو محبت کی خبر آپ سے آپ
ہم یہ سمجھی ہینگا سبب بو خبر آپ کو
اوسکی صورت مجھ ایسی نظر آپ سے آپ
دیکھکر ہوتا ہی دیوانہ بشر آپ سے آپ

فکر تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہونا ہے
ہو رہیگا تری قسمت سے ظفر آپ سے آپ

ردلیف بای فارسی جلد دوم

نہین ہی کوئی تری زلف سا جہان مین سانپ
نشے کی لہر مین کہتے تھے رات کو پیکش
نہین ہی زلف کی حلقے مین خال عارض کے
بغیر تیری ہوا کا ٹتے کو دوڑے ہے
دلونکی تاک کو رستے سے زلف نے روکا
کہان ہی روزن سینے مین ہیچ و دو د جگر

اگرچہ چوٹ کہا ہو دے زبان مین سانپ
یہ کہکشان نہین نکلا ہی آسمان مین سانپ
لیے ہوئی ہی یہ مہرہ مگر دہان مین سانپ
مجھے ہی موج صبا تیری بوستان مین سانپ
لپٹ گیا یہ بلا یا ہی رہروان مین سانپ
رہی ہی خانہ دل کی تباہ دلان مین سانپ

خیال زلف ظفر جاے کسطرح دل سے
یہ ہو رہا ہی ہمیشہ سے اس مکان مین سانپ

دیگر

[illegible]

حضرت دل نے کیا مزرع دل کا ہے نگہت
کشتکاری محبت کے ہین کا رند و نمین آب

ہو وہی کس کس لطف سے خشت ستارای کی
شیخ جی تشریف فرما ہوں اگر رند نمیر آب

مطرب لکو سر و نغمہ تو کر دو شروع
نالہ و فریاد ملیجا نینگے ساز رند و نمین آب

ہو سرا کے ہیں اٹھا فلو جہاں طوق
جاوکی پھر ان جہاں تھی پہلے پا بند نمین آب

یار کی پا ہی نگارین کا ظفر لکھتے ہو وصف
ہین عجب مضمون رنگین کی نگار رند و نمین آب

ردیف تای فوقانی جلد اول

سبو لیتے ہیں نہ لذت وفا کی صورت
خواب میں بھی نظر آتی ہے بلا کی صورت

ماہ نو کیونکہ ہو ہمشکل ترا ابرو سے
کہ وہ ادنی ہے ترے ناخن پا کی صورت

دیدۂ تر سے ہے ہر قطرۂ خون آلود
اشک کی فوج میں ہے سرخ لوا کی صورت

دیکھے اے قاتل سفاک تری ابرو کو
جسنے دیکھی ہو شمشیر قضا کی صورت

روبرو اوس شہ خوبی کی نظر آتی ہے
باغ میں کاسہ بکف لالہ گدا کی صورت

مہ کنعان کی مرقع میں جو دیکھی تصویر
پھر گئی آنکھوں میں اوس ماہ لقا کی صورت

تیری بیمار کو دیتے ہیں دوا ور طبیب
پر نظر آتی نہیں کوئی شفا کی صورت

جیسے اے قبلۂ جان تیری طرف ہے مائل
دل ہے بیتاب مرا قبلہ نما کی صورت

گرچہ ہشیار تھے ہم پر نہ رہے ہوش بجا
اے ظفر دیکھے اوس ہوش ربا کی صورت

[illegible]

اور یہی آتی ہے ہنسی اوسکو | میں جو رونے کی لون بنا صورت

اری ظفر مجکو اوس صنم کے سوا
نہ دکھاوے کوئی خدا صورت

مست ہیں جان کی ساقی مخمور کی بات | سو جہتی یعنی نشتی ہیں ہے بہت دور کی بات
دار پر کھینچو دیا قتل کرو جیسے تم | حق پرستو وہی اک ہے منصور کی بات
چارہ گر جان چکے ہو کہ نہو گا چنگا | مجھسے کیا پوچھتے ہو زخم کے انگور کی بات
ناتوانی سے یہ احوال ہوا ہے اب تو | کہ سنائی نہیں دیتی تیرے رنجور کی بات
پیار اپیار اترا جیسا کہ ہے انداز کلام | کہ ریختا ہے سخن ایسا نہ ہے حور کی بات
سیم بر آتا نہیں بر میں تو عزیزو بے زر | مجھ میں مقدور نہیں تو ہے مقدور کی بات

دولت حسن کا ہے جبسے ظفر اوسکو غرور
خالی از غرور نہیں کچھ بھی ہے مغرور کی بات

ہیں وہ ہم ہی کہ جو کرتی ہیں اکثر برداشت | ورنہ ان باتوں کی ہو کس سے شکل برداشت
مقدور نہیں تاکہ جان بخشو سے بخشو گے | کی ہے سرکار میں اوس عشق کی کس پر برداشت
ہو گا آئینہ مکدر بھی نفس سے اک دم | بات کس کس کی کریں صاحب حق برداشت
نہ تو تابوت نہ تختہ نہ کفن ہے نہ گہا | اس کے کشتہ ہے کس قدر کی بھی برداشت
اور جھکتے ظلم اونکا تیرے ہم دنیا ہے | سنگدلی اور رسوائی کی تقید برداشت
بردباری ہی دل اب صبر زمین اور کم | نہ تحمل ہے کسی میں نہ دلیر برداشت

[illegible]

ردیف تاے فوقانی جلد دوم

خواہ ہو جیسے کی اور خواہ ہو تیوار کی رات
کٹے مشکل سے ہے ظالم تری بیمار کی رات

نہ ملا سونے خلش نے تری مژگان کی مجھے
نشتر خار تھی بستر میں جگر افگار کی رات

تار اشکوں کا جو باندھا تھا مری آنکھوں نے
ہر قطرہ ایک لڑی تھی در شہوار کی رات

کس مصیبت سے بسر ہوتی ہے ہم سے پوچھو
حشر کا دن ہے نہیں فرقت دلدار کی رات

ہے کہاں خواب کہ اب وہ خوابیں دیکھے تجکو
کٹتی آنکھوں میں ہے حسرت کش دیدار کی رات

گزری اس طرح سے غفلت میں جو آئی تھی
جیسے مستی میں گذر جاتی ہے میخوار کی رات

روشنی ماہ کی ہو گرد اگر دکھلا دے
اے ظفر تاب ذرا اپنی وہ رخسار کی رات

پسند طبع جو ہو میری کہ جہاں انکو بات
نہ بھائے وہ کبھی اوس شوخ بدگمان کو بات

لگی ہے کان ملاحت جو زلف پیچاں کے
کہے ہے کیا وہ خدا جانے لگ کے کان کو بات

دکھا نہ رنج مجھے اپنی تو جدائی کے
نکالی اور کوئی میرے امتحان کو بات

کہا یہ لیلی محمل نشین نے مجنوں سے
کہ راز کی نہ ہو معلوم سارباں کو بات

سنی جو بات کوئی اوس سے ہمنے جز دشنام
یہی کہ آئی ہے اوس شوخ بدگماں کو بات

کہی تو کیا کہی عاشق کہ بھول جاتا ہے
وہ دیکھتے ہی تمھاری ادا زبان کو بات

اگرچہ میری کیا ہے بات سود مند ظفر
مگر خوش آتی نہیں ہے کبھی جو انکو بات

[illegible]

کیا دیکھتا ہے آئینہ اے شوخ پریرو
دیکھ اپنے ظفر کو دل حیران مین صورت

ردیف تای فوقانی جلد سوم

کیا غضب ہین تیغ ظالم آرہ سا ہے ستم کو دن رات
ور دندان سے تری نسبت اونھین کیا سنگ کو دن رات
عشق اوس آہو نگہ کا ہو گیا ہی سست اسقدر
اوس فلک کو دشمن عالم نہین کیونکر ہو
کانٹون کا نکو پا لیکے سوتی وحشی بالو نہین ہین

ہین یہ گرجاتی جگر مین عاشق بیدم کے دن رات
گو دہان غنچہ مین عن گو شبنم کو دن رات
مارے گر منہ پر طمانچہ چھڑ مین غنچہ کو دن رات
پیستا ہی ہمیشہ سر اک عالم کو دن رات
ہین یہ اوس مار سیاہ زلف خم در خم کو دن رات

سامنے آے مرے گر عشق سے بیدادگین
کٹتے کر دون اک دم مین اے ظفر ستم کے دن رات

ردیف تای فوقانی جلد چہارم

جواب دیتی ہے مجھے تو سنو بلبل کی بات
کرین جو ہم تری فرقت مین نالہ و فریاد
سنین نہ کان ملاحت اگر نہین مجھ سے ہم
کرو وہی کہ جو کرنا ہو آپ کو منظور

یہ اوسکی بات نہین ہے جو ہے رقیب کی بات
یہ شور ہو کہ سنائی نہ دے رقیب کی بات
لگا کے کان ہمیشہ سنو رقیب کی بات
مگر سنا تو کرو تم کسی غریب کی بات

[illegible]

یہ آنا کیا ہی جو آئی تو آدھی رات کے وقت کہاں نصیب عرق چین صندلی اپنا	اور یاد دیکھکے چلتی ہوئی صبح کے وقت وہ باندھ دین مرے سر سے جو در کے وقت

ترے فراق مین آٹھون پہر ہے وہ بےچین
نہین ہی کوئی بھی آرام کا ظفر کے وقت

سے ہم مین شاہ دوست نہ ہم مین زر دوست دل کیا دہان زخم سے نام دوستی نے سر فلک پہ ذمہ کنعان مین ہو کرتا ہی دوستی مین ہزارون شرارتین اوس مہ جبین کی یاد دلاتی ہین یہ مجھے تصویر کھینچی ہے الف قد کی تیرے تیری گلی کی خاک تری خاکسار کو کیونکر نہ میرے قتل کا دین تجکو مشورہ	پر اونکی دوستدار ہین جو ہین فقیر دوست مسواک تا نہو ترا پیکان تیر دوست بچتا ہے جمال مین تیرا نظیر دوست ہمکو ملا نصیب سے الیسا شریر دوست پڑھتے ہین تیرے آگے جو بدر منیر دوست کھینچی ہے دل جو آہ کی سیدھی لکیر دوست ہو کاش بعد مرگ بجائے عبیر دوست دشمن ہین یا جو مری وہ ہین ہی مشیر دوست

دشمن ہی کیا ہین چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہے ہمکو حقیر دوست

وہ مجھے حق نے دی صنم صورت ہم تو ترسین جمال کو تیرے نہین پاتی ہی تیری صورت کو	سے ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت دیکھے آئینہ دم بدم صورت بولے اللہ کی قسم صورت

[illegible]

ردیف تای ہندی جلد سوم

پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا	دست اوٹھا تیری طرف اپنی کفن سے انگشت
سرخی خون کرے پاسی تری محبوبی	کیا حنائی ہو ہر اک خار کی بن میں انگشت

دست نازک پہ ظفر اوسکی ہو بار سلیمن
ہو اگر خاتم یاقوت مین یمن انگشت

ردیف تای ہندی جلد چہارم

ردیف تای ہندی جلد اول

پلا نہ غیر کو صہبای مشکبو کی گھونٹ	پیے کار شک سے ظالم کوئی لہو کی گھونٹ
نہیں ہے فیض سے محروم کوئی ساقی کر	کسو کو جام نصیبو نہیں ہے کسو کو گھونٹ
تمھارے شربت دیدار سے ہین سب سیراب	نہیں نصیب ہین اوس کی آرزو کی گھونٹ
سکندر آب بقا سے پھرا یا تشنہ جون	ملا نہ ایک بھی بعد اپنی جستجو کی گھونٹ
کرین ہزار غراروں سے تشنہ کہ نیا صاف	جو ایک لین تو قلیان کا بھی جو کی گھونٹ

ظفر ہین جرعہ زہراب سے زیادہ تلخ
شراب الفت خوبان تند خو کی گھونٹ

ردیف تای ہندی جلد دوم

روز لیتا ہے جو خون عاشق مضطر کو چاٹ	لگ گئی ہے کیا یہ قاتل تری خنجر کو چاٹ
الیسو دنیا کی حلاوت پر گری اہل ہوس	جا لگی ہے مکھیان گویا کہ اس شکر کو چاٹ

دل مرا مثل کبوتر لوٹ کر جو لوٹن گرا
کیا غضب تھی از خیال زخم سیمین کی چاٹ

لکھا قسمت کا مجھ سوین نا مٹے عاشق میں یا حرف
لکھیاں جائین عبارت ساری اس مسکین کی چاٹ

وائی قسمت جب مٹا تا ہی نشانہ وہ مجھے
جاتی ہے مجھ تک تفنگ اوس شوخ ظالم این کی چاٹ

ہو مٹھہ جائین اے ظفر کیونکر نہ میرے زخم دل
جب حلاوت سی لگائی آب تیغ کین کی چاٹ

ردیف ثای مثلثہ جلد اول

زر زراسم کر کیا نادان نہ تو قارون کی ارث
علم کر پیدا سے ملے تا موسی ہارون کی ارث

عشق میں کوہکن نے قیس نے پائی تری محزون کی ارث
جس طرح پہونچی ارسطو کو ہے افلاطون کی ارث

لکھدی مہر داغ سے یہ اپنے سینہ نامہ جنون
کب کیا ہمنے کہ ہو اپنی زمین مامون کی ارث

میل گندم کیا اوس آدم نے جنت میں کیا
پہونچی ہے ہمکو عشق حسن گندم گون کی ارث

جون صدا جو خانہ زاد حلقۂ زنجیر ہو
خانۂ زندان نہ کیونکر ہووے اوس مجنون کی ارث

دیکھ دو چشم ساقی عقل چکر میں گئی
کیا ہوا گردش بھی گر پہنچے پشت گردون کی ارث

آل تمغا غم سے نسلاً بعد نسلاً لکھ دیا
خونفشانی ہے یہ اشک دیدۂ پرخون کی ارث

دوسرا کو وادی گذشتہ کو زمین صد رکہ تھی
نی ہے زر خرید اور نہ یہ وسن فون کی ارث

چھین لیکا طفل اشک سا چشم طوفان کو ظفر
مردم آبی کا ترکہ جیسا جیحون کی ارث

ہیں یہاں رنج کے آثار خوشی کے باعث	اشک آنکھوں سے ٹپکتے ہیں ہنسی کے باعث
عجب آیا ہمیں عالم نظر اللہ اللہ	دیکھیں ان دانتوں میں تجھ جو مسی کے باعث
ہنول دل سمجھو مجھے خواہ تپا خفقان	ہے یہ جو کچھ سو تمہاری خفگی کے باعث
میرے زخموں نے رکھے آب تہ تیغ و ریغ	خشک لب چاٹتے ہیں تشنہ لبی کے باعث
تم جو غصہ ہو تو غصہ مرے سر آنکھوں پر	پر یہ شیر جگر کا نہ ہوا اور کسی کے باعث

سطر ابرو ہیں اوس ردیفی کتابی پہ ظفر
ترک کاتب نے لکھی ہے غلطی کے باعث

ردیف تائے مثلثہ جلد چہارم

تجھ سے آزردہ ہوں جاں طلبی کے باعث	ہم تو ہیں تنگ صنم جاں طلبی کے باعث
سہمی صنم پہ ترے زلف قد تم کشتی ہے	ہے سینہ کا رستہ وہی ادبی کے باعث
تنگ آ کر مری ہمسایہ مجھے کوستی ہیں	شور فریاد جگر نیم شبی کے باعث

کیا تعجب ہے ظفر اپنے اگر جرم و گناہ
عفو ہو جائیں رسول عربی کے باعث

ردیف جیم تازی جلد اول

اس لیے ڈھونڈھتا پھرتا ہوں اثر آہ کا	کہ ملے دل تو ملے خانہ دلدار کا کھوج

ردیف جیم تازی جلد سوم

میں کیا کہوں اوس بت کی جدائی کا غم و رنج
چھوٹا بھی قفس سے تو کہاں طاقت پرواز
پوچھے کوئی غم کیا ہے کسی عاشق سے جلا کر
گہ رد ... ہیں گا وہ ... ہیں اب تو
اوس سے نہیں مجکو رسائی تو بلا سے
کیوں آنکھ دکھاتا ہے ترا حلقۂ گیسو

ہے میرے لیے سارے جہاں ایکا غم و رنج
ہے مجکو برا اپنی رہائی کا غم و رنج
رکھتا ہے مزا کیا یہ شناسائی کا غم و رنج
... کی شادی نہ لڑائی کا غم و رنج
لیکن ہے ترے ... رسائی کا غم و رنج
ہے دلکو اسی چشم نمائی کا غم و رنج

ہر دم ظفر اس تیغ الم کھینچ کے دل پر
کیا ہاتھ لگا ہے یہ صفائی کا غم و رنج

ردیف جیم تازی جلد چہارم

ایسا ہاں نہ اور کسی سر کو کھینچ
نشتر لگے ... آپ آ کے مرے
کھلا ... دلا جو ہے تقدیر کا لکھا
کیا جانے اوس گلی میں ... پانی
دم تک ہیں ہمارا یہ لائے ہیں ... نہ
جا کر دلا دکھا اوہاں شرر قریب نے
مانند نقش پا یہ ... کا ...

تجھے اگر تو قاصد بخت جگر کو کھینچ
لیکن نہ تو رقیب کو میری خبر کو کھینچ
ابکی تو لکھ کر اور خط اوس ... کر کو کھینچ
ہم آدمی تو آئی ہیں پیارا ادھر کو کھینچ
یارب کرم سے اوس کی صاحب نظر کو کھینچ
کہنے تجھے کہا تھا کہ ایسے بشر کو کھینچ
اے عشق اوس گلی میں اب تو ظفر کو کھینچ

ردیف جیم فارسی جلد

از برای ہیچ ہیچ اے دل چہ پیچ | کین خیال این آن ہیچست ہیچ

گر نہ بیند جلوۂ حسنش ظفر
این تماشاے جہان ہیچست ہیچ

دل مرا الجھا ہوا ہے یار کے بالوں کے بیچ | کیا تماشا ہے کہ اک طائر ہے سو جالوں کے بیچ
چشم بلبل یکبیک جسکو نظر حیرت ہوئی | یہ چمکن کہ گل نے ہیں تیرے رومالوں کے بیچ
جسطرح آئی نظر گرداب میں بھی ہیں حباب | یوں کھائی تیرے ہیں سوتی ترے بالوں کے بیچ
روبرو ہوتی ہے دم نکلی ہے نفخ صور کا | کیا قیامت شور ہے یارب ترے نالوں کے بیچ
یان تلک صحرا نوردی نے کی ہے بعد قیس | ہیں خلیدہ سیکڑوں کانٹے مرے چھالوں کے بیچ
جی جلاتے ہیں سدا شعلہ رخان ناک کا | بیٹھ سکتے ناتوان آتش کے پرکالوں کے بیچ
دیکھ سیل اشک کو نظر نمیں مردم کہا | کس طرف سے دوڑ آیا آب یہ نالوں کے بیچ
لب تلک آتی ہے میرے حیب کبھی آہ گرم | دیر تک رہتی ہے سوزش میرے سینے نالوں کے بیچ

آپ کا چوری سے جانا کھل گیا شاید ظفر
آج چرچا ہو رہا تھا اونکے گھر والوں کے بیچ

اوڑ گیا گل کا جو یوں رنگ گلستاں کے بیچ | اے صبا کیا خبر اوڑتی ہے مری کانوں کے بیچ
دم میں دم میرے نہیں جان نہیں جانکے بیچ | زلف کیا کہتی ہے جھک جھک کے ترے کان کے بیچ
موجزن چشم سے ہیں اشک خدا خیر کرے | غرق ہو کشتی افلاک نہ طوفان کے بیچ
گر پڑا کوئی سیہ مست کنوئیں میں دیکھو | خال کا جل کا ہے وسط چاہ زنخدان کے بیچ

ردیف جیم فارسی

[illegible]

کیا ستم ہی مری جانب سی جو کچھہ میری عدو
مجھو ڈھونڈھہ اوس کے کہین چلتی وہ پرفن پیچ میچ

گر یہی جوش ہی گریہ کا تو کوئی دم مین
پاٹ دریا کا ہی گا مرا دامن پیچ میچ

گل جو پھوڈ نہین جامے مین سماتا ہین صبا
آ گیا باغ مین جو غیرت گلشن پیچ میچ

ابھی مرجاؤن اگر مجکو یقین ہو کہ وہ شوخ
آئیگا گور پہ میری لیس مُردن پیچ میچ

یون ہلی زلف ہوا سے کہ ڈرا مین دلمین
کاٹ کھائیگی ابھی اوڈ کی یہ ناگن پیچ میچ

جب مسی سی ہوگئین رنگین لب نازک اوسکو
برگ گل بنگئے برگ گل سوسن پیچ میچ

قشقہ ماتھی پہ ہی زنار گلے مین ہے ظفر
بنگیا عشق مین اوس بت کی برہمن پیچ میچ

تجھہ بن جو کاٹی ہین پہر تین چار پانچ
مجھپر گئے برس وہ گذر تین چار پانچ

جیسا کہ آسمان پہ ہی آفتاب ایک
ایسی ہین میری داغ جگر تین چار پانچ

ہین ہمسی وہ پھرے ہوے لیکن ہم دسپہ بھی
کرتے ہین وہ پھیر اودھر تین چار پانچ

ارواح تین خلط ہین چار اور حواس پانچ
ہین یہ بڑے رفیق بشر تین چار پانچ

ہین دوست گر ہمیشہ بمت اپنی ایک دو
اور کم سی کم عدو ہین اگر تین چار پانچ

رہتی ہین روز کوچے مین قاتل تری پڑے
دو تین چار لاشی تو سر تین چار پانچ

خالی نہین ہی عیب و ہنر سی کوئی بشر
لیکن ہزار عیب ہنر تین چار پانچ

بارہ امام ہی سے ہے اسلام کو قیام
ہین یہ ستون دین کے ظفر تین چار پانچ

[illegible]

دل جو اوجھے ہے زلف سے اوسکی
اسکو سودا ظفر ہوا ہے ہیچ

ردیف حاء حطی جلد اول

تو نے رخ پر زلف کا حلقہ بنایا بیطرح
مرغ دلکو دام میں کافر پھنسایا بیطرح

دیکھیے شبخون کا کسکے ارادہ ہے کہ آج
آب زنالکر سے گویان کھایا بیطرح

خط کے آنیسے تسلی دلکی ہوتی ہے پر اب
یکقلم لکھنے سے ہاتھ اوسنے اوٹھایا بیطرح

ہے ارادہ خاک میں کسکو ملانیکا تجھے
سرمہ آنکھوں میں جو اب تو نے لگایا بیطرح

باغ میں جلوہ تمہارا دیکھ خط سبز کا
منفعل ہی جان ہے ہو کر زہر کھایا بیطرح

محو نظارہ رہیگا اپنی صورت کا وہ آج
آئینہ یار وا دیکھ تجھسے دکھایا بیطرح

پنجہ مژگان سے کب کتا تھا یہ طفل شکسر
آخرش سر پر یہ طوفان لایا بیطرح

تکیا ہے سر بسر سینہ مرا آتشکدہ
سوز الفت نے مرے دلکو جلایا بیطرح

چھا ہے میں افسوس سنا ہی کریار وکیا کہا
ہائے کمبختی مجھے دل نے ڈبویا بیطرح

ہم نہ کہتے تھے ظفر دل مت لگا ہر ایک سے
دیکھو تو اوسکا مزہ آخر کو پایا بے طرح

ہم مانتے ہیں کب کسی غمخوار کی صلاح
اپنی وہی صلاح کہ جو یار کی صلاح

اوس بیوفا کی ہو نہ سکی ترک دوستی
یہ ہمنے اور دل ہی نے کی یار کی صلاح

ردیف حای مہملہ جلد دوم

کوئی لائق عشق و حسن ہوا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح
ہوئی ایسی کسی سے وفا و جفا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

مرے زخم پہ چھڑکے نمک وہ اگر کہیں ذمہ وہیں سے دے لگے زخم جگر
کیا تیغ جفا کا کسی نے مزا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

پھنسے یوں تو بہت ملے حضرت دل تہ دام فریب میں پا رستہ دل
کوئی ہوگا اسیر دام بلا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

کہیں بھاتی ہے صحبت رنج و تعب کہیں بھاتی ہے محفل عیش و طرب
کبھی جائیگی بدلی ایک فضا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

ترا حسن و جمال ہے زہرہ جبیں کہیں شمس و قمر سے عجب ہی نہیں
کوئی ہوگا زمانہ میں جلوہ نما نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

ہوا شیفتہ کوئی کسی پہ تو کیا ہوے باہم اگر ہوش ربا
کبھی ہوئے نیاز اور ناز و ادا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

کہا قیس نے مجھ سے ظفر یہ سخن کہ ہے سچ تو یہی ای مشفق من
کوئی دشت جنوں میں خراب ہوا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

دل جو یکدم اوٹھا صفائی ہو کسطرح — بخت اپنے نارسا میں رسائی ہو کسطرح

ردیف حای حطی

دل عشق مین نہین میری نہین مانتا صلاح | ٹھہرا لی سی جس مین ہو کیا جا ہے کیا صلاح
بہتر ہے میری حق مین نکل جانا شہر سے | اچھی نکالی تو نے جنون مرحبا صلاح
کیون خود دیتا ہے چاہ زنخدان یار مین | اے دل یہ تجھکو دیتا ہے کون آشنا صلاح
ٹک ٹک کر سر پھرانہ تو اتنا کہ ہیر چکے | جو دل مین اپنی ٹھہر گئی ناصحا صلاح
بسم اللہ ایک تیغ ستم شوق سے لگا | بہتر ہے اب تو بس یہی ہے تیغ جفا صلاح
سر گوشی اوس سے زلف جو کرتی ہے دمبدم | شاید تری پھنسانے کی ہے کچھ دلا صلاح

دیتا ہے کون کوچۂ قاتل مین اپنا سر | جبتک کہ اے ظفر نہین تھی قضا صلاح

گرچہ بچھا مین یار مری سو کسی طرح | پر ایک سے نہ دل کی بجھی لو کسی طرح
ناخن سے تیری پانو کے ہمسر نہو سکے | اے گردش فلک یہ سو لو کسی طرح
ہر چند ہے نصیب پہ موقوف وصل یار | پر چھوڑیے نہ اوسکی تگ و دو کسی طرح
اوس رنگ گندمی کا دلا دی ہے شوق | جبتک ہے زندہ تم نہو بھوکے کسی طرح
ناصح نصیحتین کہو کس کی مانے جو | دل کہتے ہین کسی طرح اور سو کسی طرح
مین ضبط گریہ کرتا ہون سو سو طرح مگر | اشکون کی میری تھمتی نہین رو کسی طرح

خورشید وار سینے مین دل ہے روشن اے ظفر | پڑ جائے اوسکا تجھ بھی پرتو کسی طرح

دیکھی اوس ابرو کی جو تصویر کو اچھی طرح | پھر مصور کھینچے کب شمشیر کو اچھی طرح

ہی خاک و اشک خون سی قبای برہنگی
تن پر لباس اطلس و کمخواب کی طرح

ہے بحر موج زن یہ مری چشم تر ظفر
مژگان پہ دست لگے ٹکڑے ہین سرخاب کیطرح

دکھاؤن اپنی جو پر سوز دلکی داغ کو صبح
بجھاؤ چرخ بھی خورشید کی چراغ کو صبح

امیدوار صبوحی ہین بادہ کش ساقی
شتاب بھر کی گلگون سی تو ایاغ کو صبح

شب وصال مین دم ہی نکل گیا میرا
سنا جو سنتے صدای خروس و زاغ کو صبح

نسیم صبح تری کوی زلف مشکین سے
کرے ہے آکے معطر مری دماغ کو صبح

تمام ایسا ہوا جل کے شب کو پروانہ
پتا ئی خاک بھی ڈھونڈھا کری سراغ کو صبح

دکھائین گر تن گلخوردہ کا تماشا ہم
تو چاہی باغ مین وہ گل نہ سیر باغ کو صبح

شعاع مہر سے جاروب لیکے جھاڑے ہے
فلک ہمارے ظفر گوشہ فراغ کو صبح

ردیف خای معجمہ جلد اول

برگ گل باغ مین ہین سرخ تو کیا خوب ہین سرخ
پر حنائی یہ ترے ناخن پا خوب ہین سرخ

ای صنم غرق بخون کیونکہ نہو رشک سی لعل
لب پان خوردہ ترے نام خدا خوب ہین سرخ

دل پر خون کو کیا تو نے ہے کسکی پامال
کف پا تیرے جو بے رنگ حنا خوب ہین سرخ

رات جاگا ہی کہان ہیگی شرارت گلگون
آج آنکھین تری آیا وہ لقا خوب ہین سرخ

[illegible]

خون دل پیتے ہی تلخکامی سے پیا پیتے مدام
زہر چشم یار کا کشتہ ہو ہمیں اے ہمدم
حرف جانیکا زبان پر لاتا ہے جانان تلخ

ساقیا ایسی کہان ہوگی مے گلفام تلخ
نخل تربت میں لگیں ہے تیرے کیون بادام تلخ
ہو وہ سیر حق میں جیسے موت کا پیغام تلخ

حرف شیرین تلخکامی کا جو لیوے اختیار
صبح سے اوسکی زبان ہو اے ظفر تا شام تلخ

ردیف خای معجمہ جلد دوم

عجب طرح کا ہے وزرات آسمان کو چرخ
ملاتا خاک میں ہے سکو مثل نقش قدم
تری جو چشم کی گردش ہے جس سے آسمانی
جو کشتہ خون ہے تمہارا نہیں کم باندھے
ہے جو چرخ کی گردش سے کیا بچے انسان
نہیں ستارہ یہ بھر لایا اپنی چشم میں آب

ہمیشہ چرخ سے ہے اسکو اک جہان کو چرخ
زمین پہ گھٹنے کے سے نہیں نشان کو چرخ
مثال جام ہے ہر پیر ہر جوان کو چرخ
تو باندھے پھرتا ہے کیون تیغ کہکشان کو چرخ
یہ چرخ وہ ہے کہ دیتا ہے فرشتہ خانکو چرخ
شب فراق میں سنکر مری فغان کو چرخ

جو خاک بھی ہون تو ہون فخر دین کی دہلی
ظفر چھڑائے نہ مجھ سے اس آستان کو چرخ

ردیف خای معجمہ جلد چہارم

[illegible]

ہانکی گرمی مین جو پانی بھر رفع تشنگی
اوسکی عکس روے گلگون سے ہوا آب رفع سرخ

گر نہین ہے سر پہ خون اوسکی کسی بیجرم کا
ہین کلاہ قاتل سفاک کی کیون طرف سرخ

اشک خونین پاس آنکھ سے زرد رخ سفید
گہ سفید اصراف ہم کرتے ہین گاہی سرخ

ٹپکے اشک سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
اے ظفر ہو جاہی اک دم مین آب رخ سرخ

ردیف دال مہملہ جلد اول

قدر اے عشق رہیگی تری کیا میر کے بعد
کہ تجھے کوئی نہین پوچھیگا میر کے بعد

زخم پر جو لگے گوارا ہی مجھے کو نمک
کون چکھیگا محبت کا مزا میرے بعد

در جانان سے مری خاک کو نا برباد
دیکھیے جاتا نہ ادھر باد صبا میرے بعد

خار صحرا اے جنون تو نہین اگر تیز رہے
کوئی آئیگا نہین آبلہ پا میرے بعد

میرے دم تک ہی ترا اے دل بیمار علاج
کوئی کریگا نہین تیری دوا میرے بعد

اوس ستمگر نے مجھے جرم وفا پر مارا
کوئی لینے کا نہین نام وفا میرے بعد

اے ظفر کیونکہ محبت کو نہو غم تیرا
کوئی غمخوار محبت نہوا میرے بعد

دل لینے کو ہر وقت وہ دلدار ہے موجود
بوسہ جو طلب کیجے تو انکار ہے موجود

یا قتل کر دیا مجھے تم دار پہ کھینچو
اب آ گئے تمہارے یہ گنہگار ہے موجود

دیکھی وہ تکلی کدورت کہ غبار خط سے
سمجھے ہے وہ مری مژگان غبار آلود
وہ مری گردش طالع ہے کہ جسکے آگے
دل پر آبلے گر ہو مقابل تو صبا

صاف ظاہر ہے ترے گرد و غضب ناکی گرد
دیکھکر اپنی گلی مین خس و خاشاک پہ گرد
ہوگیا کاسۂ گردش وہ بھی چاک پہ گرد
جھاڑدی خوشۂ انگور نے لبِ تاک پہ گرد

صرصرِ حرص و ہوا سے ہے بگولا عالم
ای ظفر سب کے پڑی ہے رخِ ادراک پہ گرد

ردیف دال مہملہ جلد دوم

کیا دہن مین ہین ترے ای لعل لب دندان سفید
دیکھو وہ لوندین پسینی کی ترے رخسار پر
تیرہ بختونکے لیے ہو صاف تیغ آبدار
جوش گریہ سے یہ عالم ہے کہ آنسو کی بوند
دوست جب دشمن سے ہوا اور آشنا نا آشنا
اک غضب بجلی سی چمکی نیش سے رخسار سے

وہ چمک یاقوت مین نی ہین یکسان سفید
جیسے دیکھی ہون گل پر قطرۂ باران سفید
سر کی باتون مین تری مانگ ای جانان سفید
ہو گئی سرخ اور کبھی ہو گئی مژگان سفید
ہوگیا او ہو جہا لگا منے جانانان سفید
دیکھتے ہی ہوگیا رنگ بیابان سفید

جا ہو وسلے فقیری کا اسے کیا سوز و فنا ہے
ای ظفر رنگین ہو یا ہو جامۂ انسان سفید

ردیف دال مہملہ جلد چہارم

[illegible]

خط جسے لکھتے ہو تم لکھ ہمیں کیوں لکھکر
دیکھکر مہتاب کو کہتے ہو سب آئینہ مست
فرق ہے در ذات کا انکی اور اسکی بات میں

رکھ دیا ہے آپ نے کاغذ تہ زانو سفید
واہ پیر چرخ نے اوڑھا ہے کیا پہو سفید
خال تر خط کو ہم سے کیوں کہے بدخو سفید

سر خرو ہوں کیا ہو ظفر کیونکر عزیزوں کا عزیز
بے مروت سے زمانہ ہو گیا لوہو سفید

دل لیکے مانگتے ہیں جان یک نشد دو شد
دل سا رفیق جان مرا تو کہے کہ صبر
دیتا تھا جو کہ جان تو مجھکو کالیا بھی میں
تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چکے
جل ہی رہا تھا آتش اندوہ غم میں دل
بیٹھے تھے خانقاہ میں ہم بنکے پارسا

کیا خوب مغفرت ہے بہ ہیں بتاں یک نشد دو شد
ناصح تری ہے عقل کہاں یک نشد دو شد
اچھی کھلی ہے تیری زباں یک نشد دو شد
پھر کھینچے ہو تیغ میاں یک نشد دو شد
اوٹھنے لگا جگر سے دھواں یک نشد دو شد
پھر یاد آیا دیر مغاں یک نشد دو شد

کی دوستی جو اس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہاں یک نشد دو شد

ردیف ذال معجمہ جلد اول

کیونکہ خسرو کو لگیں اوسکی نہ دشنام لذیذ
تشنہ لب جو کہ شہادت کے ہیں انکو قاتل

جسکا شیریں ہو لا نام خدا نام لذیذ
کیوں نہ شربت سے ہوں آب دم صمصام لذیذ

[illegible]

ردیف ذال معجمہ جلد سوم

تسلی بخش دل ہی یار کی تصویر کا کاغذ
مجھے ای نامہ بر مضمون وصل یار کی دولت
دل بیتاب کو تسکین ہو کیا قاصدی کا [illegible]
مری خط ہی کو رکھہ دیتا ہی اپنی تیر کا [illegible]
لکھوں اوس مہ جبین کا مین جو وصف رخ روشن
لکھا مین چاہتا ہون شکوہ اوسکو [illegible]

[illegible] کا کاغذ بھی عجب تاثیر کا کاغذ
ترے نامے کا کاغذ نسخۂ اکسیر کا کاغذ
ذرا جب تلک اوس یار کی تحریر کا کاغذ
بنا ہی نشانہ جب کبھی ہی تیر کا کاغذ
تو ہمسر نور مین ہوا [illegible] تنویر کا کاغذ
مرے نامہ کو قاصد چاہئے کشمیر کا کاغذ

ظفر مضمون چاک سینہ ذرا تیر کی آخر
کیا ہی چاک اوسنے عاشق دلگیر کا کاغذ

ردیف ذال معجمہ جلد چہارم

جسنے دیکھا تری تصویر کا پہلا کاغذ
یہ زمین [illegible] مین کس [illegible] ہی پہلے
اب جو لکھتا ہو [illegible]
[illegible] نکلا
[illegible]

کلک قدرت کی ہی تحریر کا پہلا کاغذ
[illegible] کسی تعمیر کا پہلا کاغذ
[illegible] تیر کا پہلا کاغذ
پہلا قرآن کی ہی تفسیر کا پہلا کاغذ
[illegible] اکسیر کا پہلا کاغذ

زخم تیغ عشق کھانے میں ہیں کچھ کیا لذتیں	اور نمک پاشی بھی ہو تو پھر مزہ داری ہی اور
چار عنصر کے احاطے میں ہی کچھ جلوہ عجب	دیر مسجد کی الگ یہ چار دیواری ہی اور

دیکھ کر تاثیر اپنے نالہ ہائے زار کی
ہنسنے جاتا ہی ظفر یہ نالہ و زاری ہی اور

گردش چرخ سے ہی سب کو زمین پر چکر	اک نیا روز یہ لاتا ہے ستمگر چکر
دل کو یوں زلف کے حلقے میں ہی آ کر چکر	جیسے گرداب میں کھاتا ہی شناور چکر
ٹھہرنے دے ہے کسی چین سے یہ گردش چرخ	آسیا بن کے سدا کھاتے ہے پتھر چکر
تیر مژگان سے اک پیچ بھی کیا دل تو یہیں	گردش چشم نے مارا تری کافر چکر
رفعت جاہ یہ بھی گردش طالع کی ہی	کھاتے ہیں دیکھو فلک پر یہ اختر چکر
ہر ذرہ گرد کو مری دیکھ کے کہتا ہی شوخ	ہی تری یاد تو نہیں دیوانے مقرر چکر
نہ سمجھ اسکو بگولا یہ کوئی سرگردان	کھا رہا دشت میں ہی خاک بھی ہو کر چکر
شعلہ خوبی یہ تری ہو کے بلاگردان ق	کھائے جوں شعلہ جوالہ سراسر چکر
ٹھہرے گر چاک گریبان یہ کوئی تار رفو	دست وحشت سے رفو ہو کے رفو در چکر
پھرتا محفل میں ہی کیا چاک یہ بھی پھرتا تھا	ساقیا کھائے ہی اول ہی سے ساغر چکر

اشک سے دیدہ تر آب کے مثل گرداب
ای ظفر بحر تو کیا کھائے سمندر چکر

جو عرش سے ہے فرش تلک وہ اسی میں ہی تو دیکھ آنکھ کھول کر

[illegible]

یار و ... سرگوشی ہمیں استقدر
ہمکو پاس اتنا ہو ... پر ہوتی
ہوشیں آدمی ... ستم ...
لب پہ جان آئی ہماری ...
[illegible]

یا نگی ہو کی سخن پوشی ہمیں سہی استقدر
اور تجھیں ننگ ہم آغوشی ہمیں استقدر
کیوں نہ ان دل ہوش بیہوشی ہمیں استقدر
چاہیے تھی ... خاموشی ہمیں استقدر
[illegible]

ہزار حیف کہ بلبل کا صحن گلشن میں
ہنسی کی بات نہیں ہے کہ ہے سحر تو شبنم
کھلی ہے چشم حقیقت حبیبہ کی مثل حباب

تجھکو ذرا ایک بہی صیاد کی نشانی پر
نثار ہے تری دستار زعفرانی پر
وہ باندھتی نہیں تکیہ جہان فانی پر

ظفر ہم اپنے ہی قصے میں ہینگے آلودہ
خیال کسکے بھلا رکھیں اب کہانی سے

بلا سے گر کوئی دنیا میں ہو خفا دلگیر
چمن میں صحبت بلبل سے گل تو خندان ہے
نہیں ہے گلشن عالم شگفتگی کی جا
برنگ غنچہ نہ کھول اس سے لب اظہار
چمن میں جا کہ جواب میں شگفتہ خاطر ہوں

پر آشنا سے ہو یارب نہ آشنا دلگیر
الٰہی مجھ سے مرا کیوں ہے دلربا دلگیر
برنگ غنچہ تصویر میں سدا دلگیر
مبادا تجھکو کرے حرف بد دعا دلگیر
فراق یار نے ایسا نہیں کیا دلگیر

برائی اس نے تو کچھ تجھ سے کی نہیں اب تک
ظفر سے کسلیے رہتا ہے تو بھلا دلگیر

کھائی بخیہ میں نہ کیوں عقل نو گرہ چکر
عارض و خال سے ہو اور نہ گردش بے گز
اثر طالع گردش سے مرے ای ساقی
چرخ فانوس خیالی ہے کہ جسمیں شب و روز
گردش بخت سے دوں کوہ کو میں چکر

چاک دل دیکھ کر تو بھی ہے رفو دچکر
کھائے گرتا بہ قیامت مہ و اختر چکر
کھائی گرداب صفت بزم میں ساغر چکر
مثل تصویر ہر اک کھائے ہے اکثر چکر
جسطرح کھاتا فلاخن میں ہے پتھر چکر

کہ تا نظر آئین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ و گل یہ جوش شبنم نہ چمکے جگنون ہوا یہ ہر دم
نظر سب آئے تجھے مجھکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

اودھر تو فوارے چھٹتے ہین بیچ ان ادھر ہین اشجار پر چراغان
نئی ہی سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی بشکل ظفر ہی اوستاد پردہ کا آل
غرض دکھائے وہی ٹہھاکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ انکو کیا رضی ہون ہم جسے چاہے
یاسف کو نہین کر بار کوہ غم اوٹھائے پر
تڑ اگھر سیر اکا شانہ تھا اب ہے غیر کا مسکن
اثر دیکھا تمہ ہی گریہ وہ بیداد کرتا ہے
ہماری دلکا عقدہ غنچہ لب ہون کوئی کھلتا
ہمین تم خط بستہ لب کا لئے جلد بوسہ
بہت لوگونکو دعوی ہی محبت کا تماشا ہے
نہ ہوئی پایا جہلم بھی شہید ناز کا تیر
تبسم مجھکو اوس گل کا نہین یاد آتا ہے
ہدف تیر قضا کا دل ہوا ہی کمان ابرو

رکھے ہی مرغ روح سیکشان اپنے آشیانے پر
ٹپکتا تھا یہ سر شیرین کو سنگ آستانے پر
تسلط زاغ کو پایا ہماری آشیانے پر
کہ مجھکو آگ لگتی ہی تری آنسو بہانے پر
کہ وا شد اسکی ہی موقوف تیرے کھلکھلانے پر
و گرنہ مستعد بیٹھے ہین ہم تو سر کٹانے پر
کمر باندھی اگر وہ بھی محبت آزمانے پر
ستمگر آفرین ہی تری مہندی لگانے پر
نہ رو دن کس روش ای غنچہ تیری مسکرانے پر
ہوئی خاطر نشان تیری نگاہ ناوک نشانے پر

ظفر تو نہین چلا جاتا تھا اپنا اداکی کھاکر
کا قصہ ادا کی ان مین تیغ زبان ہوا
کہا تیری نزاکت مین کمر بال برابر
نہین جاتا ہون بیان فرق ہو بال برابر
رو رو زمانہ ہو بالا سا جگہ بال برابر
خلاصہ یہ کہ اوس ابرو خنجر اپنے کہا
آیا نظر مو وہی مین یہ بال برابر
آتا ہون زمین عشق مین اوس کو بال برابر
وہ بھاگ نہیں آتا مین نظر بال برابر
دیکھی تو تری شکل سے اوس بال برابر
آیا دل مین کہا کا جو او دہن
اک شکل مین تھی کمان کا وہ دھو بال برابر
بات جو در محبت کا نہ ظفر بال برابر

اے ظفر اوس سے کوئی کہتا ہین
جا کے اتنا بھی کہ سُن او گلعذار

وفور گریہ سے چشم پر آب کے اندر
دکھایا ہمکو سمندر حباب کے اندر

نگاہ مست مین ساقی کی ہی جو کیفیت
بھلا کہان ہی وہ مستی شراب کے اندر

برنگ شعلۂ فانوس ہو نہ پوشیدہ
تمھارا عارض روشن نقاب کے اندر

ذرا بچشم حقیقت ہو گرم نظارہ
وہی ہی ذرے مین جو آفتاب کے اندر

اگرچہ صاف ہی دل سادہ لوح پر ہمکن
جو دیکھا ہمنے نہ دیکھا کتاب کے اندر

کہان ہی سینے مین پیکان کہ وہ تو چھپا ہے
چھپا ہوا دل پر اضطراب کے اندر

ہماری اشکون مین یون ہی راز عشق ظفر
کہ جسطرح سے ہو خوشبو گلاب کے اندر

دکھا سکے لاکھ وہ شاہ و وزیر کا محضر
سفید نرکھیگا کوئی فقیر کا محضر

بروز حشر دکھا دیگا یہ دل پر داغ
خدا کے آگے تمھارے تیر کا محضر

فلک کے صفحہ پہ جون مہر و مہ کی مہر نہین
مگر یہ ہی کسی روشن ضمیر کا محضر

جگر پہ ہو سکے نہ تو داغ یہ سمجھ کا لکیر
ہوا ہی تجھپہ یہ شمع منیر کا محضر

ظفر نہین ہے کسی وجہ مورد تقصیر
یہ چاک ہوگا تمھارے سفیر کا محضر

آئی گلشن مین بہار آدل غمناک بہار
گر نہو وہ گل خوبی تو ہی کیا خاک بہار

ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ہم دل اور جگر سے بیشتر
جا لگے تیر تھے پھل جیسے اثر سے بیشتر
چبھ گئی وہ نوک مژگاں نیشتر سے بیشتر
ہم چمن میں ہو چکے بادِ سحر سے بیشتر
ہو گئے واقف ہیں مقام ہم خضر سے بیشتر
پر یہ فتنے تھے کہاں اس فتنہ گر سے بیشتر
سر بہت ٹکرا چکے دیوار و در سے بیشتر
اک نفس میں ہم گذر جائیں سفر سے بیشتر
تیشہ اوسکو مارنا تھا اپنے سر سے بیشتر
حق اگر محبوب ہی تھا بشر سے بیشتر
بیشتر دل سے جگر اور دل جگر سے بیشتر
جا پہنچا ہے میں منزل جانا نظر سے بیشتر

کیا دکھاؤ ہو ہمیں تم اپنی تیغ آبدار
یہ وہی باتیں ہیں دل کر دیں نہیں اوس بس کا م
قصد کی حاجت ہے کیا مجکو کہ رگ رگ ہے
رخصتِ پرواز گر صیاد تو دیتا نہیں
رکھتی ہستی میں تعلم سے کیوں قدم اپنا جو ہم
تھے جو خوبانِ زمانہ اور بھی ہاں قد
ضعف سے اوس کو ہیں یہ اب ہم نقش بر دیوار
عرصۂ ہستی ہے تنگ اتنا کہ جب ان
مارا اسے کیوں کوہکن نے تیشہ [illegible] عشق میں
نور تھا خیر البشر کا گو تھا ظاہر میں بشر
جان ہیں پیش نگاہ یار ہونیکو نثار
دیدۂ مشتاق کا شوقِ نظارہ دیکھنا

پیش آیا وہ جو کچھ کہ راہِ عشق میں
کہہ دیا تھا ہم سوں ہی ظفر سے بیشتر

ردیف رائے مہملہ جلد سوم

تمہاری کا ایمان تھا نہیں بوسہ کرایہ پر
لکھو کھانا کچ یقین ہوا ہم نکو مگر کیا پر

پڑی شراب مین گر عکس روی ساقی کا	فزون ہو نور سے خورشید کے ایاغ کا نور
کمر کو اوسکی شب تار زلف مین ڈھونڈھے	کہان ہے عقل مین یہ طاقت سراغ کا نور
وہ ماہ باغ مین جسوقت چاندنی کھینچے	تو دیکھے پھر کوئی اوسوقت صحن باغ کا نور
کرے جو خال رخ یار سے وہ ہمچشمی	تو پھر یقین ہے کہ اوڑ جائے چشم زاغ کا نور
بغیر تیرے ہے عاشق کے حق مین اے رشک قمر	چراغ محفل یاران خوش دماغ کا نور

فروغ بخش ظفر قانعون کے چہرے پر
ہمیشہ اونکے ہے دکھائے بافراغ کا نور

عشق مین کب تلک جبین ہم اپنا سینہ کوٹ کر	جبین ہے کھا جائین ہیرے کا نگینہ کوٹ کر
واہ وا کیا صانع قدرت نے آنکھین تیری	بھر دیے موتی سے ای ماہ جبینہ کوٹ کر
تیغ ہمسر تیرے ابرو کی نہ کوئی بن سکے	تیغ گر رہ جائین لوہا بے قرینہ کوٹ کر
ہاتھ ٹوٹین محتسب تیرے کہ توڑی سنگدل	ریزہ ریزہ کر دیا تجھ سے مینہ کوٹ کر
گر کبھی ہو وصل کا مکتب تو ہم اوسکی عوض	دن گذارین چھاتی اپنی اک مہینہ کوٹ کر
پارہ پارہ کر دیا سنگ ستم سے ہی ستم	ای پری رو تو نے دلکا آبگینہ کوٹ کر

ظلم بد جو ہے سے کیا نقصان شریفونکو ملے
کب گھٹائے زر ظفر لوہا کمینہ کوٹ کر

دن کو ہے رات و زمین و زمان اور	رہتے ہین خود رفتہ جہان اور وہ جہان اور
اک بار دیکھے نذر دل و جان تیرے دونون	اب کیا تجھے دین ہم کہ نہ دل اور جان اور

وہ حسن روز افزون بڑھتا رہا ہمیشہ | سو بار نور مہ کا بڑھ کر گھٹا فلک پر

ہونٹھ اے ظفر ہمیشہ چبا کر سے مسیحا
وہ شکرین لب اپنے دو گر چبا فلک پر

شوخی لی وس چشم سیہ کی ہی نگہ مین اسقدر
کوندتی بجلی نہین ابر سیہ مین اسقدر

ذکر کیا جو وہ کسی سی بات بھی سیدھی کرین
کج ادائی ہی بتان کج کلہ مین اسقدر

جسقدر ہین دونون رخسارے تمہارے تابناک
دیکھی تابش کا ہیکو خورشید ومہ مین اسقدر

میری اشک گرم سی ہوتا ہی دریا بھی کباب
اشکی گرمی پہونچ جاتی وسکی تہ مین اسقدر

ہم قدم ہرگز نہ تھے اپنا اگر یہ جانتے
کھٹکے ہین ہر گام پر الفت کی رہ مین

جنبش مژگان کو تیری دیکھ کر ڈرتا ہی جی
خیر اور بل چل پڑی کیون اس سپہ مین اسقدر

گر کرون فریاد مین وہ شاہ خوبان یہ کہے
غل نکر تو اے ظفر اس بارگہ مین اسقدر

جی چاہتا ہی میرا اگر تمہارے در پر
اپنا بیان کرو مین جو حال دل سراسر

جاؤن مجھے وہ پاتنگ تیا نہین ہی کوئی
رہ جاتے میرے دل کی دل ہی مین ہے نکونکر

کس سے حقیقت اپنی بیان کیجیئے ہم مین
سنتا ہی کون میری جو ہی سو ہی ستمگر

میرا جو حال ہی سب تم پر کھلا ہوا ہی
روشن ضمیر ہو تم اور عاشق ہیں ہم

دریائے غم میں ہجر ہم یاں کھا رہا ہون غوطے
پھر خدا انکا او اس سے تجھے تم اگر

آتا زبان پہ میری جب نام ہی تمہارا
اک جوش عشق میں میرا دل تھا تو لگے اندر

[illegible]

دل مرا دادئ عشق نہ کس رنگ مروڑ
پنجہ رستم کا بھی جو دیکھو تو دم جنگ مروڑ

ذبح کرتا ہی تو کر لیکے چھری ای صیاد
لیک مت گردن مرغان خوش آہنگ مروڑ

شکن زلف کے مانند تری ای نوخط
لکھ سکے کب قلم مانی اثر رنگ مروڑ

رو کش اوسکی گل رخسار سی یہ ہوتا ہے
دی صبا کیونکہ نہ گوش گل خوش رنگ مروڑ

ایک دریا ہی اشکو نسے نچوڑی جسدم
دامن تر کو ترا عاشق بے ننگ مروڑ

ہاتھ پکڑون جو تصور سے بھی تو وہ کہو کہ
تو مری ہاتھ کو اتنا بھی نہ بڑ ڈھنگ مروڑ

ہمنے اک طفل دبستان کی محبت مین ظفر
پھینکا آخر ورق دانش و فرہنگ مروڑ

ردیف رای ہندی جلد دوم

بٹھاکے غیر کو قائم نکر فساد کی جڑ
نکال اسکو کہ ہی یہ بتر فساد کی جڑ

جو خط کے لکھتے ہی برپا ہوئی طرح کی فساد
تو ٹھہری شاخ قلم سبز فساد کی جڑ

قیام زندگی جڑ سی بھی کم ہی دنیا کو
کچھ اسکی اصل نہیں ہی مگر فساد کی جڑ

کرے جو ریشہ دوانی یہ آہ و نالہ سے
تو جانو ہے دل شوریدہ سر فساد کی جڑ

اوکھاڑ نخل طمع کو کہ باغ عالم مین
رکھے ہی یہ شجر بے ثمر فساد کی جڑ

وہ فتنہ راہی نگہ دل ہی یہ فساد انگیز
ادھر ہی فتنہ کی جڑ اور ادھر فساد کی جڑ

رکھی فلک سے جو اصلاح کی کوئی امید
تو سر یہ ہول دئیے فتنہ گر فساد کی جڑ

ردیف زای معجمہ جلد اول

[illegible]

دکھاتی ہی سر عاشق کو قاتل سفاک
کسیکو پست کرے ہے فلک کسیکو بلند
ہمین ہی راہ محبت مین سر زبان در پیش
زمین کو دیکھے ہے نکونکر غصا بکف گستاخ
اوچھل کر دیکھ جو چل اسقدر ہوا سرکش

بزیر تیغ و نوک سنان نشیب و فراز
کہ اہل ہند و مین ہی سر زبان نشیب و فراز
برنگ گرد رہ کاروان نشیب و فراز
رکھے ہے عرصۂ باغ جہان نشیب و فراز
کہ تیر سے ساتھ ہی نوار دان نشیب و فراز

ظفر ہے راہ رخود رفتگی عجیب ہموار
کہین بھی جسکے نہین درمیان نشیب و فراز

اگرچہ تو پردہ نشین ہی بہت دلپذیر ہنوز
خاک اب آئینے مین دیکھو نہین صورت اپنی
مجکو بیعت ہی جنون سلسلۂ مجنون مین
خواب مین دیکھی جو لین رخ کی بلائین …
منفعل کیون نہو تقصیر سے اپنی قاتل
نگمۂ یاقوت کا ہی اوسکے گریبان …
جلوہ گر یاد نہین وہ رخ افق فلک
کون کہتا ہی معلق ہی یہ سقف گردون
وہ ترا طالب دیدار ہی آئینہ عکس
کون وحشت زدہ ہی زرقفس کشان …

پر مرے دل سے کبھی ہی تری تصویر ہنوز
سیر ہی نظر و نہین تجھے سی تری تصویر ہنوز
پاؤن پڑلی ہی مری دیکھکے زنجیر ہنوز
پیچ کھاتی ہی پڑی زلف گرہ گیر ہنوز
شمع کی پانو پہ سر رکھے ہے کلگیر ہنوز
قطرۂ خون ہی کسیکا یہ گلوگیر ہنوز
منھ سے رکھتا ہی لگائی تیغ شمشیر ہنوز
کہکشان کا ہی لگا آسمین تو شمشیر ہنوز
وار سے کیون نہ بھلا دیدۂ نخچیر ہنوز
صورت چشم سراپا ہی جو زنجیر ہنوز

قیمت نیم نگہ دیتے ہیں عاشق دو جہان	کر دیا عشق نے چین کی بازار کو تیز

ای ظفر دیکھیے کیا ہو کہ وہ سفاک جہان
آج پھر دیکھتا ہے اپنے گرفتار کو تیز

اگرچہ منزل رشک قمر ہی دور و دراز	پہونچنا اپنا بھی پیک نظر ہی دور و دراز
خدنگ ناز سے کہدو کہ گو نہ کوتاہی	کہ عرصہ دل سے نہیں تا جگر ہی دور و دراز
پہونچتے ہیں کہیں مر مر کی تا بہ منزل	عزیز راہ عدم اسقدر ہی دور و دراز
نہ روک تو ہمیں جانے دے تجکو کیا ہیچ	بلا سے راہ محبت اگر ہے دور و دراز
سراغ پائے کوئی کیا کہ لیگیا دلکو	عدم سے بھی وہ خیال کمر ہی دور و دراز
کہان ہی نالے کی طاقت کہ دم کو کھینچیے	لبون تلک مری آتا سفر ہی دور و دراز

خرام یار کے نزدیک ہے بہت نزدیک
وگرنہ فتنۂ محشر ظفر ہے دور و دراز

ردیف زای معجمہ جلد سوم

کر تو خوشی سے حرف و حکایات چند روز	ای یار پھر کہان کہ یہ ہی بات چند روز
دنیا مثال فاحشہ جاتی ہی جسکی پاس	رہتی ہے اوسکے پاس نہ بد ذات چند روز
تو جان گرم و سرد زمانے کو اسلیے	گرمی کبھی ہے اور کبھی برسات چند روز
بیٹھا ہے اعتکاف میں زاہد و نکی طرح	تو اوٹھکے کر لے سیر خرابات چند روز

جانے دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار
ہو جائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز

ردیف زای معجمہ جلد چہارم

جسطرح کھینچے ہو دل سے آہ دلگیر تیز
اسطرح نکلے کمان سخت سے کب تیر تیز

سوزش دل نے جلا کر مجکو خاکستر کیا
کر دیا اس آگ کو تو نے تو اپنی تقدیر تیز

کند کر دلکو نہ وقت ذبح اپنی صید کے
کر لے تو اپنی چھری ظالم دم تکبیر تیز

پھر لگے کاغذ کے گھوڑے دوڑنے چار و طرف
پھر لگی ہونے زبان تحریر پر تیز

رو برو اوسکے رہی تیزی زبانیں کیا مجال
کہ رہی ہیں بیٹھے بیٹھے ہم یہیں تقریر تیز

قتل کرنا کسکا ٹھہرا دیکھئے مد نظر
اوس نگہ نے سنگ سرمہ سے جو کی شمشیر تیز

جتنی تصویریں مرقع میں ہیں عالم کی ظفر
سب سے ہے اوس عالم تصویر کی تصویر تیز

رہیگا تا بہ دم واپسیں نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہے ای ہمنشیں نشیب و فراز

سمجھتا آپ کو اونچا ہے اور کو نیچا
کھلے گا تجکو یہ زیر زمیں نشیب و فراز

قدم سنبھال کے رکھنا کہ راہ عشق میں ہیں
ہزاروں ہی دل اندوہگیں نشیب و فراز

کبھی ہے سر پہ خنجر کبھی سناں پہ تری
دکھاتی ہے یہ تری طرز کیں نشیب و فراز

جو پھر کے آئے مسافر کوئی تو ہو معلوم
عدم کی راہ میں ہے یا نہیں نشیب و فراز

دیکھ اے ابر بہاری تو نہ کر ہم چشمی
لعل و گوہر ہیں مری دیدۂ خونبار کے پاس

بیستا گل پہ جو بھنورا ہو تو کچھ دور نہیں
دیکھو ہے داغ جگر بیر دل زار کے پاس

منکشف کیوں نہو آثار محبت مجھپر
قبر عاشق کی ہے ظالم تری دیوار کے پاس

حلقۂ زلف دوتا اس کے نہو کیونکہ قریب
رکھنی قاتل کو سپر چاہیے تلوار کے پاس

سوزش عشق میں دل کیوں نہو بیتاب ظفر
جانے دیتا نہیں کوئی مجھے وہ یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہیے تھا وہ اتی شیشہ بھی ساغر کے پاس

زلف شستہ نہیں خال رخ دلبر کے پاس
شاخ سنبل باغ میں طرفہ ہے سلوفر کے پاس

جیسے دل کو متصل رکھتا ہوں میں تصویر یار
اور ہے صورت کا جلوہ یہ خدا کے گھر کے پاس

دل عبث ہمنو دیا ہے اے بت کافر تجھی
لعل کی کیا قدر ہو جب ہو تجھ ہی پتھر کے پاس

میں تو سایہ بھی اوسکی مانگتا ہوں ابر سے
ہو جو دیوانہ سو جاوے وہ بتی ہی بیکر کے پاس

ابر کی کیفیت جانی ہمیں بھاتی نہیں
بادہ گلگون بھی ساقی رکھدے شیشہ بھر کے پاس

زلف کے گشتہ کا تیری ہے جہاں مرقد و ہان
جا نہیں سکتا کبھی کالا بھی اژدر کے پاس

آفریں تجکو ظفر ہو کیوں نہ شاکر دلنصیر
اس غزل کو جا کے پڑھیے ہر ایک دانشور کے پاس

خموش کیوں نہو مرغ فلک دماغ قفس
ہزار حیف کہ ہو ہمصفیر داغ قفس

قفس کے چاک میں گل چھکے ست اونکھا دیا
کہ بہر بلبل شیدا ہے یہ چراغ قفس

ردیف شین معجمہ جلد چہارم

[illegible]

عجب نہین کہ ظفر برق آہ آتشبار
لگائے دوش ہوا پر سحاب کو آتش

ساقی نہ دیکھا بزم مین تو جام کی گردش
پھرتی ہے مری خاک بگولے مین ہمیشہ
اک شب مرے پاس وہ آیا مہ تابان
آنکھون کے تصور مین سحر ہی کی ضیا ہے لکھا

یاد آئی ہے چشم بت خودکام کی گردش
اب تک بھی مرے ساتھ ہے ایام کی گردش
گردون نے کی ایک مری کام کی گردش
خامے نے مرے جب رقم ارقام کی گردش

مے بھرتی ہی ساقی کے ظفر ٹوٹ گیا جام
قسمت مین ہے رندے آشام کی گردش

ردیف شین معجمہ جلد دوم

جو اس کے ناخن ابرو سے ہے جگر مین خراش
کیے ہین کیا کہین خشت نے تیز ناخن
فقط وہ سمع خراشی ہے اوس کیا صلہ
برنگ ریزۂ مینا سدا نزاکت سے
مرے سے درد محبت کہ ہو وہ کیا واقف

ہلال عید ہے وہ تو مری نظر مین خراش
کہ تازہ ہو گئی سینے کی سختہ پھر مین خراش
نہ ہو سخن سے ترے گر دل انتر مین خراش
اگر ہے سبزہ کف پا سے سیم مین خراش
خروش جسکی نہ ہو دل مین و جگر مین خراش

نہین ہے سکو ترے تاب زخم خنجر سے
اگر چہ ہے تو کوئی سینۂ ظفر مین خراش

ردیف صاد مہملہ جلد اول

[illegible]

شمیم گیسوی عنبرین سے تری وہ ہمسر کبھی نہ ہوگا
ہزار عنبر ظفر منگا کر کہیں سے ای پرچہ جاب خالص

ردیف صاد مہملہ جلد دوم

ہمیں ہی ایک اوسی گلعذار سے اخلاص
اوسی بیزار ہی الفت ہزار سے اخلاص

برابر اپنا ہی ہر ایک یار سی اخلاص
نہ یہ کہ چار سی نفرت تو ہے چار سے اخلاص

جو میرا دشمن جان ہی وہ ہی اوسیکا دوست
کرے ہی کب وہ کسی دوستدار سے اخلاص

ملا نا خاک مین ہے اور بھی سوا منظور
بڑھایا تینے جو اس خاکسار سے اخلاص

نہ بول مجھ سی تو ناصح کہ مین ہون دیوانہ
تو ہوشیار ہی کر ہوشیار سے اخلاص

ہر ایک شخص سے اخلاص ہی پیارے تیرا
مگر نہیں ہے اسی تقصیر وار سے اخلاص

بغیر رنج و مصیبت سوا حسرت و یاس
رکھے سے کون دل بیقرار سے اخلاص

غرور تھا ہمیں کیا اپنی پارسائی کا
نہ تھا ہمارا جب اوس بادہ خوار سے اخلاص

جہاں میں جتنے کہ ہیں بد نصیب بدقسمت
ظفر وہ رکھتے ہیں اس بد شعار سے اخلاص

لبوں سے نقل اوسکے شراب ہو خالص
تجمل پسینے سے رخ کے گلاب ہے خالص

فلک خلوص سی بیزار ہی عجب مجھ سی
جو سیم ماہ و زر آفتاب ہو خالص

بلا سے گر نہیں ساغر میں اپنی بادہ ناب
جگر کا خون ہی چشم پر آب ہو خالص

ردیف صاد مہملہ جلد چہارم

ردیف صاد مہملہ جلد اول

[illegible]

ہوئے جس صبح قیامت وہ بیابست ستمگار
شاخ سنبل سے نکالے نہ خسار الف
تا بہ گنبد اگر اک اپنی دو دو آہ سحر

اگر نکالے کچھو سر تو جیا کہ کہن پر عرض
قد بیار اگر نے لگے سرو چمن پر اعتراض
لاکھ بہ نکلیں خیمہ چرخ کہن پر اعتراض

آج کس اہل سخن کو اسقدر مقدور ہے
کر سکے جواب ظفر تیرے سخن پر اعتراض

تیری آنکھوں سے اگر نرگس بیمار کو فیض
صبحدم بام پر آئے جو پئے عذر درا
بعد مجنون جنون [illegible] پیدا جنون
مادہ نور رشک سے گرد بنہ مجنون کب [illegible]
زلف مشکین کو تیری تار میں [illegible]
آئینہ مائل نظارہ نہ کیوں ہو تیرا
رشک ہے رشک نہ کیوں [illegible]
بعد مردن بھی رہا رنگ ظہور عاشق

ہے مری تجھ سے دل پر داغ سے گلزار کو فیض
تا بدرخ سے ترے ہے مطلع انوار کو فیض
کہ مری آبلہ پائی سے ہے ہر خار کو فیض
ہو تری ابروئے پر خم سے جو تلوار کو فیض
جیسے ہو بچھڑے سے نافہ تاتار کو فیض
تیرے دیدار سے کہ طالب دیدار کو فیض
سینۂ یار سے ہے موتیوں کے ہار کو فیض
خون فرہاد سے ہے لالہ کہسار کو فیض

کیا ہے انصاف کہ اک بوسۂ لب سے تیرے
رہے ناکام ظفر اور ہو اغیار کو فیض

ردیف ضاد معجمہ جلد دوم

[illegible]

ہے لطف فیضِ روحی سے ظاہر ای ظفر
جو کہ ہو پہنچا خالق کونین سے آدم کو فیض

ردیف ضاد معجمہ جلد چہارم

زلف سے اوجھے یہ کیا اس مبتلا کو ہے غرض
سر یہ ناحق بلا کسکی بلا کو ہے غرض

جو ہوا ای شوخ بیمار غم فرقت ترا
ز شفا سے اوسکو نی اوسے شفا کو ہے غرض

دل مرا ہو رشک سے خون یہ ... ہو
ورنہ اوسکو دست و پا سے کیا حنا کو ہے غرض

جانتی دل ہمارا دین جو کچھ تھا لینا ایکا
اب ہی کیا ہم سے اوس کافر ادا کو ہے غرض

ای ستمگر ای وفا دشمن تری بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہے با وفا کو ہے غرض

امتحانِ پرشِ تیغ نگہ منظور ہے
قتل سے میری نہیں اوس پر جفا کو ہے غرض

آشنائی بے غرض ہے کون دنیا میں ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

ردیف طائے مہملہ جلد اول

بت کشمیر کی آیا جو نہیں طرف سے خط
کھل گیا راہ میں شاید اب زبردستی خط

باندھی ہے اوس نے کمر قتل پہ شاید بحرم
لکھ کے بھیجا ہے جو خونخوار نے شنجرف سے خط

عمر کی صرف اسی بحث میں تو نے نادان
لکھنا آتا ہے کوئی نحو سے او صرف میں خط

زلف کی تار سے ہے صبح پہ کہاں یار کے خط
پہنکر یار گلے میں جو وہ سویا شب کو
خط تو بیکار ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے
خط عارض ترا وہ ہے کہ نہو دے سبزہ
نامہ بر دیکھیے تقدیر میں لکھا کیا ہے
یاد آئی دم تحریر جو وہ زلف دراز
کھینچے ہیں تار شعاعی سے ہمیشہ سر چاک
مہر سر نامہ اگر ہوے نہیں تجھے قاصد

صحن گلزار میں جلتے ہیں برابر کے خط
پڑ گئے گردن نازک پہ کئی تار کے خط
پاس قاصد کے مرے اور بھی ہیں چار کے خط
روبرو کوئی ترے ایسے خط گلزار کے خط
یار پڑھتا ہے مرا سامنے اغیار کے خط
ہو گیا ایک برابر کئی طومار کے خط
مہر بھی روبرو اوس تابش رخسار کے خط
کیونکہ معلوم ہوں حسرت کش دیدار کے خط

تیغ ابرو سے میں جانباز ظفر سینہ سپر
بے اجل پڑتا نہیں ہے ہمارے تلوار کے خط

ردیف طای مہملہ جلد دوم

ابھی بھیجے نہ پایا تھا خط
لایا قاصد جواب خط ایسا
تجھکو لکھتے قلم سے نرگس کے
دل کے مضمون بیقراری سے
کیا تعویذ ہول دل سے ہمنے

دیکھ تو لیجے میرا سارا خط
ہمکو لکھنا پڑا دوبارا خط
تیر احسرت کش نظارا خط
اڑ گیا ایسا جیسے پارا خط
لیکے اے دلربا تمہارا خط

[illegible]

ہوا تھا کل جو مرا خط بلنگ یار سے گم
سو بار سے آج وہ پایا لڑا ڑین سے خط

جو خوشنویس ظفر تجھ سے نگار کر کے لکھے
دکھائی اور ہی حسن اُسکے نگاہ ڑین سے خط

لکھ کے بھیجین اُنکو ہم کیا خاک خط
بن پڑھے کر ڈالتے ہین چاک خط

دور گھر ہی یار کا جا کے نہ جائے
لیکے کوئی قاصد چالاک خط

مانگ اوسکی یاد آئی دیکھکر
کہکشان کا شب سر افلاک خط

تر نکر اشکون سے کاغذ بسبر
لکھنے دے اے دیدۂ نمناک خط

تیغ بُران سے تری بڑھتا نہین
نلے قضا اے قاتل سفاک خط

تو نے کیا لکھا تھا جو رونے لگا
پڑھکے تیرا عاشق غمناک خط

حاسدون سے ناک مین دم ہے ظفر
دیدو چاقو سے پکڑ کے ناک خط

ہمدمو عشق کی نہ پوچھو شرط
جان دیتے ہے تو کچھ ادا ہو شرط

خو تمہاری نہ جائیگی بدلی
اسمین جو چاہو ہمسے بدلو شرط

اپنی ہمکو رہائی سے ہے منظور
ورنہ تم اور ہمسے جیتو شرط

دل بیمار کے علاج مین ہے
وصل دلدار اے طبیبو شرط

دل بندِ تار زلف سے نہین چھٹتا
اسکے چھٹنے پہ تم نہ باندھو شرط

یون کسیکو سے کون دیتا دل
دلبری بھی ہے دلربا کو شرط

[illegible]

ردیف طا معجمہ جلد اول

دل عاشق جمال ہی مفتون خال و خط
کیا خوب نقطہ رکھتا ہی کیا خوب دائرہ

جان وحشی نگاہ ہی مجنون خال و خط
صفحے پہ روی یار کی یہ نون خال و خط

خورشید زیر ابر ہے رخسار تابناک
پوشیدہ زیر کوشش شبگون خال و خط

سنبل قرین سوسن و ریحان ہی باغ مین
گیسو نہ سمجھو یار کے مقرون خال و خط

زیبا ہے اوسکی کشور حسن و جمال مین
آئین ناز و غمزہ و قانون خال و خط

دکھلا دیا نوشتہ مرا ایک قلم سے تجھے
مین تیرہ بخت ہون تر ا ممنون خال و خط

ہر شب تصور رخ جانان مین اے ظفر
کیا کیا ہین سوجھتے مجھے مضمون خال و خط

ابر مژگان سی مری جاتا رہا عالم کا قحط
بہتے ہین دریا وہان تھا جہان شبنم کا قحط

ہے رنج اتنے سے باقی رہا کوئی گنج
ہمنے غم کھائی یہانتک کیا اب غم کا قحط

اس دل بیمار کو لیجاؤن یارب کسکی پاس
ہوگیا عالم مین خوبان مسیحا دم کا قحط

کوئی غنچہ بھی شگفتہ اس گلستان مین نہین
ہوگیا از بسکہ دل تھا خوش و خرم کا قحط

دیکھو خوبان اپنے دل ریشونکی قسمت کی کہ یان
ہی سما رنج و نمک کا اور ہے مرہم کا قحط

کہتے ہین خوش ہو اپنے دلمین تیر در دمند
قحط دریان ہے بلا سے پر نہین ہی سم کا قحط

یون تو ہین آدم ہی آدم سب جہان مین اے ظفر
پر جو دیکھا غور سے ہے کام کے آدم کا قحط

شمع سی گلگیر کیا تاج زر کی احتیاط
عشق مین جب ہو نہ اوس اپنے سر کی احتیاط

[illegible]

ردیف ظا مجمعہ جلد چہارم

[illegible]

مجھے تو وقت سخن شوخ تند خو سے لحاظ
پھر آیا دل مرا سو بار پر نہ رو یا مین
چمنمین آنکھہ جھکائی کھڑی ہی کیون نرگس
وہ بیحجاب ہو گیا ایک ساغر مے سے
جہان مین پائیگا کیونکر وہ گوہر مقصود
لحاظ ہی یہ فقط تیری دوستی کا ہمین
قسم ہی خنجر قاتل تجھے مری سر کی
چمن سی آئے نہ بیرون تا سر بازار

اوسی نہ شرم کسو سے نہ ہی کسو سے لحاظ
رہا یہ مد نظر پاس آبرو سے لحاظ
اگر نہین ہے کسی شوخ لالہ رو سے لحاظ
کہ ٹوٹی جسکا نہ سو شیشہ و سبو سے لحاظ
جسے تلاش سے ہو شرم جستجو سے لحاظ
تری جو بزم مین کرتی ہین ہم عدو سے لحاظ
جو وقت ذبح کری تو مری گلو سے لحاظ
اڑا دی گل جو نہ اظہار رنگ و بو سے لحاظ

صفائی دیکھہ ظفر آئینے کی دیدے کی
نہ خوبرو سے ہی اوسکو نہ زشت رو سے لحاظ

ردیف ظا مجمعہ جلد دوم

کری ہی فتنہ تری چشم فتنہ زا کا لحاظ
نہ کی شکایت ظلم و ستم کبھی مینے
فلک پہ کیون رہی بیرہ سے نوح و ہرنو
دل اوسکی جنبش مژگان سی کیون حذر نکری
اوٹھائی آنکھہ نہ دیکھا چمن مین نرگس نے

یہ وہ بلا ہی بلا کو ہی اس بلا کا لحاظ
رہا سدا ہے مجھے اوس شوخ پر جفا کا لحاظ
جو ہو نہ اوسکو تری لعل کفش پا کا لحاظ
کہ اس مریض کو ہان چاہیے ہوا کا لحاظ
رہا جو اوسکو تری چشم پر حیا کا لحاظ

ردیف ظا مجمعہ جلد اول

[illegible]

[illegible]

جب بنا سوز غم ہجر آتش دل جگر کی قطع
چون زبان شمع شب کٹا نے سر کی قطع
ہیں بعینہ جلوہ گر اب الالہ احمر کی قطع

ہو گیا خال سویدا دل میں مانند سپند
لائے کیا حرف شکایت تجھ سے پیچھر دوشی
قطرۂ خون جگر شاخ مژہ پر صد دمان

لکھہ یہ تبدیل قوافی اے ظفر اب اک غزل
گفتگو تو زتوکی ہر اک سخن پرور کی قطع

شاخ کی جو باغباں نے بیچا سنبل کی قطع
ہاتھ خم ابرو کھلا مردم بکوپکر گل کی قطع
وان کھلیں کلیاں بہار میں تیرے بلبل کی قطع
ہو ادا کی نی الحقیقت تو نے ہر گل کی قطع
تھی بعینہ ویسا اوس زیر کاکل کی قطع
ہے بعینہ دیدۂ تر ساغر مل کی قطع

کیا نکالی شاخ سا دیکھ اوس گل کی قطع
چشم تر سے جیسے ہو طغیانی دریا کے اشک
ہاتھ سے صیاد کی معلوم گلگشت چمن
ہو کے گل نازان چمن میں کیون بھولی اے صبا
غیر سے لکھوا کے تو نے قطعہ خط میں دیا
ساقیا جوش سرشک خون سے تجھ بن ہو گیا

خوش نہ آوے گفتگو کیونکر تری ہر کو ظفر
شعر میں تیرے عیان ہے طالب آمل کی قطع

جل بجھا ہے جب یہان یہ فانوس میں شمع
ہاتھ ملتی ہے قطری حسرت فانوس میں شمع
کہکشاں ہے کہ ہے اس جا ہے معکوس میں شمع
نظر آتی ہے مرا یار میں فانوس میں شمع

شعلۂ عشق نہیں ہے دل مایوس میں شمع
جنبش شعلہ سے پروانے کے جلجانے پر
دیکھتا چرخ کو شب تو ہے فانوس میں شمع
گورا گورا بدن اے سیم بدن تیرا صاف

[illegible]

[illegible]

قبر پر میری بلا سے گر نہیں جلتا چراغ
کٹ گیا سر کھل گیا تن جل گیا دل کیا مرے
ہمسری ہو مری شعلے سان تجھ میں ہمیشہ بیقرار
جب سے تاب حسن یار میں کشتہ ہوئی شعلہ نگاہ
شمع کو کیا تاب اوسکے روبرو سرکش رہے

سوزش دل سے تو روشن ہے مری بالین شمع
عشق کے باعث یہ تو آگئی آفت میں شمع
بار پاوے کس طرح سے یار کی خلوت میں شمع
اور نہو ہمسر کبھی تجھ سے قد و قامت میں شمع
کیا ہوا ساق بلوریں تری صورت میں شمع

اے ظفر رکھتی ہے اپنا نام روشن بزم میں
گو تہ فانوس ہے اک گوشۂ عزلت میں شمع

ردیف عین مہملہ جلد دوم

رخ سے تیرے تاب ہو سکتی ہے کیا جان شمع
نور ... ہے پروانے کے سامان ہو شمع
اشک تو اتنے بہاتی ہے ولیکن تیرا
سر کو بل ... تو جا منزل مقصود کو تو
ساق سیمیں کو تری دیکھ کے اے سیم بدن
شعلۂ آہ جو نکلے ہے دل سوختہ سے
سر قلم ہونے کا باعث ہے وہی بزم افروز
جس طرح شمع پہ ہوتا ہے فدا پروانہ

روشنی تیری فقط رات کی مہمان ہے شمع
قد ترا اتنا ہی شعلہ ترا یکان ہے شمع
سوز دل کم نہیں ہوتا کسی عنوان ہے شمع
کرنا طے راہ محبت نہیں آسان ہے شمع
ہو کے خاموش کھڑی ... میں حیران ہے شمع
دل جلوں کی ہے یہ کلبۂ احزان ہے شمع
بہتر اس تاج سے تو باسر عریان ہے شمع
ہو چلی یوں ... تابندہ یہ قربان ہے شمع

[illegible]

[illegible]

ردیف غین معجمہ جلد دوم

[illegible]

اے ظفر کیونکہ ہو جمعیت خاطر اپنی
جبتک اوس زلف پریشان کے سبب تار ہو جمع

ردیف عین مہملہ جلد چہارم

ہر کام کا اک وقت ہے ہر بات کا موقع
غیروں میں نہیں حرف و حکایات کا موقع

تم چوری چھپے آؤ کسیطرح یہانتک
گر دن کا نہ موقع ہو تو ہو رات کا موقع

ساقی ہمیں دے جام ہے یہ پر کہ کہاں پھر
یہ ابر کر دن اور یہ برسات کا موقع

کیا جانے قریب اوسکے کہیں راز دل اپنا
جب دور سے بھی ہو نہ اشارات کا موقع

آیا ہے تو محروم نجا ساغر مے سے
زاہد یہ نہیں بزم خرابات کا موقع

بھیجیں اونہیں ہم تحفۂ دل اپنا کسی روز
لیکن نہیں بنتا کوئی سوغات کا موقع

جو ہم پہ گذرتی ہے کہیں اونسے ظفر ہم
ہو جائے کسی دن جو ملاقات کا موقع

ردیف غین معجمہ جلد اول

پایا نجائے جسکے گرفتار کا دماغ
پہونچے فلک پہ کیونکہ نہ اوس یار کا دماغ

کیونکہ نہ میری کعبۂ دل پر لگائے لات
عرش بریں پہ ہے بت عیار کا دماغ

ہوتا ہے بوئے گل سے پریشان اے نسیم
نازک ترا سقدر ہے دل زار کا دماغ

[illegible]

[illegible]

کچھہ ہو دیوانگی گھر مین نہین روشنی کا کام
فانوس کب ہی خانۂ زنبور سے چراغ

اللہ ری تجلی انوار حسن یار
ہے میرے گھر مین روشنی طور سے چراغ

روشن ہو آفتاب قیامت کا ای ظفر
ہم دل جلون کی شمع سر گور سے چراغ

کچھہ بات کہدین مصلحتاً تجھسے ہم دروغ
ہی بت قسم نکھائین خدا کی قسم دروغ

قاصد خط اوسنے لکھہ کے جو بھیجا تھی کیا
تحریر جو ہی اوسمین وہ ہی یکقلم دروغ

ابرو کو اوسکی کہتے ہین سب تیغ اصفہان
ہی اصفہانیون مین کہان ایسا خم دروغ

غم کھائی کھاؤ جان مری لبتک آگئی
وہ اب جتاتے ہین مرا حال غم دروغ

سنے تو کچھہ کہا نہین تم سے کہتے ہو کہا
کیا بیٹھیون وسوسی وغم کو ہی ستم دروغ

سچا ہی ان زمانہ مین وہ بھی کہ جسکے ہے
کچھہ راستی سخن مین سوا اور کم دروغ

حق ہی دروغ گو کو نہین حافظہ ظفر
جاتا ہی بھول کرکے جو وعدہ صنم دروغ

ہمارے قتل کو تو سے نہ بردوانی تیغ
ترا ہی ابرو پر خم خود اصفہانی تیغ

جہان کو کشتہ کیا ای کشندۂ عالم
تری نگہ ہی غضب وقت ظلمرانی تیغ

ترا ہی کسکا یہ دریا مین عکس چین جبین
ہر ایک موج سے کھلاتی ہی جو پانی تیغ

نہ چھٹے عذاب سے تیرا اسیر رنج و الم
کری جو اوسپہ ذرا تیری مہربانی تیغ

قد کشیدہ ترا سیعت ہے مری حق مین
نہ کھینچ مجھپہ عبث ای عدوی جانی تیغ

[illegible]

[illegible]

ردیف فا جلد اول

اے ظفر میں کیا کہوں کہتا ہوں شب میں
دل مرا کہتا ہے پھر ہو وا دریغا وا دریغ

چاہیے ذی شمع مجکو نِسر مدفن چراغ
جنبش دامن سی تیری اے نسیم صبحدم
یوں بس مژگان ہوئے ہر سر چشم پر چراغ
شب کہا کر گورِ رخ روشن نگار ہے کی
وقت صحبت یار کے گھر میں نہ دھر آ جائے
را انکو چوری سی چھپا رکھا جو وہ زادہ شمع

داغ دل روشن ہی زیر خاک ہیں
گل نہیں ہوتا چمن میں گل کا یہ روشن چراغ
رکھتا یا جیسے جلا کر ہے پس جا میں چراغ
ساتھ اپنی رات کو رکھتے ہیں سب زیر دامن چراغ
روشنی او سوقت ہی غماز ہو دشمن چراغ
تا سبح سی بجھ گیا دیوار کا روزن چراغ

شمع سان جلتے ہیں سب سوز الم سی ہم ظفر
ہے جلا تا گھر میں بھی کر وہ بت پرفن چراغ

ردیف غین معجمہ جلد چہارم

چیچک کا ہی جو کوئی رخ گلبدن پہ داغ
کیوں داغ تو ندی ہیں ہر زر جیسکو بدن
دھوا دیسے داغ معاصی جو دھو سکی
ہر چند عیب یہ ہوتا ہی فراش کا
دیکھے جو اوسکو دانت سی میں لوگ باب

دیتا ہی ماہ کو نہ ستی وہ چرخ کہن پہ داغ
انجم سی لالہ گون ہیں لی چرخ کہن داغ
گر جیتا ہی ہو مند ہی تن کفن پہ داغ
پر خوش نما ہے کا ہر وہ فوق من پہ داغ
ہو رشک سے اگر دل فرہاد بدن پہ داغ

بسکہ ہم ہیں اسقدر جو مرکے سے زلف یار — شامت زدہ نے کیا کیا ایسا خلاف زلف

مطلب ہے کفر و دین سے دیر و حرم سے کام — کرتا ہے دل طواف عذار و طواف زلف

نافہ غزال چین ہے کہ ہے نافہ تتار — کیونکر کہوں کہ ہے گرہ ناف ناف زلف

الجھیں آج دست و گریباں ہیں روز و شب — اے مہروش زری کا نہیں ہے یہ باف زلف

کہتا ہے کوئی جیم کوئی لام زلف کو

کہتا ہوں میں ظفر کہ سطح ہے آنکہ کاف زلف

وصل کی ہونے نہیں دیتے ہے جو تدبیر حریف — اونکی تقصیر نہیں ہے مری تقدیر حریف

دل پہ یوں وار کیا تیغ نگہ کا اونے — جس طرح کھینچکے مارے کوئی شمشیر حریف

بسمل ابرو و مژگاں ہوں کسی قاتل کا — نہ مری تیغ ہے دشمن نہ مرا تیر حریف

دشت وحشت کو ارادہ ہے کہ آباد کروں — کھولدے کاش مرے پانوں کی زنجیر حریف

نامۂ یار کو قاصد سے اڑا لینگے غیر — دیکھو لیجاتے ہیں کیا نسخہ اکسیر حریف

دوستی میں تری دشمن ہوئی یہ خلق مری — ہدف تیر بنائیں مری تصویر حریف

پیچ ہیں بار محبت نہ پھیرو زلف سے ہم — ہمکو پروا نہیں گر کرتے ہیں تکفیر حریف

شمع ساں رکھتے ہیں ہر چند زبان اپنی دراز

اے ظفر دیکھیں تو کیا کرتے ہیں تقریر حریف

ردیف فا جلد دوم

[illegible]

خاک بھی ہو کر رہا آوارہ ہی مین خاکسار
خط مین جو بیٹھے لکھا رسوا ہوا مین چار سو
دل مرا رہتا ہی یون اوس حسن کے شعلے کے گرد
کیا نوشتہ مین ہی اپنے دیکھیے ہوتا ہی کیا

خاک ور ڈالی ہی مری باد صبا نے چار طرف
اوسنے پھینکا خط کو میرے چاک کر چار طرف
جیسے پروانہ پھرے ہی شمع کے چار طرف
خط کے پرزے ہو رہی ہین نامہ بر چار طرف

ہی وہ دل ہی مین تمھارے تم اگر ڈھونڈھو اوسے
پھرتے ہو ناحق بھٹکتے ای ظفر چار طرف

تھا نہ جبتک تمہین ہوش ہوا سے واقف
دیدیا ہی دل بیتاب تجھے افسوس کہ ہم
جانتے سب ہی لگ چلنی کی شوخی نہ ادا
نہین معلوم کہ ہی کل ہوا کیا تم کو
جو بھی کہتے ہین اوسکو دیا کیون تو نے
کر دیا زلف نے کافر تری ہمکو آگاہ
مین ہون بیمار محبت نکرو میرا علاج
وا ای کس شوخ ستمگر سے لگا دل اپنا

حق ہی واللہ تھا بندہ خدا سے واقف
ای دنیا باز نہ تھے تیری دغا سے واقف
پر نہین ایک وہ رسم وفا سے واقف
ہم ہین دیوانہ یار کی خاک کف پا سے واقف
نہین اوس شوخ کی ہم ناز و ادا سے واقف
ورنہ ہم آگے تھے دام بلا سے واقف
ای طبیبو نہین تم میری دوا سے واقف
کہ نہ ہی تیر سے وا کہ نہ دعا سے واقف

ہنستے کیون گل کی روش باغ جہان مین غافل
ای ظفر ہوتے اگر یان کی ہوا سے واقف

دیکھ کر اوس قاتل سفاک کو خنجر بکف
عاشق سر باز پھرا ہین ہمیشہ سر بکف

[illegible]

در جہان سے ہوا پانون اوٹھانا مشکل
کم ہوا اندیشۂ اگر ہم ہی نہ مال اندیشی
گرچہ ہو دشمن جہان سارا زمانہ نہ ڈرے

آ گیا دیکھ کے جو صورت دربان کو خوف
جتنا دانا کو ہی اوتنا نہین نادان کو خوف
ہان مگر چاہیے اللہ کا انسان کو خوف

ای ظفر شافع محشر کی محبت ہو جسے
کیا ہو محشر کا پھر اوس مرد مسلمان کو خوف

مین صبر کرون ہوویے اگر ایک سی تکلیف
ہین چشم و نگہ دونون بلا کیونکہ نباہے
جیسے کہ شب و روز مجھے دل سی ہی ایذا
مہوش تو بہت سی ہین مگر دل کو نہین ہے
رکھتی مجھے بیچین ہین دونون رخ و زلف
عاشق تری ہو جاتے ہین دنیا مین ہزاروں

قسمت مجھے پہونچای ہی ہر ایک سی تکلیف
دل ایک سی تکلیف جگر ایک سی تکلیف
ایسی تو نہین آٹھ پہر ایک سی تکلیف
یان تیری سوا رشک قمر ایک سی تکلیف
شام ایک سی ہی صبح سحر ایک سی تکلیف
اوٹھ سکتی نہین عشق کی ہر ایک سے تکلیف

یکسان نہین عالم کو کوئی دشمن ہے کوئی دوست
ہے ایک سی راحت تو ظفر ایک سے تکلیف

ردیف فا جلد سوم

تجھے جو تیری جدائی کا دیا ہے غم تکلیف
... ہم تکلف سے ...

خدا کسی کو نہ دے ای صنم تکلیف
کرینگے خط مین تحریر اپنی یک قلم تکلیف

ردیف فا جلد چہارم

ردیف قاف جلد اول

یہ بھی اک مردم فریبی ہے کہ تو اے نفریب
ماہ پر ہالہ ہے اور ہالے کے انجم گرد ہیں
چشم سے ابروے غمزے سے نگاہ ناز سے
اک طرف ہو جائے کہ غافل ہمیں نہیں انظر
یہ بھی قسمت کا لکھا ملتا نہیں سرگرد تیا
اوڈھلکیا ہے کون پہلو کہ ٹھہرا ہے
کیا تماشا ہے کہ وہ تو ایک ہے اور سکا [illegible]

بزم میں ہے کہہ لیتا اک نظر چار و طرف
رخ یہ بالا اور ہالے کے گھر چار و طرف
تو نے اک فتنہ اوٹھایا فتنہ گر چار و طرف
مارتا پھرتا ہے سر آنکھوں پھر چار و طرف
ڈھونڈھتا پھرتا ہے قاصد وہ سکا گھر چار و طرف
دیکھتی ہیں یا گھر میں ہم دیوار و در چار و طرف
تم جدھر دیکھو اودھر ہے جلوہ گر چار و طرف

سو بلا میں ہو گئی تو اک دم میں دہو جائیگی
جتنے دل اڑ رہے ہیں کیونکر اے ظفر چار و طرف

بے روے یار کر نہ نظر دوسری طرف
اپنا خدنگ آہ عجب کیا جو توڑ کر
سیدھا ہی اس گلی میں پہنچتا ہے روز دل
چھوڑی جو اک طرف سر عاشق دار پہ بلف
دل بھر گیا جو اوس صف مژگاں کے سامنے
کیا اس سے فائدہ جو کوئی اک طرف رہے

بٹ جائے دل نہ دیکھ ظفر دوسری طرف
جائے نکل فلک کی سپر دوسری طرف
جاتا نہیں ادھر او دھر دوسری طرف
یکسو عیاں ہو شام و سحر دوسری طرف
پھیرا نہ پھر کو ہل جگر دوسری طرف
جبتک نہ ٹھیک جائے اثر دوسری طرف

دل بھی ہوا نہ اپنا طرفدار ہے غضب
اک آن میں ہوا یہ ظفر دوسری طرف

[illegible]

پیام کسکا یہ لایا کہ اتنا گرم آیا — رواں ہی جو مری قاصد کی جبین سی عرق
چمن پہ اوس سی پڑ جائی دیکھکر اکبار — تمھاری رخ پہ نمایاں ہی ابھی جبین سی عرق
نہ سمجھو شبنم اسے دامن اپنا چھوڑ دیا — صبا نی پونچھہ کی پیشانی چمن سے عرق
مریض عشق کو تیری یہی ہی شربت سیب — اگر نمود ہو تیرے لب و ذقن سی عرق
عرق عرق ہی خجالت سی دیکھکر کسکو — ٹپک رہا ہی جو یوں شمع انجمن سی عرق

ظفر سناؤں جو یاروں کو میں بھی گرم غزل
تو آئی جای ابھیں گرمی سخن سے عرق

یوں تو ویسے ہی لطافت و نظافت میں فرق — لیکن ایسا نہو آجای ملاقات میں فرق
پہونچ کیا حسن کو اوس نقاب کے لیے — فرق دونوں میں ہی یوں جیسے دن اور رات میں فرق
دونوں میں جای تماشا جو تماشا دیکھو — کچھ نہیں خانقہ و کنج خرابات میں فرق
دل و جان اسمیں اگر جا کے بلا سی جائی — غم جاناں کی نہ کچھ آسکی مدارات میں فرق
رابطہ دو دلمیں ہو سو سمجھا مشکل دو لب — ہی عجب بات کہ آئی دہاں یک بات میں فرق
تیری شوخی کی ہیں انداز سمجھنی مشکل — چشم و ابرو کی دہی رمز و اشارات میں فرق

ای ظفر چاہیے درویش کو ضبط اوقات
ذکر اور شغل کہاں جبکہ ہو اوقات میں فرق

نہ سمجھ ہی ہمسے بہت گفتگو تڑاق پڑاق — وگرنہ ہو ویگی پھر دو بدو تڑاق پڑاق
ٹپک کی بولا نہ اتنا چمن میں غنچۂ گل — سے کلام جو تیری بھو تڑاق پڑاق

[illegible]

[illegible] ادھر بھی [illegible] دیما میں فرق
[illegible] ایمان میں فرق
دوران [illegible] ابرو [illegible] صفاہان میں فرق
[illegible] جلوہ [illegible] ان میں فرق
[illegible] یہاں ہم اونمیں [illegible] فرق
[illegible] محبت کی عبادت [illegible] میں فرق
[illegible] ماہ [illegible] اخگار [illegible] میں فرق

فراق و فرق میں اک حرف کا ہے فرق ظفر
جہاں ہے فرق تو نہیں وہیں ہے جائے فراق

ہوگا تہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جا کے [illegible] ہم سا [illegible] ورق

لعل سے سب پر دو سکے جو ہے نگہبان
[illegible] کیا خجل دیکھکے شام شفق

حال شب غم مرا سب نہیں جا بلکھا
گرچہ سینہ [illegible] ورق

دلکے ہیں ٹکڑوں میں یوں ہو پر مشغول
جیسے گلستاں کا [illegible] سبق

اسکو خط کہکشاں تو نہ سمجھ رات کو
نالے نے میرے کیا سینہ گردوں کو شق

گو نہ زبان سے کہا راز محبت تو کیا
خشک ہے لب چشم تر زرد ہے [illegible] فق

لالہ و گل پر ظفر اوس سی پڑ جائیگی
دیکھکے رخسار پر اسکے بہار عرق

جنکے دلوں میں فرق ہو [illegible] فرق
مطلب میں [illegible] فرق [illegible] فرق

میں خاکسار اور فلک پر ترا دماغ
ہے تجھ میں مجھ میں جیسے زمین آسمان میں فرق

پہلو سے ہو کمان کی گریزاں نہ کیونکہ تیر
ہوتا ہے یاں طبیعت پیر و جوان میں فرق

ہے تفاوت [illegible] نور و ماہ میں
[illegible] ادھر [illegible] کہکشاں میں فرق

ہو گیا غم فراق سے حال اگر دیکھئے
[illegible] تو ان میں فرق

ہے اپنا فیض عشق سے [illegible] جوان
مشتاق نہیں ہے [illegible] بہار و خزاں میں فرق

ہاں ہے تو ہاں ظفر جو نہیں ہے تو ہی نہیں
[illegible] نہیں میں فرق [illegible] ہاں میں فرق

[illegible]

نکلے ہی جو یون داغ بدل خاک سے لالہ ہے زیر زمین کیا کوئی نفتہ جگر عشق
ٹھہرائے لگے آتش دوزخ تو عجب کیا دکھلائے شرارت اگر اپنی شرر عشق
کیا فائدہ اشکون کو اگر چشم مین روکا ہے زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق
بجلی گرے اے چرخ اگر اوس پہ بلا سے لیکن نہ پڑے دل پہ کسو کے نظر عشق

ہو گرچہ دماغ اوسکا فلک پر تو بجا ہے
جو آپ کو سمجھے ہے ظفر خاک در عشق

ردیف قاف جلد چہارم

کھلتا نگاہ سے ہے بت سیمبر کا فرق کرتا ہے دل کے فرق کو ظاہر نظر کا فرق
سوتے ہے میرے پاس وہ بستر پہ رات کو جبتک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق
کو چھین ان نگی مجھکو مکان بھی ملا تو کیا میرے اور اونکے گھر میں ہے دس بیس گھر کا فرق
جاتا گذر ہے دونون سے اوسکی نگہ کا تیر مطلق نہین سمجھتا دل اور جگر کا فرق
بلبل ہزار میری طرح سے ہو نالہ کش میرے اور اوسکے نالے مین ہوگا اثر کا فرق
آئے بھی میرے پاس تو بیٹھے وہ فرق سے آیا ہے اونکے دلمین کچھ اب اسقدر کا فرق

مدت سے مجھ مین اور پری دلمین ہے ظفر
ڈالا ہوا ہے اوس نگہ فتنہ گر کا فرق

ردیف کاف جلد اول

نثار کرتے ہیں کیا اس دل بیتاب کو خاک
نہ کیا ایک مہوش نے بھی سیماب کو خاک

اشک تھمتے نہیں گرچہ ہیں آنکھوں میں غبار
روک سکتی ہے کوئی بھی سیلاب کو خاک

خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہیں فقیر
اور وہ جانتے ہیں مسند کمخواب کو خاک

صاف سینہ ہی بنا یہ کوئی روشن دل
خاک پر لگتی نہیں جا پڑے مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہوں میں اپسے کہ جھٹکے وہ میں
گر لگے جا کے مری اس آنجناب کو خاک

تاب دندان سے ظفر اوسکے گر گر بجلی
کرے اک دم میں جلا کر در خوش آب کو خاک

لگی ہے اس تن وحشی کو یہ بدن سے خاک
لگا دی تو دے اگر جھاڑ پیرہن سے خاک

کہاں ہے ساغر زر گل خبر تو لے بلبل
اوڑا کے لیگئی باد خزاں چمن سے خاک

ہوئی نہ ہم ہی فقط راہ عشق میں برباد
ہزاروں اڑ گئی یاں قیس و کوہکن سے خاک

دری جو سوز محبت سے دلمیں پروانے
تو کیا لگا کے وہ لو شمع انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیر فلک ملے ہے
چھٹی ہی کیا کہیں اس خیمۂ کہن سے خاک

بچا نہ خاک سے دامن کہ ہاں تک گیا
لگے کی زیر زمیں جیب سے کفن خلق کے

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دل حسود تری گرمی سخن سے خاک

ردیف کاف جلد دوم

تھاما تھا ہی دل مرا ای ہمدمو تالی کی جھوک
گرچہ پر ستم ہو نہ سنبھلے وہ سے اس تالیکی جھوک

زلف کافر کھاتی ہی جھوکی ہوا سے دیکھنا
کیا بلا ہی عالم مستی مین وس کالیکی جھوک

بارش گریہ نے ہی لا گرد یا پانی جھکا
ورنہ اتنی تھی کہان گانکی بر بالیکی جھوک

ڈر ہی صرصر سے ہی مجکو کہین ایسا نہو
آشیان میرا گرا دی باغمین ڈالیکی جھوک

تولے ہے سبکو برابر اپنی آنکھون مین وہی
اس ترازو مین نہین جس تو لنی والیکی جھوک

پھولنا ڈین بر نہ تو تو نی کیون اے نازنین
گوش نازک سی سنبھلنی کی نہین بالیکی جھوک

شاخ گل جیسے ہوا سے جھومتی ہے باغ مین
اے ظفر یون چال مین او سکے ہے متوالیکی جھوک

ردیف کاف جلد سوم

خط دار دونکا خط کیا لیکی جائی نامہ بر وا تک
کہ ہین ہستی مین لاکھون طرح کے خوف و خطر وا تک

نظر سے دور ہی نظارہ گاہ یار کیا سمجھے
جہاں تک پہونچ سکتی ہی پہونچتی ہی نظر وا تک

جو دل کو راہ ہی دل سے تو کیا مشکل ہی کہ پہونچے
ترے دلکی خبر یا تک مرے دلکی خبر وا تک

زباں پر ہم نہین لانیکے ہرگز حرف شکوہ کا
ستم کرنا جہاں تک ہی تجھے منظور کر وا تک

رہیگا زور شور ایسا ہی مجنون کا صحرا مین
پہونچ جائیگا گر تجھسا کوئی شوریدہ سر وا تک

قفس سے چھٹکے مرغ ناتوان جائے کیا گلشن مین
کہ جھڑ ڈالے ہین جاتی سب بال و پر وا تک

چمن مین نافہ مشک ختن ہو جائی ہر غنچہ
شمیم کاکل مشکین تری پہونچی اگر وا تک

[illegible]

حیف تو ہی چال سے اب تک ہے میرے تجھ بغیر
ورنہ پہونچی ہے یہ ہر جا خبر کوسوں تلک

ہے جہاں مدفن تمہارے عاشق دلسوز کا
سبز ہوتا واں نہیں ہے گھاس کوسوں تلک

ہے رواں ہر دم ہمارے دیدۂ خونبار سے
خون دل کوسوں تلک جنگل کوسوں تلک

کھول دیتا ہے وہ جس دم اپنی زلف مشکبو
پہنچتی ہے اوسکی خوشبو اے ظفر کوسوں تلک

ردیف کاف جلد چہارم

انسان کی زندگی ہے تو یکدو نفس تلک
سامان کرتے ہیں جیتے جی کالا کھوں برس تلک

دامن چھڑانا اپنا ہو دشوار برق کو
گر آئے آشیاں کو مری خار و خس تلک

دل میں ہم اوسکو اپنا جو پہنچے نہ دینے پائے
دو چار سو نہ ہوئے وہ منہ اپنے دس تلک

ساقی نگاہ مست سے تیری عجب نہیں
مدہوش محتسب ہے اگر ہو عسس تلک

دعوی کرے نہ عشق کا پہنچے اگر خبر
اس عاشق ستم زدہ کی بلبوس تلک

احسان کرے اسیر قفس پر نسیم صبح
اک برگ گل جو لا کے ہمیں دے قفس تلک

سن سن کے میرا نالہ و فریاد اے ظفر
خاموش ہیں نالہ نہیں زنگ جرس تلک

کیا جگر کو موت کی بیمار محبت نزدیک
پر نہ پہونچے وہ کبھی بہر عیادت نزدیک

صحبت غیر میں کیسے آئے وہ محفل کی زینت ہیں
گر نہ ہو اونکو حیا پاس غیرت نزدیک

[illegible]

[illegible]

ہوئی یاں آہ تکتے تکتے اوسکی چار دن ہمکو — ملاپا کچھ خبر نہ پائی دو دن کی جو دو دن تک

بھروسا کیا اوٹھیں تمسے جو ہے کچھ آہ جنگل الفت — کہ ہے یہ تو محبت ہے ظفر دو دن کی دو دن تک

ردیف گاف جلد اول

ہے وہ سوز عشق سے میرے دل بیتاب میں آگ — نہ کسی مشعل میں ہے وہ نہ کسی مجمر میں آگ

داغ دلمیں آگ تحت دلمیں چشم تر میں آگ — عشق کی سوزش سے ہے پھیلی ہوئی گھر گھر میں آگ

ہو گیا ہوں خاک جلکر ہے یہی سوز دل — نہ ہو دامن کو بچالے میری خاکستر میں آگ

خط میں جو مضمون دل میرا اوڑجاتا ہے دل — شعلہ زن ہو کے کبوتر کو نہ بال و پر میں آگ

وان کیف پاے حنائی تک جو پہونچا دست غیر — یاں لگی تلوؤں سے ایسی جا بجھی بستر میں آگ

یار بن ہوتا ہے بیہوشی سے دل میرا کباب — سوز ہجر انسے ہے پانی بھر کے ساغر میں آگ

شعلۂ جوالہ مت سمجھو کہ یہ اے ہمدمو — آگئی ہم دل جلوں کو دیکھکر جگر میں آگ

یہ لگا نا اور بجھانا تجھپہ ظالم ختم ہے — ہو وے تو دم بھر میں پانی بھی ہو دم بھر میں آگ

جی جلائیں کیوں نہ میرا یہ بتان سنگدل — دل ظفر انکا ہے پتھر اور ہے پتھر میں آگ

میرے اونکو ملگی نسبت کر زبنکیان ٹھنا ہیں لوگ — کیا عجب اگر سکتے ذہن اپنا ہے سکتا ہے ہیں لوگ

جو کہا تمسے سو ہم میں غیر سے ملتا نہیں — جھوٹی قسمیں کیا یہ کیا پھر انکو کھا تا ہیں لوگ

ردیف گاف جلد دوم

ردیف گاف جلد سوم

ان ہی ہو اسے ار ترنو الگ
کیا کہوں جھوٹ ہی ہیں ہوں تجھ سے ہو جد الگ
چاہ زنخ کا ایک قطرہ بھی باقی نہ ہو
آب بقا بادہ کی نہیں سے سبو الگ
رکھتا ہی میری جان وہ دیکھو کہ ہر ایک دل الگ

اب ہوئی ایسی کیا خطا جس سے ہو الگ لگ	آگے تو ہی اسقدر تھا نہ کبھو الگ لگ
شیشہ و خم جدا جدا جام و سبو الگ لگ	آج ہی کیا کہ ساقیا بزم میں تیری ہے
مجھ سے بری ہے وہ مرا آئینہ رو الگ لگ	ڈر ہے کہ بوسہ لینے نہ دے تجھ کو اگر کہ سہی ہے
جیسے چراغ رکھ دیے ہوں لب جو الگ لگ	چشم کو ہے مژہ پہ یوں جلوہ نما ہیں شمع خون
روزن سینہ گرچہ ہیں تا بہ گلو الگ لگ	نے میں ہے طلسم کیا ہوتے ہیں سب سے رنگ جدا
ہو گئی بخود بخود ہیں سب تار رفو الگ لگ	دست جنون بھی مرا ابھی تھا نہیں جو سیتا

گل جو چمن میں ہیں ہزار دیکھ ظفر ہی کیا بہار
سب کا ہی رنگ جدا جدا اسکی ہے بو الگ لگ

پیچ و خم اوس زلف کی ہیں شاخ سنبل سے الگ	رنگ اوس عارض کا ہے رنگ رخ گل سے الگ
ہو نہ بلبل گل سے اور گل ہو نہ بلبل سے الگ	ای مصور کیا ہے سینے پہ تو تصویر یار
اب تو کر لب کو میں تو ساغر مل سے الگ	جان لبوں پر آگئی حسرت سے دل خون ہو گیا
ہو گئی زنجیر بھی مجھ سے مرے غل سے الگ	آیا میں جوں نالۂ زنجیر زنداں سے نکل
دل نہیں ہونیکا تیری زلف کا کل سے الگ	گاہ کاکل سے ہے بندھا گہ کیفیت گلفت سے
گر یہ ہو ویگا بھی ہوگا اک تامل سے الگ	دل مرا اوس سے مدت سے اور نہ ہم نشین

دلبران بیوفا سے بس بہت مل جل چکے
ای ظفر ہو جا اب و نسی جل سے الگ

ردیف گاف جلد چہارم

ڈر ہوا سے نہ سے گر اصد بہار ہی کا
جاتی ہے آج تم جہان لیچلو ساتھ ہمکو دامن
پاس نزاکت اسقدر ہے کہ ہمیشہ پینا سر
کردی بدن سے سر جدا لیتا ہے کیون اوٹھا اوٹھا
کون ہے جس سے خاطر وہ رکھتی نہین ہمیں ہو
جوش جنون زمین پہ گر ہیزہ درشتی اسقدر

یہ جو زمین پہ ہے کھڑا رخ بربین لگ کھلک
بیٹھ سب بیٹھئے مہربان ہم بھی کہین لگ کھلک
رکھتا ہے تیری پائون تیر اخرین لگ کھلک
رکھی گلے پہ تو مری خنجر کہین لگ کھلک
رہتی ہین انکی پاس تو ایک ہمین لگ کھلک
رکھی ہے شاخ گاو پر دیکھ زمین لگ کھلک

ظفر اوسے جو وہ اوچھال لیتا ہے دلکو ندو
شیشہ ہے نازک اسکو تم رکھو کہین لگ کھلک

ردیف لام جلد اول

لگا جو خون جگر عشق مین شراب کے مول
عرق کا قطرہ تری رخ سے اے گلستان کی
ہوا کی کٹورہ یہ شہسوار حسن ہے آج
جسے کہ جان ہارئے وہ طرہ مشکین
عجب ہے شہر محبت کا جوہری بازار

تو بیچین خون جگر ہم ابھی شہاب کے مول
جو ہاتھ آئی تو لون شیشۂ گلاب کے مول
کہ ماہ نو کو بھی لیتا نہین رکاب کے مول
پھر اوسکی خاک بھی بکتی ہے مشک ناب کے مول
بکے ہے اشک کا قطرہ در خوش آب کے مول

ظفر وہ روی کتابی ہے مصحف عشاق
کسی کتاب کا کیا آگے اوس کتاب کے مول

ماتگ اوسکی جسکی نکلی متصل کاکل کی گل
سر اپنی غنچہ رکھے کیونکر نہ وہ کالی کلاہ
اشک کی قطرے نہیں ہیں دامن مژگان کو ستارے
ذرّہ ہی قرص ماہ تابان ذرّہ ہی قرص آفتاب

نیلوفر کا لب جھاپا ہی پا ہیں سنبل کی گل
جسکی عمائب نظر سے باغ میں بلبل کی گل
مکتے ہیں پیر چمن کر سوتیا کی تل کی گل
چرخ مینا فام پر ہیں عکس جام مل کی گل

ای ظفر باغ معانی ہی ترا ہر اک سخن
جھڑتے ہیں تحسین کی منہ سی طلب گل کی گل

ردیف لام جلد دوم

واہ کیا زلف سیہ پیچ کی حلقہ میں دل
آسمان پر نہیں ہالہ مہ خورشید کی
واسطے عاشق کی ہیں گرداب دریا فنا
گرتے ہیں چشم و دہن جنکو وہ سیر دیکھیں
ہم ہجوم زخم ہی کو تن پہ سمجھے ہیں زرہ
عین شفقت سے بنائے شہسوار انکو رکاب
گر در وی خوبرویان دیکھنا ہنگام خط
گل جو کھاتی تیر کی جنکو تو کیا ہی خوشنما
دل کو اون کانون کی بالون نے کیا حلقہ بگوش

دیکھکر جسکو بنی زنجیر کی حلقے میں گل
دونوں آس شق کہیں تعبیر کی حلقے ہیں گل
وہ جو اوسکی جوہر شمشیر کی حلقے میں گول
دام آ ہیں عالم تصویر کی حلقے ہیں گول
کونکی روزن نہیں ہیں تیر کی حلقے میں گول
یہ جو دونوں دیدۂ نخچیر کی حلقے میں گول
کیا بنی پرکار سے تقدیر کی حلقے میں گول
ہاتھہ اپنی عاشق دلگیر کی حلقے میں گول
ای ظفر کچھ ہی عجب تاثیر کی حلقے میں گول

لیلی کو بوسہ لب لعل شوق بدل جان کا مول
کچھ سودا کہتا نہیں مانگتا ہے مال کا مول

پائی کیا شکست تیری زلف خط و خال کا مول
چین و تاتار نہ جب نون بوئی اک بال کا مول

کیا عجب شوق اسیری میں جو مرغان اسیر
بیچکر آپکو صیاد کے دیں جال کا مول

دلکو بکواہی پا چشم ز اوس یار کے ہاتھ
پھر سکا پھر نہ بچایا ہے ادلال کا مول

قدر یوں لفت پرینہ کی دی اوسنے گھٹا
جیسے ہو جاتا ہے کم جنس کہن سال کا مول

لا یا دامن میں گہر بھر کے مگر دے اسکا
ابر نیساں دم گریہ مرے رومال کا مول

ہوئے دنیا سی سبکدوش نہ منعم نہ فقیر
کہیں کمل ہے گراں اور کہیں شال کا مول

دل بلا دمیں پھنسا زلف کا ہو کر خواہاں
لیتا سودا کوئی ایسا بھی ہے جنجال کا مول

ماہ نے جمع کیا سیم ظفر مہر نے زر
پھر جو دیکھا تو نہیں یار کے اک گال کا مول

سوز غم میں ملا اوس نے پیر کے پھل
دل جگر دونوں کیے عاشق دلگیر کے پھل

باغ عالم میں ہیں جو مرد کہ خواہان ثمر
پھول کھاتے ہیں سپر او نہیں شمشیر کے پھل

کھائی ہے شاخ کماں سے تری ہی لیکے مرے
دل مرا جان کی پیکان کو ہے تیر کے پھل

باغ دل میں شجر آہ لگائے ہم نے
لیکن افسوس لگا نہیں تاثیر کے پھل

ہے ذقن سیب کا پھل اور ذقن پر تیرے
خال مشکیں جو لگی ہیں وہ ہیں انجیر کے پھل

رکھتی ہیں باغ میں نے فیض سی کیا چشم ثمر
کہ نہیں کھاتا کوئی نخل سے تصویر کے پھل

پھل ستاروں کا نجم سے ظفر کیا پوچھوں
سب وہ کرتے ہیں موافق مری تقدیر کے پھل

ردیف لام جلد چہارم

جلتے ہین شمع کی مانند سوز ہجران مین | شب وصال کو وہ یاد کر کے جلتے دل

ہلین ہزار وہ عجز و نیاز سے لیکن
ظفر ملے نہ مرا مردم دغل سے دل

ردیف میم جلد اول

بہار کا مری سر پہ ہی آ گیا موسم | وہ گل ہو پاس تو ہی کیا ہی عیش کا موسم
پڑ نگ گل نہین ہوتی شگفتگی دل کو | کہ کس طرح کا آب آیا ہی اے صبا موسم
گھٹا نہ دلکو مری جام می پلا ساقی | ہوا ہی اور یہ برسات کا ہی کیا موسم
کہ فور گریہ ہی اور آہ سرد سوزش دل | ہر ایک چیز کا ہی یان جدا جدا موسم
ہوا نہ سرخ یہ چہرہ کا رنگ زرد کہیں | تمہارے عشق مین اپنا ہی ایک سا موسم
چمن مین کیونکہ نہ زنجیر پا ہو موج نسیم | بہار کا ابھی یارو نہین گیا موسم

بدل کے قافیہ لکھہ دوسری غزل بھی ظفر
بہار باغ سخن کا تو ہے سدا موسم

مر گئے ای واہ ونکی ناز برداری مین ہم | دل کے ہاتھوں سے پڑے کیسی گرفتاری مین ہم
سب روشن ہی ہماری سوزش دل از ہم مین | شمع سان جلتے ہین اپنی گرم بازاری مین ہم
یاد مین ہی تیری دم سے آمد و شد پر خیال | بیخبر سب سے ہین اس دم کی خبرداری مین ہم
سبب بنا یا گردش گردون نے ہمکو شکل گل | مثل شبنم ہین ہمیشہ گریہ و زاری مین ہم

جانتے ہو ایسا دم باز جانبازونکو بھی
دم ہی سمجھی جاؤگے گر اپنا دم دینگے ہم

زاہد بیمغز کو ہوگی نہ کیفیت نصیب
جام سے کیا گرچہ اوسکو جامِ جم دینگے ہم

تشنۂ شورنیگی تری تیغ ستم سے دیکھنا
سر تلک بھی عشق میں آب چشم دینگے ہم

گر کبھو پوچھیگی نشان کیا تم دمِ رخصت مجھے
ہنس کے کہتے ہیں کہ تجھکو درد و الم دینگے ہم

یہ بھی تھا تقدیر میں لکھا کہ ای نوخط تجھے
یون الٹ جان میں ایمان یکقلم دینگے ہم

سینہ نکلیگا نیمگی تیرا قاتل ہماری جسم میں
جب تڑپ کر دم ترے زیر قدم دینگے ہم

کندہ ہے دل کے نگینے پر ہمارے نام دوست
اے ظفر کیونکر کسیکو یہ رقم دینگے ہم

ردیف میم جلد دوم

یہ جو تم کھاتے ہو خدا کی قسم
سب ہے دروغ اے بتو خدا کی قسم

پھرتے ہیں شہر بہ شہر جو سرگردان
ہے تری جستجو خدا کی قسم

کھولتے ہیں تیرے نالہ و آہ
رازِ پوشیدہ کو خدا کی قسم

پہونچی منزل پہ ہمسفر اور ہم
رہ گئے غفلت میں سو خدا کی قسم

جاؤ اغیار کی نہ باتوں پر
ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم

یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت میں
خواب ہے غافلو خدا کی قسم

مہر کیا ذرہ کیا کہ ہے سب میں
جلوۂ یار لو خدا کی قسم

چاک کیون جیب جگر اپنا کرین مثل کتان	گر نہون دیوانہ عشق اوس قمر طلعت کے ہم

ان تبونکی صورتون مین واہ کیا کیا اے ظفر
ہین تماشے دیکھتے اللہ کی قدرت کے ہم

زلف پر تیری نظر جب اے صنم کرتے ہین ہم	سورۂ واللیل پڑھ کر منہ پہ دم کرتے ہین ہم
کب تمھارا شکوہ جور و ستم کرتے ہین ہم	اور کرتے ہم تو کہتے ہیے کہ ہم کرتے ہین ہم
وہ قدم اپنا جہان رکھتا ہے وان زیر قدم	فرش آنکھین صورت نقش قدم کرتے ہین ہم
کیا ستم ہے وہ صریحًا جیسے کرتے ہین ستم	اور کہتے ہین یہ لطف و کرم کرتے ہین ہم
اپنے خارستان مژگان کو ہمیشہ عشق مین	اشک گلگون سے گلستان ارم کرتے ہین ہم
کیا کسی سے خاک ہون خشت مین اب مایوس ہم	دیکھتے ہین اپنے پیالے کو تو دم کرتے ہین ہم
سچ ہی سچ لکھا دیا قاصد خط یہ ہمنے اک قلم	جھوٹ ہو تو ہاتھ ابھی اپنے قلم کرتے ہین ہم
تربت خضر اس حلاوت سے پیے گا کوئی کیا	جس مزے سے نوش جان زہر غم کرتے ہین ہم

یہ جو دم کی آمد و شد ہے اسی مین اے ظفر
دم بدم اک سیر ہستی و عدم کرتے ہین ہم

ردیف میم جلد سوم

بے خرد ہین ہوش کی تدبیر پر شاکر ہین ہم	دوستو اپنی فقط تقدیر پر شاکر ہین ہم
ہاتھ سے قاتل کے کچھ شکوہ نہین کرتے کبھی	رکھ کر آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہین ہم

یارو نہ روکو عشق میں رو دیکھیے تم ہمیں	اس سے بجھا دلکی بجھا اپنی جلن میں ہم
ہیں گرچہ مثل شمع سراپا زبان تو کیا	کہہ سکتے پر زبان سے نہیں اک سخن ہیں ہم

دیوانگی کا شور ہے مجنون کی ای ظفر
دکھلائی جب تلک نہیں دیوانہ پن ہیں ہم

کیا کہیں اے ہمنشیں ہیں آج کیوں بیکل سے ہم	جنسے کل تھی جا لگو اوسے جدا ہیں کل سے ہم
لاکھ بل کھائی ہی کافر ایک سیدھی بات میں	زلف تیری ہے بلا پڑ گئے ہیں اوسکے بل سے ہم
ہیر کا وعدہ کیا ہو دست بر لب ہیر نے	روز بیٹھے شوق میں دن گنتے ہیں ہنگل سے ہم
تیری چشم مست سے ساقی تلک بے دین جام	رکھتے وقت میکشی مطلب نہیں بوتل سے ہم
ہاتھ جو گردن میں ہے تیری حمائل اپنا بھی	سیکھ لیں انداز یہ کیونکر تری ہیکل سے ہم
کھینچی چھٹ جائے تیری اک پل میں ای ابر بہار	باندھیں اشکونکی جھڑی تر گان اگر بادل سے ہم
ہو تماہی کالا جہان میں مرد آزاد کا سنہ	پا گئے یہ رمز چشم شوخ کے کاجل سے ہم
گھتے ہیں اپنی تن عریان پہ خاک کوی یار	کی غرض تیرے بیٹے رکھتے ہیں ململ سے ہم
ہے زمین پر ہی کبھی تو آسمان پر مثل برق	ڈر گئے ہیں الشوخ آتش تری چھل بل سے ہم
جیسے پان کھا قدم تحت الثری کو وہ گیا	کیونکہ تکلیں دیکھیے دنیا کی اس دلدل سے ہم

لاکھ بھاری دن گئے بیٹھیں بر سیک ہیں یار
بے تراز و پا گئے اونکو ظفر اٹکل سے ہم

چلنا مریض غم کو تیرے اٹھ نو قدم	معلوم ہوویں ضعف سے دس بیس سو قدم

ردیف میم جلد چہارم

دیکھنی ہو تمکو مدہوشی کی کیفیت اگر	تو گذارو اک برس ساتھ میرے پاس تم
قابل اس پاس محبت کا ہون کیا میں مہربان	دنکو پاس اور دنکے ہو اور رات میرے پاس تم
آکے بیٹھے بھی تو کیا بیٹھے لگائی ہی رہے	ہر گھڑی اٹھنے بھاگنے کی گھات میرے پاس تم

کہدو ناصح سے ظفر حضرت سدھارو اپنے گھر
کر چکے ضائع بہت اوقات میرے پاس تم

پیتے ہین خون دلکو بجائے شراب ہم	کھاتے ہین رشک کی جا ہین جگر کی کباب ہم
ہم سے زمانہ آج اگر پھر گیا تو کیا	لاکھون ہین اسکے دیکھے پڑے انقلاب ہم
کر دے گداز عشق سے ہین یون جو دلکو آپ	پہونچاتے ہین مدد تجھے چشم پر آب ہم
لا ساقیا شراب نہین ابر گو نہ ہو	سمجھینگے دود دل کو فلک پر سحاب ہم
آنکھین جو اوسکی عکس فگن آئینہ مین ہین	دو کشتیان ہین دیکھتے بالائے آب ہم
ہمسے اگر جواب کرینگے رقیب کچھ	کر دینگے اک سخن مین اونہین لاجواب ہم
اوس شوخ شہسوار کی خاطر بنائینگے	ان حلقہ ہائے چشم کو اپنی رکاب ہم
موقوف اکل و شرب غم و تپ ہی پہ ہے	کھاتے ہین یہ طعام پیتے ہین یہ شراب ہم

کرتے اگر نہ دوستی اک بادہ خوار سے
ہوتے ظفر جہان مین پھر کیون خراب ہم

ردیف نون جلد اول

اشعار لکھتی ہین جو آئینۂ دل کو یہان اپنے	وہ ای زاہد تری اس رسی جنتی پہ ہنستی ہین
نہین لیتی ہین اُس کو بوسہ پہ دل اور مسکراتی ہین	تماشا ہی کہ وہ اس جنس دل ستی پہ ہنستی ہین
شراب عشق کی کب اہل دنیا سمجھین کیفیت	عجب اندھیر ہی سب عالم ستی پہ ہنستی ہین

دلاور ہین بہادر ہین ظفر جو رستم میدان
وہ اُنکی سدا شمشیر دودستی پہ ہنستی ہین

جا تو اپنی پاس تجھے وہ قریب اور رونکے ہین	جو نصیب آ کے تجھی اپنے وہ نصیب اور رونکے ہین
دربندان محبت کا سوا اُن کون ہو	حضرت لقمان بھی گرچہ ہین طبیب اور رونکے ہین
عشق کی تعلیم ہی ہمکو جنون کی تربیت	عقل سے کہدو کہ حضرت آپ ادیب اور رونکے ہین
تیری ناوہ بلا جاتکا ہین اک گل تو کیا	کر دیا دل مین اثر ای عندلیب اور رونکے ہین

ایسی بخت اپنے کہان آئے ہمارے گھر وہ ماہ
ای ظفر اس امر مین طالع عجیب اور رونکے ہین

لب کو مین تیرے مے ناب کہی تو کہدون	چشم کو ساغر زہراب کہے تو کہدون
کیون غنچہ و شبنم دہن و دندان کو	ہان جو درج در خوش آب کہے تو کہدون
خون کی سرخی سی ہے کیا داغ جگر مین نکہت	اب اُسے لالۂ سیراب کہے تو کہدون
جیکے ہے ماہ کے پرتو سے جو دریا مین بھنور	ساقی اسکو گل مہتاب کہے تو کہدون
چشم پرآب مین ہے میری کہان لخت جگر	یعنی تالاب مین گرداب کہے تو کہدون
لیکے نام اوسکا بہت آہ مین بھر اکر رہا ہون	کیون ابھی ہر دل بیتاب کہے تو کہدون

ہمسے ظاہر وہ ہوئے صاف تو کیا ہوتا ہے
دل تو صاف اونکا ہوا ہمسے ظفر خاک نہیں

کیونکہ ہم دنیا میں آئے کچھ سبب کھلتا نہیں
اک سبب کیا بھید اونکا سبکا سب کھلتا نہیں

پوچھتا ہوں حال بھی گر وہ تو بارے شرم کے
غنچۂ تصویر کی مانند لب کھلتا نہیں

شانہ ہر مقصود تک پہونچیں گی کیونکر دیکھیے
بند ہے باب تمنا ہے غضب کھلتا نہیں

بند ہے جس خانۂ زندان میں دیوانہ ترا
اوسکا دروازہ پیر روز و شب کھلتا نہیں

دل ہے یہ غنچہ نہیں ہے اسکا عقدہ ای صبا
کھولنی کا جب تلک آئے نہ ڈھب کھلتا نہیں

عشق آہ جنکو کیا خاطر گرفتہ اونکا دل
لاکھ ہو وے گر چہ سامان طرب کھلتا نہیں

کسطرح معلوم ہو وے اوسکے دل کا مدعا
مجھسے یا تو نہیں ظفر وہ غنچہ لب کھلتا نہیں

فدا ہوں تیری کوئی اتنے میں ہم تیرا ... ہیں
... آپ ہیں گر دل ذرہ ہو ... ہم چوراتے ہیں

لگا وا آزمائش سے ٹھوکر اپنے کشتوں کو
جو دیتے ہیں ہم تمہیں وہ کوئی ہم چوراتے ہیں

دل افگار محبت اسطرح آنکھوں سے پیالے
گریباں زخم دل سے دیدۂ پر نم چوراتے ہیں

خطوط مہر کرتا ہیں جبین میں یان بیت چور کی
سحر جو گوش گل سے گوہر شبنم چوراتے ہیں

کبھی کرتا ہوں گر میں کہ کسی دست اپنے ہو وے
تو وہ کیا بدن کو ای ظفر بیرم چوراتے ہیں

دکھائی دے سی ہمکو نہ بقیت کو نہیں ہستی ہیں
نظر آیا خدائی کا تماشا بت پرستی ہیں

ردیف نون جلد دوم

جنکو ایمان ہم اپنا بخدا گنتے ہین — پوچھو وہ کبر کہ مومن ہین کیا گنتے ہین
تیری فرقت مین پڑے بستر غم پر ہر شب — تارے ہم صبح تلک ای ماہ لقا گنتے ہین
تو جدھر قبلۂ جان اپنا تصور ہے ادھر — اس تصور ہی کو ہم قبلہ نما گنتے ہین
ہم بُرا کہتے ہین اونکو تو خدا ہی جانے — وہ بُرا گنتے ہین ہمکو کہ بھلا گنتے ہین
درد و غم یاس و الم رنج و تعب آہ و فغان — ہم تو ساتھ اپنے انھین کو رفقا گنتے ہین
ظلم سہتے ہین بجز شکر نہین کچھ کہتے — ہم جفا اونکو تری مہر و وفا گنتے ہین
آج جو وعدۂ دیدار کیا ہے تو نے — بیٹھے گھڑیان ہم مشتاق لقا گنتے ہین
ملگئے خاک مین ہم جنکے لیے وہ اب بھی — ہمکو اپنا نہین خاک کف پا گنتے ہین

اے ظفر میری ان اشکون کی بدولت ہر دم
مثل خر مہرہ دُر بیش بہا گنتے ہین

لگے ہین دل پہ بہت زلف یار کے تسمین — کیا ہے ٹھیک اسے مار مار کے تسمین
شکار بند مین تیرے سوار توسن ناز — کہان نصیب کہ ہون اس شکار کے تسمین
خدا بچائے اوسے جسکے قتل پر کھولین — بتان عربدہ جو جو کنار کے تسمین
فلک نے رعد کے طبلے پر آج ای ساقی — چڑھا دیے رگ ابر بہار کے تسمین
ابھی جو ہاتھ لگاتا ہے ایک وہ قاتل — تو پھر لگے نہین رہتے ہزار کے تسمین
نہی نصیب کہ کام آئین ان حسینونکے — بوقت فصد ترے جسم زار کے تسمین
فقیر جای کمر بند باندھتے ہین سدا — کمر مین ہمت پر استوار کے تسمین

وہ کھیل کھیل جس سے بنے کچھ وہاں کا کھیل
کیا فائدہ یہاں کے ظفر کھیل کود میں

جو سی لب میگون تم خواب آئے مزے میں
اوس رو کے کتابی کا ہے آنکھوں میں تصور
جو ہے مزا عشق کا پیری میں اوٹھایا
ساقی مری توبہ کی ٹھہر سکی نہیں پاؤں
پر واترے زخمی کو نہیں آب لقا کی
جیسا کہ دل سوختہ ہے اپنا مزیدار
پوچھو نہ یہ تم بوسے لیے کتنے مزے سے
چھٹتا ہے مزا عشق کا ہے کوئی ناصح

پی بھی نہ کبھی ہم نے شراب ایسے مزے میں
ہم دیکھتے ہیں دیکھو کتاب ایسے مزے میں
گذرا نہیں اور نکا شباب ایسے مزے میں
گر چھوٹتا آئیگا سحاب ایسے مزے میں
رکھتی ہے تری تیغ کی آب ایسے مزے میں
رہتا ہے کہاں جلکے کباب ایسے مزے میں
رہتا ہے کسے یاد حساب ایسے مزے میں
آئے نہیں ہم خانہ خراب ایسے مزے میں

ہوتے ہی نشہ کیونکہ نہ کھل جائے وہ ہم سے
رہتا ہے ظفر کوئی حجاب ایسے مزے میں

ڈھلگئے بن سنگی دنیا میں مکان بہتونکے ہیں
حال دیوانوں کا ہے پوچھ رہے شب خانے [illegible]
ہر قدم پر تیرے انداز خرام ناز نے
آشنائی کا بھروسا کیا تمہاری ہو [illegible]
اس چمن میں میری برق نالہ [illegible]

اے فلک تو نے شناسائی یاں نشان بہتونکے ہیں
یعنی افسانے اوسے نوک زبان بہتونکے ہیں
دل کیے پامال اے سرو روان بہتونکے ہیں
ہو چلے آپ آشنا اے مہربان بہتونکے ہیں
جلگئے اے ہم صفیر آشیان بہتونکے ہیں

سینہ کاوی بیان کرے کوئی نہ جبتک اے ظفر
ناسور ہو جوں نمکین ایسا تو ہو سکتا نہیں

رکھتی کیا بانکی نہیں شمشیر و خنجر اور ہین
لیکن اوسکی ابروی پرخم کے جوہر اور ہین

کرتے ہم مضمون سوز دل بیان کر اور ہین
آگ ہو جاتے ہین بھی اوسکو وہ سنگ اور ہین

جب چھری کرتا ہے وہ بیداد گر اور و بیتہ
لگتی مرجان سے مری زخم جگر اور ہین

لگتے ہین خنجر تری جس وقت پہلو مین ہمارے
طائر جانکے مری لگتے شہپر اور ہین

دیکھ فریاد ستم سے تیرے ہم کرتے ہین کیا
چپ ابھی کنج لحد مین تا بہ محشر اور ہین

دیکھتا ہے آج ہمکو وہ نگاہ قہر سے
یا الٰہی خیر ہو قاتل کے تیور اور ہین

کوہ کو پانی نہ کرے نالہ خارا گداز
مارنے سر سے ہمین وہ چار پتھر اور ہین

خم کے خم خالی کیے ساقی سے لیکن آبتک
ہم کیے جاتے طلب ساغر پہ ساغر اور ہین

پیر عشق جنونکو کیا غرض ہے خضر سے
راہ اونکی اور ہے اور اونکے رہبر اور ہین

اہل بخشش سے برابر ہون کہان سنجیدہ طبع
سرو موزون ہے تو کیا نخل ثمر ور اور ہین

جوہر دلمین ہے منہہ پر لاتے ہین آئینہ وار
ہم نہین ہین وہ کہ دلمین اور زبان پر اور ہین

خوبی جوہر پائی ہے ہر ایک سے امتیاز
لعل بھی پتھر ہی ہین لیکن وہ پتھر اور ہین

سوز غم سے جلکے خاکستر تو ہو نہین ہوچکا
ہے جو گرمی سے ابھی شاید کچھ اخگر اور ہین

شعلۂ آہ و فغان سے ہم سر چرخ کہن
دیکھیے ہر شب عیان تابندہ اختر اور ہین

ہم قناعت کو تری دولت سمجھتے ہین ظفر
ڈھونڈتے جو زر کو ہین وہ طالب زر اور ہین

[illegible]

گر چلے آہ و فغان ضبط ہو تم ای حضرت دل
شب فرقت میں بھی ... لعل لب کی
آنکھیں ہیں سرخ او وہ تری پوچھنے آئے
اٹھو صبح قیامت کہ جو تم لاتے ہو ذکر
کون لیتا ہے کہ جو زلف کو ... کر دیجیے

وہ سینہ تم کر یہ محبت کا سہی ہوش تحسین
رکھتا ہوں اپنے تصور سے تم خوش تحسین
کس کے ہاتھ تم لو کیا ہے یہ بیہوش تحسین
اوسنے دکھلایا نہیں ... گوش تحسین
مجھ سا ملنے کا نہیں کوئی بلا نوش تحسین

شمع ساں گو کہ سراپا ہوں زباں تم لیکن
دیکھتا ہوں ظفر اوس ... خاموش ...

تو جو آتا ہے نہیں راحت جاں دو دن
رونا اک پل بھی مرا کرتا ہے طوفان برپا
آگے تم آتے تھے اک دن ... دو دن
ہاتھ رخسار سے ...
تم تو اک دن کو بھی ...
دو گھڑی کے لیے کس واسطے ...

تو نہیں وعدہ ... دو دن
التواتا ... دو دن
اب بتاؤ ... کہاں دو دن
رہتے تھا ... دو دن
خالی اب کس لیے رہتا ... دو دن
وہیں تم جاؤ کہ رہتے ہو جہاں دو دن

اک دن بھی جو ذرا ان کو ... دیتے ہیں
اے ظفر رہتا ہے حملہ خفقان ... دو دن

لاغری ہے کہ بدن ... کی ہے بیان
گو ترا دلسوز ہے گرم فغان ہو جل ...
ہیں عیاں جیسے کہ ...
شمع ساں گری سے ...

[illegible]

[illegible]

تھا کل تو وعدہ آج کا کہتے ہو آج کل کل اشک گرم چشم میں تھے آج ہیں شرر	جائیگی یونہیں عمر گذر کل میں آج کل کتنا بڑھا ہے سوز جگر کل میں آج میں

ہے کل تھا دل کو چین نہ ہے جلکو آج کل
کچھ ہو تو کیسے فرق ظفر کل میں آج میں

کیوں قدر آنسو کی ہو جیسا نظر میں	نکلے نہ گہر ایسا ہزاروں گہروں میں
صیاد نے آزاد کیا مجھکو قفس سے	طاقت نہ رہی اڑنیکی جب میرے پروں میں
نازونگہ و غمزہ سے دل وسکے حذر کر	آمان کہاں دیکھ نہ جا فتنہ گروں میں
پست ہے عشق سے واقف نہیں راہ	سمجھے ہے خبردار کو بیخبروں میں
طے کرتے ہیں سب یار رہ منزل مقصود	بیطاقت اگر ہیں تو ہیں ہمسفروں میں
پہونچا ہیں جو وان نالہ جانسوز گو میرے	ہے اثنا دم و دود کہاں نامہ بروں میں

اس دور میں جو کرتے ہیں کچھ چرب زبانی
جلتے ہیں ظفر گھی کے چراغ اونکے گھروں میں

محرم کی تیرے جو گرہ یار بند میں	دوں ٹھونکٹ سخن غیر کے میں جا بند میں
ہیں ماہ دلکشا میں بھی تجھ بن گرہ دل	ہوں اسطرح کہ جیسے گنہگار بند میں
جھگڑے سے کفر و دین کے نہ نکلینگے جب تلک	دونوں ہینگے کافر و دیندار بند میں
پگڑی کو اپنے ہاتھ سے اے ہوشمند باندھ	کیوں بند ہے یہ بندش دستار بند میں
سرو چمن کے ساتھ ہے یہ سرکشی کی قید	آزاد بھی ہے باعث پندار بند میں

[illegible]

ای کوہکن تو سر کو پٹک کوہ سے کہ عشق
رکھتا ہے شکوہ سر ہی کو پٹکاو پر نہیں

اوڑنیکی دام سے نہیں ہمکو ممانعت
صیاد ایک پر بھی اٹکاؤ پر نہیں

کیونکر نکالے سوزن تدبیر سے پھانس
جب اطلاع ہی ہے اسکو کھٹکاو پر نہیں

اسکا ہے آنکھ پانو وہ مٹکاؤ اے ظفر
موقوف آنکھ ہی کے تو مٹکاو پر نہیں

بوسے لبے مرض ہم ای رشک قمر لیتے نہیں
اسکے بستر پہ ہیں ہم کروٹ بدل لیتے نہیں

کیا کہیں حال اپنا تجھ سے اسقدر بیتاب ہوں
سانس بھی پھر تن تری خستہ جگر لیتے نہیں

تم ہوئی رشک مسیحا بھی اگر کیا فائدہ
اپنے بیمار الم کی تو خبر لیتے نہیں

دیکھو اس خط کو خط جس ترسے بہائی سزا
خط کو میرے ہاتھ میں بھی نامہ بر لیتے نہیں

اپنے دانتوں کی صفائی تو نے دکھلائی تجھے
کوٹر یونکے مول وہ سلک گہر لیتے نہیں

جان جو دیتے ہیں غمزہ پر پردہ تو کبھی
سر پہ احسان اجل ای عشوہ گر لیتے نہیں

ہمسے بل کرتی ہے زلف یار لیکن آپ بھی
ہم بلائیں اسکی کسدن اے ظفر لیتے نہیں

جو تو کہتا ہے پردے میں وہ ہم طناز سنتے ہیں
پس دیکھتا تیرا کہاں آواز سنتے ہیں

تری کوچے میں جو رستے بھی ہیں تو نہیں سکتے
کہ کھٹکا پانوں کا تیری خلل انداز سنتے ہیں

دم انکھو نہیں ہے وہ آئینہ اگر دیکھے کیا ہو
کہ جسکے دم میں ہم آواز سے ساز سنتے ہیں

اوسے ہم از شاید بجا نکر سے تو سنا دیتا
جو تجھ سے کہتے ہیں وہ غیر سے ہم راز سنتے ہیں

[illegible]

ہر گا نگہ تیری تیز آسی ہین ہم اسپہ | یا سینہ چاک کیونہین یا دل شگافیونہین
وعدہ خلافی اتنو وعدہ کہیں نہ تھا کر | اک عمر تو نہین گذری عہد خلافیونہین

کیا کیا سخنوری کے پھر تنگ قافیے ہون
لکھین ظفر غزل گر ایسے قافیون مین

یار سے کب قریب رہتے ہین | دور ہم بد نصیب رہتے ہین
نہین ہوتا کسی سے میرا علاج | یہان اتنے طبیب رہتے ہین
فوج حسرت ہین مرے نالہ و آہ | بس یہی دو نقیب رہتے ہین
دشت غربت مین رہتے ہین جو لوگ | وہ یہان سے غریب رہتے ہین
ہم کسی گل کے عشق مین نالان | روش عندلیب رہتے ہین
میرے اونکے معاملے باہم | کیا کہون کچھ عجیب رہتے ہین

ہو وہ تنہا تو کچھ کہون مین ظفر
ساتھ اونکے رقیب رہتے ہین

آنکھ اوسکے روزن در سے لگا بیٹھے تو ہین | وہ نظر آوے نہ آوے جی جلا بیٹھے تو ہین
دیکھیے و تکتے ہین مٹتی ہین کیا کرتی ہین ہم | جم کے اوس کے بیچ مین مثل نقش پا بیٹھے تو ہین
اور بھی ہمکو ظفر ہو نہ ہو تیا وہ کبھی | ای گدا تیری ولت پاس جا بیٹھے تو ہین
دیکھیے کیونکر جمال یار کی آتی ہے تاب | ہم دوئی کا بیچ سے پردہ اوٹھا بیٹھے تو ہین
دیکھیے کس دن وہ اوٹھائے ستم سے اپنا ہاتھ | ہم اوٹھا لی اسلیے دست دعا بیٹھے تو ہین

تمام عشق میں کچھ جو کامل میں تو آئی ہیں
کہ جان پر کھیلتی ہے حضرت دل میں آئی ہیں

برنگ شمع تم گرد ہو میری محفل افروزی
نہیں ہے کہ روشنی ہے زیب محفل میں تو آئی ہیں

کسی کی عقل پر کرتی نہیں یہ عقدہ بازی ہم
جو نادان ہیں تو آئی ہیں جو عاقل ہیں تو آئی ہیں

کریں ہیں صید افگن ذبح پورا صید کو اپنے
مگر اک چھوڑ دیتے نیم بسمل میں تو آئی ہیں

یہ رستا عشق کا طے حضرت دل کیونکہ ہو ہم سے
کہ اس میں پانچ سو منزل میں تو آئی ہیں

حجاب جلوۂ دیدار جاناں ہے خودی اپنی
نہیں ہے وہ کوئی حائل جو حائل میں تو آئی ہیں

زمین سہل میں تو ہیں سبھی کچھ شعر کہہ لیتے
ظفر لکھتے غزل جو ایسی مشکل میں تو آئی ہیں

ردیف نون جلد سوم

عبث پہنائی ہمکو ہمنشین پوشاک ہستی ہیں
ہمیں بھاتی ہے عریانی کہ دیوانے کسی کے ہیں

ہوئی طاقت سے بیطاقت تو اب یہ حال ہے اپنا
کہ اٹھ جاتی ہے چلنے سے ... شل سے ہیں

تری دانتوں میں مسی یا لعل لقہ خوشنما ہیں کیا
لگے ... میں یہ نمک سر کو بانٹی ہیں

درم آنکھوں کا کریئے سے نہیں جاتا اگرچہ ہم
لگا آ لیپ گیرو کو ... کسی کو ہیں

سفال میکدہ کافی ہے ساقی تیری مستوں کو
نہ خواہان ظرف ... کہ وہ ظرف کسی کی ہیں

جو انکی بزم میں سر ورتر دیکھے انکو دشمن ہے
کہ وہ تو دوست ... دوستان ... کسی کے ہیں

عجب کیا خاک سے اپنی اگر روئیدہ ہو نرگس
کہ ہم ... کشتہ ... کسی کے ہیں

[illegible]

ردیف نون

ہنستا ہے ذرا تو عالم رویا ہیں جو آکر | بسر کر دیتا ساری شب کا شیدا ہے رو نہیں
ڈبو دیتا ہے کشتی افلاک کا رونا زمانے کو | مری آنکھوں نے وہ طوفان کیا برپا ہے رو نہیں
مری دیوانگی کا ہے یہ پیرایہ عجب عالم | کبھی رو نہیں ہنستا ہے کبھی ہنستا ہے رو نہیں
ہزار جی دل لگی کو شغل ہیں پر دل نہیں لگتا | جو تجھ بن اپنا جی لگتا ہے تو لگتا ہے رو نہیں
بجھا اور میں یار کو دل سے ذرا دھویا نہیں جاتا | اگرچہ میری چشموں سے رواں دریا ہے رو نہیں
سنا ہے نوح کی دانا نے کو یہ طوفان کم سے | مگر آنکھوں سے اپنی ہم نے دیکھا ہے رو نہیں
لگے آگ السے رونے کو کہ مثل شمع محفل | بہا جاتا ترا دلسوز سراپا ہے رو نہیں

ظفر ہم اپنا رونا رو نہیں جا کر سنا کر کسکے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہے رو نہیں

یوں شعلہ سے غم کے بجھا دل کو داغ میں | جیسے بھڑک گیا ہو فتیلہ چراغ میں
رخ پر تری پسینہ کے قطرے دلسے ہو بہار | کیا پھول چاندنی کے ہیں مہتاب باغ میں
ناصح نصیحتیں تری ہم سن چکے بہت | خاموش ہو کہ اب نہیں طاقت دماغ میں
ای مست ناز دیں ہیں تجھ بن بجا کے | ہم بھر کے اشک دیدۂ تر کے ایاغ میں
ڈھونڈے ہزار کوئی نہ ان کا ملے پتا | جو گم ہوئے ہیں تیری کمر کے سراغ میں
یہ لاغری سے حال ہے دیوانے کا ترے | اڑتا ہوا کے ساتھ ہے تنکا سا راغ میں

دنیا سے جسنے کھینچ لیا ہاتھ اے ظفر
پھیلا پاؤں کیوں نہ وہ کنج فراغ میں

ردیف نون

واقعی بات کی مشکل ہے سمائی دل میں
لب پہ آئی نہیں جو بات کہ آئی دل میں
ساتھ ہر نالہ کے ... نکلا شعلہ
کیا بلا عشق نے ہے آگ لگائی دل میں

[illegible]

فلک پر جب کبھی ہمنے ہلال عید کو دیکھا
تصور میں لب لعلین کے تیری رہ گئے ہیں ہم
تماشا ہو کہ جب مردمک خامہ سی قدرت کے
کریگی ایک پل میں کھینچ وہ خون سر ہر رو
صفحہ میں ہے گھر تیرا کہ جان عشق کی واسطے

بعینہ کھینچی تصویر تیری ابرو کی آنکھوں میں
نگینوں لعل ہوگی قطرے ہو جائے آنسو کی آنکھوں میں
کھینچے تصویر تیری حلقۂ گیسو کی آنکھوں میں
نقشے کی ہے جو سرخی اس سبزہ خط کی آنکھوں میں
تری غم دیدہ کی بوندیں نہیں لعل ہوگی آنکھوں میں

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو ہم کہاں لکھوانا
نہ دل میں ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھوں میں

آپ کیا او بر و سے لیتا اور دل کیا دیتے تھین
ناصحو کر جلوہ اپنا وہ دکھاتے تھین
سو سو کی چین دیکھ کر سنا کر تم سے
تم ہیں کو سو گے لیٹ ... کو سینے کبھی
تم دکھاتے ہو چمن آ تو سکو کیا باغ سبز
کھولی ہے ای انسو تمنے ہماری آبرو
اوکو ملک حضرت ... نابارون سی کیا
تم کرو ای عندلیب باغ میں نالہ ہزار

ہستو دل کیا جان بھی ای دل ربا دیتے تھین
کیسے ہی دانا ... تھین
... دیکھنا ... تھین
... تھین
... تھین
دیکھ لینا ... تھین
... تھین
... تھین

ای ظفر تم جا بر جب وہ تقریر ... لکھتے تھے
اس محبت کا مزا اپنی ... دیتے تھین

[illegible]

نکلو جو طلب یا بدل کہیں یہ دین محبت کے
سرا ہوا آج روتی ہی تجھہ بن رات فرقت کی
گیا گھر سے ہم جیسے ہم کہ وہ آرام جان میرا
نکالا کھینچ کر دل کو اگر چاہ زنخدان سے

رخ روشن نہیں ہے زلف میں ہے ماہ عقرب میں
نہیں انجم یہ قطرے اشک کے ہیں دامن شب میں
یہ حالت ہو گئی گویا نہ تھی جان میرے قالب میں
ڈبویا اوسکو پھر قسمت نے اوسکی چاہ غبغب میں

کہاں ہیں وہ مزے جو پہلے تھیں باتیں محبت کی
ظفر پاتے نہایت فرق ہیں ہم جب میں اب میں

ہیں اب کہاں ہمارے وہ سیر چمن کے دن
کرتی بسر ہیں ہجر میں اوس سیمتن کے دن

تشبیہ دوں اگر رخ روشن سے تیرے میں
پھر جائیں آفتاب سپہر کہن کے دن

کہتی ہے دل سے اوس گل رخسار کی بہار
کیا دیکھتا ہے ہیں ابھی دیوانہ پن کے دن

خورشید روے یار سے کرتا ہے سرکشی
کیا لگ گئے ہیں شعلہ کو شمع لگن کے دن

گھٹ جائے رات شک سے درازی زلف کی
بڑھ جائے نور حسن سے اوس سیمتن کے دن

جب عشرت و نشاط کا موسم گذر گیا
تو کیا گذر رہے ہیں رنج و محن کے دن

ترچھے جو ہو کے تم سے کہیں کچھ وہ اے ظفر
بولو نہ تم کہ اوس کے ہیں یہ بانکپن کے دن

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہیں
اور دلسوز آہ سوزاں کے سوا کوئی نہیں

نالہ و آہ رسا اپنے ہیں پھر کس کام کے
جب پہونچتا تا بگوش دلربا کوئی نہیں

اور بھی یوں تو حسین ہیں لاکھوں ہی سے فلک
پر مری نظروں میں تجھسا مہ لقا کوئی نہیں

[illegible]

[illegible]

اگر آنکھ میں ہے اوسکی حجب کیا کو بابی	تبلاؤ ہوتا کیا برا ہو میں دل نہیں

پھرتے ہیں مدتوں سے ظفر ہم تو ڈھونڈتے
پاتا ہے کوئی قاتل بدخو میں دل نہیں

دندان وہ خوشنما دہن سیمبر میں ہیں	ایسے گہر نہیں کسی درج گہر میں ہیں
کیا سخت ہے ابر کا جو کرے گا مقابلہ	دریا بھرے ہوئے جو مری چشم تر میں ہیں
ہم سینہ چاک ہیں کتان کی طرح مدام	کیا شوق دید عارض شک قمر میں ہیں
کھاتے ہیں جب مری سی کمان ابرو کے تیر	ہم پا تو یہ قرار ہی نہیں نیشکر میں ہیں
دونون طرف یہ جذب محبت کا ہے اثر	ہم تنگ ہیں گھر میں ہیں اپنے گھر میں ہیں
گردش وہ نکو تیری نہیں ایک جا قیام	رہتے فلک کی طرح ہمیشہ سفر میں ہیں
کرتے ہیں اوسکے ہاتھ قلم اس خطا پہ وہ	خط ذکت جو سیر الف نامہ بر میں ہیں
آنکھیں جو یون چرائے ہو تم ہم کو دیکھ کر	بھکا نیوالے آپ کے میری نظر میں ہیں

لکھے دن جو دو گھڑی میں تو پیتر قاصد نے ظفر
لاۓ جواب نامہ مراد و پھر میں ہیں

ردیف واو جلد اول

ہمارے دست مژگان سے دریائے دل کا بار چڑھاو	کنشا ہے کیا ہی سمندر کا ایکبار چڑھاو
ہمیں تو ایک ہی کافی ہے برش ابرو	تم اپنی تیغ کو ابھی چرخ پر ہزار چڑھاو

[illegible]

[illegible]

زلف کو چھوڑ لیا مانگ کا رستہ دل نے	سوے ظلمات چلا کشور انوار سے ہو
کر سکے دل کی نہ اوس آئینہ رو کچھ بات	روبرو اوسکے کھڑے ہو گئے ناچار سے ہو
منہہ پہ بیتاب کے پھر شب کو ہوائی چھوٹی	گر مقابل وہ مری آہ شرربار سے ہو
سنگ کا بھی جگر فرہاد سے ہے زہرہ آب	کیوں نہ سیلاب رواں چشمۂ کہسار سے ہو

اے ظفر ایسی ہی اک اور غزل ہمکو سنا
تاکہ محظوظ طبیعت تری گفتار سے ہو

حال دل پوچھتے اپنے نہیں بیمار سے ہو	آہ ترسائی مجھے شربت دیدار سے ہو
بخدا جسکو محبت بت عیار سے ہو	کار کیونکر نہ اوسے رشتۂ زنار سے ہو
خونفشان چشم ہوئی ہجر میں تا گلرو کے	پارہ دامن کے گرے تختۂ گلزار سے ہو
تیری تابندگی رخ کی نہیں یک ذرہ	روکش اے مہر نہ اوس آئینہ رخسار سے ہو
سر سے ڈھانپ لیا زلف سے اوسنے رخ کو	گام بر جہد نہ مرا کیونکہ شب تار سے ہو
جھانکتا تاک در کس سے ہے تجھیں کیا منظور	لپٹے رہتے ہو سدا رخنۂ دیوار سے ہو
منہ کالی کی حلاوت وہ ہے مجھے ہی تری	خواہش بوسہ جسے لعل گہربار سے ہو
کیا خدا اسے وہ ملا دیگا بت خانہ خراب	سر کو ٹکراتے جو اوسکے در و دیوار سے ہو

اے ظفر اوس سے بھلا کیا ہو لگانا دل کا
جو کہ واقف نہ کبھی عشق کے آثار سے ہو

زخم دل کا ہے مرہم تو شمشیر دکھا دو	یا آکے تم اپنی مجھے تصویر دکھا دو

نہیں موقوف شیخ و برہمن کچھ دیر و کعبہ پر — ہر اک سو جلوہ گر حق ہے جدھر ہو وہ ادھر دیکھو

چمن میں تم سے چشم لطف کی رکھتی تمنا ہے — تمہاری نذر کو نرگس لیے ہے سیم و زر دیکھو

بہار ابر سیہ سے باغ میں دو چند ہوتی ہے — ذرا تم چھوڑ کر چھپر کھٹ یہ لطف سبزہ تر دیکھو

غزل اک اور لکھو اس میں میں ایسی ہی زمین
قلم کو ہاتھ سے رکھو نہ تم اب اے ظفر دیکھو

جب لب پہ ترے رنگ مسی جلوہ نما ہو — تب چشمۂ حیوان پہ نمودار گھٹا ہو

نرگس کی روش ہاتھ میں لے کیوں نہ عصا وہ — آنکھیں جو تری دیکھ کے بیمار ہوا ہو

عکس رخ دلدار وہیں ہووے نمایاں — جوں آئینہ کچھ دل میں اگر اپنے صفا ہو

جب کھولتی ہو کاکل پیچاں کو تم اپنے — تب سر پہ مرے ایک نئی لاتے بلا ہو

کیوں دیدہ و دانستہ ہم خاک میں ملجائیں — اے شوخ جو سرمہ تری آنکھوں میں لگا ہو

بوسہ جو طلب ان سے کیا تو وہ لگے دین — جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل یاں سے ہوا ہو

وحشت سے گریباں کو کرے کیوں نہ گل چاک — زنجیر چمن میں جو لیے موج صبا ہو

محراب حرم کیوں نہ سمجھے وہ بہر شکل — سر جس کا خم ابروئے جاناں میں جھکا ہو

جب اوس کو تو پامال کرے یوں تو الہی شوخ — باندھی ہوئی ہاتھ آگے ترے کیوں نہ صبا ہو

میں تجھ پہ دل و جاں سے مری جان فدا ہوں — بہکانے سے غیروں کے نہ تم مجھ سے خفا ہو

کیا خاک جیے آہ وہ بیمار بھلا اب
جس کو کہ ظفر عشق کا آزار لگا ہو

ہنجۂ مژگان سی میرے پاس ہیں شانے تو دو
پر مجھے تم دونوں زلفین اپنی سلجھانے تو دو

قاصدان اشک کو روکو نہ آنکھو کبھی
دیکھیں لاتے ہیں خبر کیا دلکی یہ لانے تو دو

دیکھ لینا ہوگی جو برپا قیامت سر بسر
جلوۂ قامت چمن میں اوسکو دکھلانے تو دو

میری سمجھانیکو آئی حضرت ناصح ہیں آج
دیکھیے کیا مجھکو سمجھاتے ہیں سمجھانے تو دو

ہین بہت وحشت نے دی پر ایک ہیں او راک قیس
ہو گئے ہیں شہرۂ آفاق دیوانے تو دو

ہم بہو پہر شعلہ بازی دیکھنا اس آہ کی
عشق کو دلمیں ہمارے آگ بھڑکانے تو دو

پوچھتے کیا ہو ابھی لے محبت کا مزا
زخم شمشیر ستم اسکو ابھی کھانے تو دو

دیکھو اوس ناقدردان کو دو نہ دل اپنا ظفر
قدر وہ دلکی ہمارے کچھ اگر جانے تو دو

لائی ہی کیا کیا مری تقدیر میرے روبرو
ہے خجل کیا کیا مری تدبیر میرے روبرو

ہو سودا ہو گا افزون دیکھی وہ زلف
لاؤ ست آہنگر و زنجیر میرے روبرو

میری آنکھوں سے تصور تیرا جاتا ہی نہیں
رہتی ہے ہر دم تری تصویر میرے روبرو

ابروئے کمان ابرو کا کیوں ہی تو ابھی
ولیسر مارا ہے نگہ کا تیر میرے روبرو

کام کر رکھدون سر اپنا آپ مرضی ہو ابھی
تو نے رکھدی لا کے جو شمشیر میرے روبرو

خاکساری کی بدولت خاک کی تھی سحر ہم
ہے جو مس تو وہ اکسیر میرے روبرو

گر اثر دلمیں نہو اوسکے تو پھر کیا ہے
دم نہ مارے آہ بے تاثیر میرے روبرو

بات بھی ہمکو نہیں آتی اوسکے سامنے
ہمنشین کرتا ہے تو تقریر میرے روبرو

[illegible]

خواہ رلواؤ ہمین خواہ ہنساؤ ہمکو — کہ ہمارے سبب شادی و غم تم ہی تو ہو
چرخ کو کیا ذ نہیں پہلے تو انداز ستم — اوس ستمگر کو سکھاتے یہ ستم تم ہی تو ہو
جبتلک تم ہو تو ہستی ہے گئے تم تو عدم — میرے نزدیک تو ہستی و عدم تم ہی تو ہو

وہ محبت کا تمھارے جو طرفہ بھرتا ہے
اوسمین کیا دم تھا مگر دیکھے دم تم ہی تو ہو

اگر عمر اپنی تجھے یاد کم ہو — تو کیا دخل کچھ اوسکی بیداد کم ہو
وہی جائے خوش آخر اس غمکدے سے — جو غمگین زیادہ رہے شاد کم ہو
گھٹے نور مہ بار ہا آسمان پر — پھر اوسکا نہ حسن خداداد کم ہو
نہیں پایدار اپنی تعمیر ہستی — کہ ٹھہرے وہ کیا جسکی بنیاد کم ہو
محبت مین فریاد دل سے ہے زیادہ — ستم ہے جو تاثیر فریاد کم ہو
نہ کم ہو کبھی جوش سودا کا میرے — ہزار اب لہو میرا فصاد کم ہو

زمانے مین اوس شوخ بیداد گر کی
ظفر کس طرح داد بیداد کم ہو

دوستی مجھ سے اگر تجھکو صنم دلسے ہو — جو ہو قول و قسم اللہ کی قسم دلسے ہو
کم سو ظاہر کی ملاقات بلا سے لیکن — جو محبت کہ ہو دلمین وہ نہ کم دلسے ہو
پاس گر ہو نہ وہ آرام دل جان تیرے — دور کس طرح مرے رنج و الم دلسے ہو
نہیں اک طرز پہ ظالم آپ کو تم تو ہر رو — کرتے پیدا نئے انداز ستم دلسے ہو

[illegible]

[illegible]

اگر ہو دل میں محبت کا داغ اچھا ہو | خدا کا گھر ہو تو ہو بے چراغ اچھا ہو
کبھی تو سیر ہو جی میکشوں کا اے ساقی | کہ جب تلک کہ لبالب ایاغ اچھا ہو
ہجوم داغ سے ہے سوز دل کو یہ منظور | کہ ایک سینے میں تیار باغ اچھا ہو
عدو کو مجھ سے کسی طرح نطق میں تو ہیچ | مگر یہ جب ہو کہ طوطی سے زاغ اچھا ہو
دل اوسکی زلف کو تو ہیں گم ہوا میرا | بتا کے شانہ اگر کچھ سراغ اچھا ہو
اگر سنے نہ کہانی مری وہ خوب کرے | نہو جو اوسکا پریشان دماغ اچھا ہو

کنارہ کش ہو جو دنیا سے اے ظفر کوئی
تو بھی نصیب اوسے کنج فراغ اچھا ہو

خدا جانے نگاہ ہو نہیں تو کیا کام کرتے ہو | نظر جس وقت تم کرتے ہو قتل عام کرتے ہو
جو بھر کر آہ اونکا نام لیتا ہوں تو کہتے ہیں | جتا کر عشق اپنا کیوں مجھے بدنام کرتے ہو
جدائی میں تمھاری ہم بیاں کیا ہے پر ہیں | پڑے ہو واں بستر راحت پہ تم آرام کرتے ہو
خدا جانے کہ منظور کس سے مشورہ ہیں | تامل تم جو سنکر وصل کا پیغام کرتے ہو
نصیحت کرتے ہو کیوں تم نخستہ سنکر ان باتوں | یہ کیا اے حضرت ناصح خیال خام کرتے ہو

ظفر اوس تند خو سے بوسہ لب مانگتے ہو کیا
مگر اس ... میں کوئی طلب دشنام کرتے ہو

جو دل کی میرے کسی کو ہو تو نہیں ہو | یقین مجھے بھی ہوا ہو نہو تو نہیں ہو
ہوا اوس ابروئے پرخم سے ہمکو یہ معلوم | خمیدہ تیغ قضا ہو نہو تو نہیں ہو

[illegible]

اے عشق کیا صلاح ہے تیری بتا مجھے
اتنا نہ آہ و نالے سے اپنے بلا مجھے
شیریں کو پھر نہ ہو ہوس سرخی کفک
یا اتنا بھی شوق دشت نوردی نہ دن
شیطان کو سوسنے اپنی اگر خدمت نہو
کیونکر نکل سکے دل وحشی کہ پھنس گئے

توڑوں شیخ کی قدم گہ پر دون برہمن کے پانو
اے دل نہیں ہیں نبض چرخ کہن کے پانو
رنگین کرے لہو سے اگر گلبدن کے پانو
ہیں اپنے بعد مرگ بھی باہر کفن کے پانو
دھو دھو کے پیوے وہ زاہد پیر زن کے پانو
پھندے میں اوسکی زلف شکن در شکن کے پانو

دشت جنون میں اتنی بھی وسعت نہیں ظفر
پھیلائیں جو اک ذرا سے دیوانے کے پانو

دوست ایسے ہو تو کوئی دوستی کی ہو رہو
اس چمن میں کیا کرے گا کوئی جو سینہ لگا کر
حضرت دل ہونا حیران گر کہیں منظور ہو
ناصحو دکھلا دے وہ جلوہ تو میری طرح سے
جا لگی ہے یار دور سے ہو کر طرف دار اوسکی پاس
ہوشیار و پوچھتے ہو تم اگر مجھ سے صلاح

یا کسی کو کر رکھو تم یا کسی کے ہو رہو
غنچہ ساں خاموش غنچہ ہاں لگا دل سے کے ہو رہو
محو حیرت اوسکی چشم نرگسی کے ہو رہو
تم بھی لیوا اوسی اوس شناسی کے ہو رہو
پر کہیں ایسا نہو تم بھی ادسی کے ہو رہو
مست لا یعقل نشے میں بیخودی کے ہو رہو

کر سکے ہو برباد اپنی خاکساری کیوں ظفر
اوسکی خاک در غبار اوسکی گلی کے ہو رہو

دلا اوس سرو آتشناک پر تو دیکھ کیسو کو
پرستش آ کر کی آ کر دیکھا دیو ہندو کو

ردیف واو

[illegible]

بڑھا دے گر نہ جوہر عزت و توقیر آہن کو
تو سمجھیں تیغ جوہیں سی تیر شمشیر آہن کو

گلے میں ہیں پہنی جب زنجیر زر کو وہ پری آہ نے
تو یہ دیوانہ ڈالے پانو میں زنجیر آہن کو

برہمن اوس صنم کی دیکھے گر تصویر کاغذ پر
نہ تصویر حجر کو پوجے نہ تصویر آہن کو

دل پر سوز سینہ میں ہمارے ہی وہ انگارہ
اوٹھا سکتی نہ تاب اوسکی ہو اکسیر آہن کو

گرانبار ونکو ہی صحبت سبکسارون سے بیزاری
کہ تنکے کی کمان میں کون چھوڑے تیر آہن کو

محل مٹی کا ہی انسان کا تو قالب خاکی
فنا ڈھا کر ملا دے خاک میں تعمیر آہن کو

عجب کیا فیض صاحبدل سی ہو پہنچے تیرہ بختونکو
بدل دیتا ہی پارس آکے ظفر تاثیر آہن کو

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی تاب کو
جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوئے عرق سے یار کے خوشبو ہے یہ دماغ
ہم سونگھتے نہیں کبھی عطر و گلاب کو

سودا مجھے نہیں تری زلفوں کے اے پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسہ لب میگون ترا جنھیں
منھ بھی نہیں لگاتے وہ جام شراب کو

ہنسنے دیا وہ معرکہ عشق میں جواب
سب لاجواب ہو گئے سنکر جواب کو

کہتے ہیں بادہ نوش کشتی میں شفق نہیں
شیشے میں آسمان کے بھرا ہے شراب کو

دود جگر جو سر اٹھا زیر آسمان
دیکھا نظر سے سب نے گھٹا کر سحاب کو

جب یاد آگیا نمکین حسن یار کا
مرچیں سی لگ گئیں مرے دل کے کباب کو

کرتے ہیں یاد ساغر صہبا کو بادہ کش
دریا میں دیکھتے ہیں ظفر جب حباب کو

[illegible]

تاز اپنی ناز کی پر ہے رگِ گل کو مگر
ہیچ ہے ای رشکِ گل تیری کمر کے روبرو

گرچہ ہیں غالب میں سب دعویٰ سخن سنجی کا پر
بول بھی سکتا نہیں کوئی ظفر کے روبرو

نصیب وصل تمہارا کہو تو کیونکر ہو
فراق یار میں تسکین ہو تو کیونکر ہو

تو اپنے وعدے کا سچا جو ہو تو کیونکر ہو
یہ تجھ سے جھوٹ کی ہو ترک خو تو کیونکر ہو

نہ جل کے خاک ہو جبتک مثال پروانہ
طپش ہو دل کی ہمارے فرو تو کیونکر ہو

تری مریض کو سو سو علاج ہوں لیکن
شفا نہ وصل نصیب نہیں ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ راز نہاں ہے دلکا اے آنکھ
جو تم نہ گریہ سے افشا کرو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی چاہتے ہیں ترک عشق ہو لیکن
جو دل لیں نہ ہوا ای ناصحو تو کیونکر ہو

ملیں نہ خاک میں جبتک تمہارے کشتۂ ناز
و دیدہ خاک سے ہو ناز لو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو کھائے مگر مزا حاصل
نمک فشاں ہو نہ وہ جنگجو تو کیونکر ہو

کرم کہاں کہ ستم بھی ہو کر ذرا سی تم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے وہ تو کیونکر ہو

جھکائے سر نہیں آزاد راستی شیوہ
چمن میں سرو جو ہو سر فرو تو کیونکر ہو

ظفر جو ہو نہ محبت میں دل سے دلکو راہ
وہ میری حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہے مصحفِ رخ سے ہو گر اخلاص گیسو کو
وہ ہندو اور یہ قرآن کا تم لیا قرآن سے ہندو کو

کہاں اس چشم وحشی میں تہ ہے تحریر کا جل کی
سیہ ریشم کے ڈورے پر مگر باندھا ہے آہو کو

[illegible]

[illegible]

دھو سکی تقدیر کے لکھے کو کوئی کس طرح
تو نے اے غافل اگر دھویا بدن سا ہزار بار تو کیا
جوش گریہ دھو گیا داغ دل خون گشتہ کو
محتسب میخانہ میں آیا لیے سنگ ستم

یہ نہیں وہ حرف جو لکھتے تختے پر سے دھو
دھو سکی گر سیل دنیا دل کو تو اندر سے دھو
دھو چکی باران کب سیاہی لالہ احمر سی دھو
ساقیا لبس ہاتھ اب تو شیشہ غم سی دھو

رو سیاہی کو جو دھوئے نامہ اعمال کو
ای ظفر اپنی وفور اشک چشم تر سے دھو

میکشو تم نوش کوئی ساغر مل تو کرو
ذکر کیا اے خضر شوق ہو جوش گل کو اثر
دیکھو پھر کیا کیا پریشان ہوتا ہے سنبل کا حال
گر تو شمشیر نگہ سی گر نہیں کشتہ مجھے
گل کا سوز دے بلبل کو جو روشن ہے چراغ
کتنا ہے مجنون ترا گر تو نسی کو جیسے ترسے

کرتی بدمستی ابھی کیا ہو تامل تو کرو
کرتی ہو نالے اگر تم مثل بلبل تو کرو
اک ذرا گلشن میں آ تم زلف کا کل تو کرو
تو بلا سے زخمی تیغ تغافل تو کرو
کہہ دو جو کو نسیم صبا کی تم بھلا گل تو کرو
مارتی تیغ نہیں ہو تم اگر غل تو کرو

لکھتے ہو تعریف جو اس کی زلف پیچان کی اگر
اے ظفر اپنا قلم تم شاخ سنبل تو کرو

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
غم مجھے کھانے کو دو اور خون دل پینے کو دو
یہ خطا شانے سے ہو بر تم کرو گرہ زلف کو

ای بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
ای طبیبو نے تمہیں اکا نے دوا کا نام لو
اور خطا وار نہیں تم اس مسیحا کا نام لو

[illegible]

[illegible]

عجب نہیں ہے کہ اور جائیں سر پر رو کے | ذرا جو ہاتھ میں تلوار اوسکی تنگی ہے

لگائے دختر رز کو تو سمجھے ظرف تم ہو
گلے تک کے ہار تمہارے نہ یہ دبنگی ہو

ہوئے تمہیں جو عاشق ہم بھلا مانو برا مانو
بھلے ہیں یا برے ہیں تجھ میں لیکن ہم تمہارے ہیں
نہ یا تک آپ تو ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
یہ دل دیوانہ ہے اپنا کوئی بتا ہے پر تمہیں
عرق آلودہ عارض کو تمہارے دیکھ کر عاشق
تمہارے ہم گلو و چشم کو بر عکس کہتے ہیں
چھوڑا پر چھوڑا تمنے ملنا غیر کا پیارے
تمہاری مستی میں کبھی لاکھوں رحم نہ آیا

اوٹھائے لاکھ رنج اور ہم بھلا مانو برا مانو
کیے جائینگے یہ بیرحم بھلا مانو برا مانو
کہینگے ہم برت ہم بھلا مانو برا مانو
تمہارا قطرہ ہے جسم بھلا مانو برا مانو
بتاتے ہیں گل و شبنم بھلا مانو برا مانو
صراحی و رجام سم بھلا مانو برا مانو
ہمیں تو کہا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو
تمہیں ہے دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

برو ہنکو سمجھ کے لگاتے ہو بھلو سے تمکو قدرت ہے
ظلم کرتے ہو بس غم بھلا مانو برا مانو

تصور زلف مشکیں کا ہے یہ کسکی بند ہے مجکو
کہا بلبل نے عشق گل میں یہ حاصل ہو مجکو
کسی صورت تو ہیں [illegible]
کہوں کیا غیب سے کیا آ لگا اک دیدہ [illegible] سا

جہاں میں جو نظر آتا ہے اک [illegible] سا مجکو
کہ غنچے میں ہے آکر چھپیاں [illegible]
[illegible] گردش ہی [illegible]
[illegible] جو شب [illegible]

[illegible]

مشتغل آئینہ جو ہم اٹھہ پہر رکھتے ہیں	اپنی صورت میں وہی یار نظر آتا ہمکو
نہ ہوی دشت نوردی کی جو طاقت تو جنون	کنج زندان ہی میں پھر تو نی بٹھایا ہمکو
عمر کی ہمنے بسر کہنسری میں تو بہین	وای قسمت نہ ہنر کوئی بھی آیا ہمکو
کچھہ تو بھی دل میں کدورت کہ جو بی خط بہا	ایک خط اوس بت خط نے نہ لکھا ہمکو
قصد ہے کشتن عشاق کا لیکن ہمکو	دیکھیے اور کو وہ قتل کرے یا ہمکو
شور محشر سے نہ بیدار ہوں ای مستی عشق	اسقدر تو نی تھپک کر ہے سولایا ہمکو

جبسے کی سیر بہار چمن حسن ظفر
کوئی دنیا کا تماشا نہیں بھایا ہمکو

آپ کو رسوا نہ زیر چرخ مینائی کرو	غافلو دیکھو سمجھکر بادہ پیمائی کرو
اسطرح کا ہیکو اوس جان جہان پر موفدا	حضرت دل تم اگر کچھہ شوق سودائی کرو
کام کرتی ہی اشارے میں ہزاروں کی تمام	تیغ ابرو میں ذرا تم کارفرمائی کرو
کھولکر زلف سیہ رخسار پر پھرتی ہو	رفتہ رفتہ پر کہیں ہمکو نہ سودائی کرو
کرتی ہو کیا یہاں کی تم مکان آراستہ	غافلو آگے بھی تو کچھہ خانہ آرائی کرو
جان لب پر آگئی بیمار درد ہجر کی	ابتو ای رشک مسیحا کچھہ مسیحائی کرو

صاف آجائی نظر پھر جلوۂ جانان ظفر
دیدۂ دل میں پیدا جو بینائی کرو

دیکھکر رخ پر کھلی زلف چلیپا اٹکو	اور بھی ہمکو ہوا دہ چند سودا راتکو

دلا جتا ہے کوئی یار میں تو اور میں مرتا ہوں | کہ تیری نام کچھ اسمیں تو بدنامی مقرر ہو
جو ذرّہ وصف جام مور کھی ہیں پیمان ساقی | ہر ایک کچھ اوسکا ہو لوی جامی مقرر ہو
تری جو زلف شبگوں کا ہو گشتہ دفن اوسکو | عجب کیا گر زمین کشور شامی مقرر ہو
جو تو ہووا وسکو بہتر خودکام یہ مائل تو حاصل | نہ کیونکر اے دل ناکام ناکامی مقرر ہو
نہ کیونکر ہم پئیں جیسے اپنا خون اے ہمدم | جو پھر غیر ونکی بزم بادہ آشامی مقرر ہو

گلہ ہرگز نہ اوس خودکام سے کرنا ظفر پھر
کہیں ایسا نہو الزام خودکامی مقرر ہو

کہیں ہم بھی گئے آ و لٹانہ ہرگز یار سیدھے کو | ہمیں اولٹی جو کہیں ٹھیر ہتا تری رفتار سیدھے کو
سمجھ قامت زیبا کا ہم وصف کرتا ہون | نکھتا تم کبھی اولٹا مری گفتار سیدھے کو
خم ابرو کے تیرے دل ہی سر الٹی ہے چھالی | نہ لیوے ورنہ سینہ پر کوئی تلوار سیدھے کو
نہ اہل حلم دلمیں بات کہا ہون گران جہا | کہ رکھو دلمیں اولٹی کو نہ کچھ کہسار سیدھے کو
ہمیشہ کجروی کی بات ہی مقبول عالم میں | سمجھتے ہیں خلش گردلمیں مثل خار سیدھے کو
نہو تی قدر ہرگز راستبازونکی زمانہ میں | سمجھتا ہی نہیں ہی چرخ کجرفتار سیدھے کو

ظفر کیسی پڑھادی غیر نے پٹی اونہیں اولٹی
کہ واں اقرار اولٹے کو یہاں انکار سیدھے کو

ردیف ہائے ہوز جلد اول

ہے یوں تو وہ رخ بھی گل شاداب زمانہ
لیکن ہے دہن نادر و نایاب زمانہ

دیتی ہے نکلنے یہ کوئی کشتی مقصود
ہے ایک بلا گردش گرداب زمانہ

کچھ دور نہیں پردہ ربی سے تری ابھی …
صدپارہ ہو گر چادر مہتاب زمانہ

بچتا ہے یل مرگ کی کسب … کوئی
گو رستم دوران ہو کہ سہراب زمانہ

پہلو میں مرے وہ دل بیتاب ہے جس سے
ہمسر ہو صد معدن سیماب زمانہ

کیا سبز کرے کوئی کہ ہیں سبزہ شمشیر
ہے تشنہ خون سبزہ سیراب زمانہ

ہو کیونکہ کسی سے ظفر امید محبت
ہم جانتے ہیں جیسے ہیں احباب زمانہ

خال کو دامن سے … عنبر میں گرہ
جتنے سیب خلد ہیں ہو تخم سب میں گرہ

زلف کے حلقے میں ہے تابندہ اختر دیکھنا
قرص مہ سے کیا لگی ہے دامن شب میں گرہ

دل کی وا شد سے … کہ شاید …
غنچہ ساں پیدا ہوئی انسانوں کے قالب میں گرہ

دل گرفتہ … بگولا خاک کا ای شہسوار
ڈال کر لنگر لگائی پاے کوکب میں گرہ

عکس چشم مست ساقی سے … نسبت …
ہے حباب مے تو اک جام لبالب میں گرہ

کونج … تمہاری … ہے کیا
کھلتی ہے زہر کی کیا نیش عقرب میں گرہ

موج … میری … کیا عجب
ہو سیہ جوں مردمک گر چشم کوکب میں گرہ

سیکڑوں … کھو نہیں …
پڑتی ہے میری ہاں ہر حرف مطلب میں گرہ

رشتہ … الفت کا ظفر …
دانہ تسبیح بھی ہے اور کئی مذہب میں گرہ

کہاں نگہ یہ ہو سرمہ کا رنگ پیوستہ
یہ تیغ وہ نہیں جس میں ہو زنگ پیوستہ

اگرچہ صورت سوہان ہی سرو قمری
گلے میں تیری ہی یہ طوق تنگ پیوستہ

نہیں وہ آئینے میں کان کی مگر کا عکس
ہوا ہی بحر کے تہ میں نہنگ پیوستہ

سر اپنا ہجر میں دیوار سے جو ٹکراؤں
جدا جدا ہوں وہیں خشت و سنگ پیوستہ

بہم ہوں سامنے دو ماہ نو تماشا ہو
بھویں دکھاویں جو وہ شوخ و شنگ پیوستہ

تو اب تو ہاتھ اٹھا قتل سی کہ قبضۂ تیغ
ہوا ہی ہاتھ میں ای خانہ جنگ پیوستہ

بدن سی مرد دلاور کے حلقہای زرہ
رہیں ہیں صورت داغ پلنگ پیوستہ

وہ کب نکلتا ہی جبتک نہ دم مرا نکلے
جگر میں تیر اہی ایسا خدنگ پیوستہ

ظفر سمجھ نہ اسے زلف روئے جاناں پر
یہ ہی فرنگ سے سرحد زنگ پیوستہ

ردیف ہاے ہوز جلد دوم

نہ پردہ در پردہ نشیں ہو کر بیٹھ
جو بیٹھنا ہے تو اے دل زمیں پکڑ کر بیٹھ

تو کوہکن سی او کھٹی ضرب تیشۂ غم عشق
گیا سر اپنا وہ اندوہ میں پکڑ کر بیٹھ

مگر تو راہ رضا حق ہی جو ہی مرضی عشق
نہ اتنا فکر میں ناحق جبیں پکڑ کر بیٹھ

جو نام صفحۂ عالم پہ چاہتا ہے تو
تو گھر میں گوشۂ عزلت میں پکڑ کر بیٹھ

پڑا اٹھا قضا کتنے خون گرفتوں کو
ذرا جو چاہی جو شمشیر کیں پکڑ کر بیٹھ

چارۂ زخم کو سینے کے لگا مت ٹانکے	بند ہو جائیگا فریاد جگر کا رستہ

پاسباں ہو نگی ترے کوچے میں لاکھوں لیکن
روک سکنے کا نہیں کوئی ظفر کا رستہ

خجل ہی دیکھ کے ابرو ہلال کیسا کچھ	اسی سے جانو کہ ہوگا جمال کیسا کچھ
فلک پہ ہینے ستارے تو کر لیے معلوم	کھلا نہ یہ کہ ہوا وس رخ کا خال کیسا کچھ
جو دوست ہیں وہ ہیں دشمن عجب تماشا ہی	ہوا ہے دیکھو زمانے کا حال کیسا کچھ
مری زوال ہی جانو کمال کو میرے	زوال یہ ہی تو ہوگا کمال کیسا کچھ
نہو سے کیونکر گرفتار تار زلف دل	بچھایا زلف نے ہی اوسکی جال کیسا کچھ
نہ آئے بہر عیادت جو وہ مسیحا دم	تو ہو مریض کو اوسکے ملال کیسا کچھ

ظفر مٹائے فلک نے جو کجروی سے ڈھنگ
تو اک زمانہ ہوا پائمال کیسا کچھ

ہی جہاں میں جو اپنا نام و نشاں بیفائدہ	سینہ کا دمی ہی نگیں کی طرح یاں بیفائدہ
سکتی ہی بچہ فنا ہی کر نہ مانند حباب	ڈال پانی پر نہ بنیاد مکاں بیفائدہ
چین دے کسکو فلک وہ آپ ہی چکر میں ہے	ہی ہوس راحت کی زیر آسماں بیفائدہ
دیکھ غنچے کو ہی آخر مثل گل پژمردگی	پیر ہونا ہی تو کیا ہی جواں بیفائدہ
مثل مہر و مہ گردش میں ہی جنکو ہی فروغ	ہی فلک سے آرزو ہے عزو شاں بیفائدہ
ہو نشاط زندگی تو زندگی کا لطف ہی	ورنہ ہی چون خضر عمر جاوداں بیفائدہ

تیری ان سرد مہریون پر بھی
جانے کیا بوالہوس حقیقت عشق
کیونکہ جانبر ہو درد نشتر ترا
تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن
نقش جب لکھتے ہین عبث احباب
جیسے دیکھا ہے تجکو آئینہ رو
کھینچ صورت نہ اوسکی صورتگر
کرے جراح چارہ کس کس کا

سوز الفت کا اور ہے نقشہ
اس حقیقت کا اور ہے نقشہ
درد فرقت کا اور ہے نقشہ
میری وحشت کا اور ہے نقشہ
کہ محبت کا اور ہے نقشہ
اپنی حیرت کا اور ہے نقشہ
اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ
ہر جراحت کا اور ہے نقشہ

اے ظفر یہ جہان مین خلق کہان
اب تو خلقت کا اور ہے نقشہ

کھچا عجب تیری کج جبین کا ہی نقشہ
بدلتا غم جو اس اندوہگین کا ہی نقشہ
ہزار درد ہو وہ ہمسے پیش نظر
بنی فلک پہ شفق اوڑ کے کس شہید کی گرد
سنوارتا ہی جو تو زلف اپنی اوکافر
کوئی حلاوت دنیا مین ٹہر گیا سکھے
یہ جوہر آئینہ مین نہین کہ بیقلم کیا صاف

وہ مہر کا ہی یہ ماہ جبین کا ہی نقشہ
تو بخط خط خیال اوز جبین کا ہی نقشہ
تصور اپنی مین اکر وہ دور بین کا ہی نقشہ
کہ اور رنگ یہ چرخ برین کا ہی نقشہ
بگڑتا خلق کا ایمان و دین کا ہی نقشہ
کہ یہ تو بس مگس انگبین کا ہی نقشہ
اوتار لیتا وہ اوس نازنین کا ہی نقشہ

طبیب تیر لیوے بھی کتاب میں سے لکھہ	کوئی تو نسخۂ آزار غم نکال کے لکھہ

پڑھے وہ دلبر تو خط ظفر خوشی سے خط
کچھہ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کے لکھہ

اوسکو چین کہاں ایسے ٹھکانیکی جگہ	کہ جہاں ہمکو ملے آنکھہ ملانیکی جگہ
آئینے کو تم اگر منہ نہ چڑھاؤ اپنے	تو نہو اوسکو کہیں منہ کو دکھانیکی جگہ
نقش بر آب ہی ہستی کی نہیں کچھہ بنیاد	ای حباب آپ یہ کہاں گھر کو بنانیکی جگہ
دل ہے گر زخم نہو کوئی تو کیا ہو معلوم	کہ یہ ہی ناوک جاناں کی نشانیکی جگہ
کیا کریں جائیں اگر آپ سے ہم یار کے پاس	گھر میں جب اپنے نہو اوسکی بلانیکی جگہ
تجھسے ای شمع ہوا سر کو کٹا نہیں فروغ	جا ہی شادی کی نہیں اشک بہانیکی جگہ
قطرۂ خون جگر سے ہی مری آب خضر رش	وہی پانیکی جگہ ہے وہی دانیکی جگہ
ای کماندار نہ تھا تیر نگہ کو دل میں	کہ نہیں اور کوئی اوسکے ٹھکانیکی جگہ

ہی یہ انبوہ غم و رنج و ہجوم غیرت
نہیں سینہ میں ظفر دم کو سمانیکی جگہ

سینے پہ دھر کے دیکھہ ذرا ایک بار ہاتھہ	یہ حال ہی کہ او چھلے ہی دل چار چار ہاتھہ
ہو جائے دسترس جو تری زلف تک مجھے	میں جانوں آگیا مری ملک تتار ہاتھہ
میرا دل رسیدہ ہوا کیسا شکار صید	قسمت سے آگیا ہی تری یہ شکار ہاتھہ
امید پر وفا کی اوٹھاتا ہی کیوں جفا	اس سے اوٹھا تو ای دل امیدوار ہاتھہ

ردیف ہا ہوز غزل چہارم

جان کیا بلکہ ہم ایمان تلک بھی دیدین

[illegible]

اہ کنعان ترا ہمشکل ہو کس صورت سے	یہ صورت نہ یہ ہے کان ملاحت نقشہ
گر ہے تیری درازی ہے تو ہے صبح ملک	دیکھیے اپنا ہو کیا اے شب فرقت نقشہ

دیکھ نقشہ ترا کہتے ہیں نقاش ظفر
یہ کھینچے کس سے بجز خامۂ قدرت نقشہ

نکر ہر ایک سے تو وہ کلام بیہودہ	کہ جس سے ہو ترا مشہور نام بیہودہ
نصیب ہوگا نہ ہرگز وہ بوسۂ رخ و زلف	یہ ہے خیال ہیں صبح و شام بیہودہ
ترے شہید محبت کی نعش پر قاتل	ہوا ہے خلق کا کیوں ازدحام بیہودہ
جو اشک خون نہ بہائے تو ہے دیدۂ دل	بغیر بادہ ہے سے مینا و جام بیہودہ
ترے خرام کے آگے غرور فتنۂ حشر	ہے ایک لاف سے اے خوش خرام بیہودہ
جو دل میں ہے تو اُسے سو فرما وہ مجھکو حضرت عشق	کرے گا عرض نہ کچھ یہ غلام بیہودہ
نہیں دہن میں مرے غنچہ لب کی جا سخن	کلام کرتا ہے یاں لا کلام بیہودہ
نہ کچھ ہے گریہ سے حاصل نہ آہ و نالہ سے	ہمارے عشق میں ہیں یہ دونوں کام بیہودہ

جو ذکر کیجیے کچھ اے ظفر تو ذکر خدا
بغیر اس کے ہیں باتیں تمام بیہودہ

نشے میں گر نہ اُتارا تھا طاق سے شیشہ	کہ گر کے ہاتھ سے ٹوٹا تراق سے شیشہ
ہمیں تو جام ہی پڑتا ملتا رہا ساقی	ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ
بہت دنوں میں جو ہوتی ہے ہم و صل نصیب	ملے ہے جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ

[illegible]

[illegible]

یہ محبت کا وہ جھگڑا ہی کہ روز حشر کو	تا شام تک جسکا نہو ہرگز سحر سی فیصلہ

یہ لڑائی روز کی اچھی نہیں ای مہربان
بیٹھکر لیجئے اک دن ظفر سی فیصلہ

میں نہیں دلسی بت ہوش ربا کا بندہ	بندہ شرطی ہون وہی میں ہون خدا کا بندہ
کوئی ایسا نہیں دنیا میں خدا کا بندہ	کہ نہیں اوس صنم ہوش ربا کا بندہ
کیونکہ پھر قدر ہو کچھ مہر و وفا کی اوسکو	کہ وہ [illegible] مہر نہیں مہر و وفا کا بندہ
اللہ اللہ ری تری شرم و حیا کا عالم	ایسا دیکھا ہی نہیں شرم و حیا کا بندہ
ہو ترا شربت دیدار میسر جسکو	درد میں ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ
سرخرو حشر کو ہوگا وہی سب بندونمین	جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ
تیری ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی	دیکھ تو میں بھی ہون کیا صبر رضا کا بندہ
تو جو ہی بندۂ حق بیٹھ خدا کی در پر	در بدر پہنچے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ
خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن	یان نہیں کون تری آن ادا کا بندہ

ای ظفر جب سے میں اوس بت کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

نہیں نہیں ہو تری چشم فتنہ زا کی پناہ	یہ وہ بلا ہی کہ بس ای صنم خدا کی پناہ
سوا ہی رنج و غم و یاس جا ملی اوسکی	دلا نہ ڈھونڈ کسی یار آشنا کی پناہ
پناہ مانگتا ہی جسکو دیکھکر ہر شخص	غضب ہی تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ

[illegible]

ہو گیا آخر ہی شیشۂ عمر کا دیکھا ہی تنگ
گر گیا موج دریا سے دیکھا جام حباب

شمع کی شعلے کا شب اس لئے ہے جنبیدہ
ہاتھ رعشہ سے ترا شام و سحر جنبیدہ

تو شۂ ملک سخن وہ ہے کہ جسکے حرص میں
دل ہر اک اہل سخن کا ای ظفر جنبیدہ ہے

لب شیریں تو ترے خواب میں گر چاٹے
زندگی سے ہو وہ کیوں سیر کہ جسکا یار
ہو دل اوسکو نہ ہرگز ہو جو کہ پیارے
اپنی زلف کی کا ماہو تری جسکو صنم

یاد کر دانتوں ہونٹ اپنے مگر چبا جاوے
ہر لب زخم وہ آب دم خنجر چاٹے
جان کر شیم جو دردی تری تیغ چاٹے
زہر مہرہ بجا ہے کیوں وہ کھسکر چاٹے

ای ظفر بزم سخنداں میں ترے سن اشعار
اپنے لب کیوں نہ ہر ایک سخنور چاٹے

پہلو سے اگر اوٹھ کے وہ رشک چمن جاوے
کرتی ہے جو ہر اک پل ناوک نگہ مژگان
واقف نہیں تم میری آہ شرر افشاں سے
اوس چشم فسوں گر کی کس منہ سے صفت کیجے
تو شب کو جو محفل میں یوں انجمن آرا ہو
یہ چاہ وہ ہے جسمیں یوسف سے گئے ڈوب
میدان سخن میں وہ گر تجھ سے ظفر بحثے

دل سرو چراغاں ہی ہر داغ سے بنجاوے
غربال صفت سینہ یاں کیونکہ چمن چھاوے
کھینچوں تو ابھی سارا جل چرخ کہن جاوے
کر سکو نہ تجھے بھی آہوئے ختن جاوے
کیونکہ تری بلبل پہ شمع لگن جاوے
دل کیونکہ بھلا اپنا پھر گرد ذقن جاوے
بھولے اپنا سبھی یاں ہاں ہر سخن جاوے

[illegible]

مری خورشید رو کی وضع یہ اپنی نکالی ہے
کہ جو دیکھے ہے سو کہتا ہے یہ اسم جلالی ہے

تماشا مجھکو دکھلانیکو مہر وشان نازکیں
سحر تخت الثری سے پھینکتا خورشید تھالی ہے

تفکر میں ہوں میں کب سے تری مضمون قامت کی
الف ہے سرو ہے یا مصرع دیوان عالی ہے

نہ سمجھو انکو مژگان دیدہ تر سے مرے ہر دم
اوٹھی دریا کی جا بجا کو گھٹا چشم پر آہ کالی ہے

برنگ غنچہ باغ دہر میں کیا فکر رہتی ہے مجھے
بندھی مٹھی ہے اپنی در جانا ہاتھ خالی ہے

مجھے کیوں دیکھکر تم ہر گھڑی لب پر بلاتی ہو
کہو شکوہ ہے اپنے یار گر دینی جو گالی ہے

نہیں کم ساقیا موج شراب پرتگالی سے
ہماری حق میں تجھ بن آہ تیغ پرتگالی ہے

کرے پابوسی جانان سدا آ کر اور ہم ترسیں
نہایت رشک ہمکو تجھ سے ہی تصویر قالی ہے

ظفر کسطرح کوئی یار میں جاؤں کر پاتو نہیں
مری ہر ایک موج اشک زنجیر نہالی ہے

بدلا ہے رنگ ہر دم کیا کیا سحاب ساقی
بھر دے شتاب مجھکو جام شراب ساقی

یاں چشم کا یہ مینا غم سے چھلکے کیوں کہ جو نہ
شیشہ وہاں ہے بھر تو جب ہو شراب ساقی

وعدہ کیا ہے جب سے آنیکا تو نے مجھ سے
ہے اضطراب لاحول و اضطراب ساقی

مستی مری تمہاری ہے اس چشم مست سے ہے
بد مست کا نہ ہے مجھکو خطاب ساقی

یکدست سیکڑوں کو سنتے ترے بچارا
شیشہ شکستہ دل میں ہے خم خراب ساقی

یک لخت یاد تیری یان مجھکو لتی نہیں ہے
جلد آ کہ مجھکو تجھ بن ہے پیچ و تاب ساقی

نے لیکے ہچکیاں روتا ہے مشکل مینا
دے جام بھر کہ انکو جام شراب ساقی

[illegible]

کیا کہوں میں حال اپنا کہ اوسکے ہجر میں
جو ہونا تھا سو اپنے دور میں ہو چکا
جی نکلجاتا ہی پھر اوسدم شب مہتاب میں
ہے تصور کس پری رخسار کا یار اب شام

بستر اندوہ پر رہتی ہی بیہوشی مجھے
الفت گرد دل میں آتی ہو سرگوشی مجھے
یاد جب آتی ہی مینا اوسکی پوشی مجھے
صورت تصویر جو رہتی ہی خاموشی مجھے

گردش ایام کے ہاتھوں سے بھی ای ظفر
ساتھ تیرے ہے بیہوشی مجھے

ہیں سر پہ تپ عشق سے اب آن بنی ہے
ای گل سے نہیں چال تری کچھ فقیری
شبنم تاج زر آلودہ یہ باران ہی جو شمع
گلگیر ہی گلشن میں تجمل ہی نہیں تنہا
سمجھے ہی صدا سینے میں یہ داغ دل اپنا
گلشن میں سحر تری ای نو گل خوبی

انگڑائی اپنی نگہ ہی ہو اعضا شکنی ہے
ہر کبک کو بھی گریبان کفنی ہے
اسواسطے تو لالہ گردن دنی ہے
تم منہ تری لب لعل یمنی ہے
یاد اسی نگہ کو تری یار کی شکنی ہے
ہر قطرہ شبنم مجھے ہیرے کی کنی ہے

جوں غنچہ عبث سر بگریبان ہے ظفر تو
کچھ فکر نکر دل میں کہ اللہ غنی ہے

جبکہ دریا میں تو جسے نکلے
عرق آلودہ تری دیکھہ دہن کو گلرو
تم دہاں ہیں کہاں شیشہ دریا میں حباب

موج کیوں پانی سے
لالہ میں غنچہ
کچھہ دل پانی سے

دیکھنا ہم نہیں اوٹھنے کی یہاں حشر تلک
کیا ہوا ست ہو خفا با دل پر داغ جو ہم
دشت وحشت کو گرو نگاہ نہیں میں تنگ
کیا کرین صاحب فن یار رو بتاو مجھکو
ترقی نہیں اب جو نظر اسے یدہ تر
چھوڑنا جان سے کب تیر نگہ وہ ہمکو

جسگھڑی در پہ تیرے کھول کمر بیٹھ گئے
تیری پہلو مین غرور رشک قمر بیٹھ گئے
آپ بیٹھے پانون کی یہ میرے اگر بیٹھ گئے
قدر دان اوٹھ گئی سب اہل ہنر بیٹھ گئے
آہ اشکو نہین کہین بخت جگر بیٹھ گئے
دور سے ہم بھی اوسی دیکھکے پر بیٹھ گئے

منزل عشق بہت دور ہے اللہ اللہ
ایک ہی گام مین تم تھک کے ظفر بیٹھ گئے

اوسی لاون مین نہون چشم تر نہ یہ ہوسکے نہ وہ ہوسکے
جو وہ آوے مین نکرون نظر نہ یہ ہوسکے نہ وہ ہوسکے
کبھی دل یہ چاہتا ہے بوسہ لون کبھی چاہتا ہے کہ گلے لگون
ولے کیا کرون بت لب شکر نہ یہ ہوسکے نہ وہ ہوسکے
وہ جو رہ ہوئے غیر ونکے جا کی گھر مین دہر خراب ہون ربدر
کرون کیونکہ یار وہین درگذر نہ یہ ہوسکے نہ وہ ہوسکے
مری اور اوسکی ابتلک یہ ہوا فقت ہے کہ کیا کہون
پھرے ہی وہ اودھر رہون مین ادھر نہ یہ ہوسکے نہ وہ ہوسکے
وہ کبھی ہے مجھکو کرادوکھر مجھی اوسکی گھر سے لگی ہے ڈر
تو ہی کہہ کہ کیا کرون اب ظفر نہ یہ ہوسکے نہ وہ ہوسکے

چاندنی کی سیر خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اونکا رخ رشک قمر دیکھا کیے

کیا کہوں کیونکر تجھے رشک قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئی نہ جنکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھے کیا ہم ہی ہر شب رشک قمر دیکھا کیے
ماہ و پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین نہ تجھ بن اس دل حیران کو
گو تری تصویر ہم آٹھوں پہر دیکھا کیے

آہ آتشبار سے دل اور جگر جلتے رہے
ہائے تم سے مردمان چشم تر دیکھا کیے

تم نظر آجاؤ شاید اس ہوس مین آج ہم
صبح سے تا شام سوے رہگذر دیکھا کیے

ہم تو خاک و خون مین غلطان ہیں آکر وہان
وہ تماشا ای دل خستہ جگر دیکھا کیے

صبح ای گلرو تری آنکھون کو چشم شوق سے
کیا فقط گلہائے نرگس بھر نظر دیکھا کیے

لالۂ گل ہی ترے رخسارۂ رنگین کو
باغ مین جبتک رہا تو جلوہ گر دیکھا کیے

گر نہین ہے ربط تجھ با ہم تو پھر محفل مین شب
تم ادھر اور وہ تمہین کیون اے ظفر دیکھا کیے

تیری نگاہ جو بت بے پیر پھر گئی
قسمت مری ولیک کئی تقدیر پھر گئی

ہم مر گئے تو دل کے بہاؤ نسیم سے
خاک اوس گلی مین اپنی تہ تدبیر پھر گئی

دیکھا جو کل اک عاشق و معشوق کو بہم
اپنی نظر مین بس تری تصویر پھر گئی

قاتل ترا جو ہاتھ سے کام نہ قتل سے
ہو کر قضا بھی میری گلوگیر پھر گئی

خط کا مرے جواب اوسنے لکھا ظفر
کیا سرنوشت کی مری تحریر پھر گئی

ہم حقیقی سے [illegible] عشق مجازی بدلی
[illegible] بازی بدلی
[illegible] نمازی بدلی
[illegible] سازی بدلی
[illegible] پروانہ ہوا [illegible] نیازی بدلی
[illegible] درازی بدلی
کہون کیا حال [illegible]
[illegible] حکایت اسمین
[illegible]

کیا جو تیغ و خنجر نے تری سو دل ہی جانے ہے
زباں سے کیا کہوں قاتل شکایت اسمیں دو کی ہے
دکھایا اور سنوایا جو کچھ ہے دیدہ و دل نے
ظفر کس سے کہوں شامل شکایت اسمیں دو کی ہے

ہو رہا ہے نشۂ جام مے گلگوں سے تجھے
پوچھتا ہے کون شہر عشق میں مجنوں تجھے
خاک میں مل جائیگا اے سرو گلشن تو بھی اب
ایک عالم تھا ترا مائل و لی ایسا وہ رو
اشک سے کیونکر نہ اپنے ہو نچھا چاہئیں عی
تو بھی آنکھوں سے لہو روئیگا سن اے گلشنیر
میں خفا ہوں تو بلا سے تو خوشی رہ جان من
چشم دریا بار سے ہر روش تو ہے تو مری

شیشۂ دل ہے بہت نازک وہ کیونکر دوں تجھے
لکھدیا تقدیر نے ہے گوشۂ ہاموں تجھے
گر دکھا دیگو ذرا وہ قامت موزوں تجھے
آئینہ ذکر رکھا ہے اپنا اب مفتوں تجھے
حق تعالی نے دیا ہے وہ لب میگوں تجھے
میں سناؤنگا اگر حال دل پرخوں تجھے
ورنہ مرجاؤنگا دیکھونگا اگر محزوں تجھے
میں دکھاؤنگا تماشا اپنی میں آنکھوں تجھے

جیسے ہے اوسکی کمر کا اے ظفر تجکو خیال
سوجھی ہے باریک کیا کیا بات یہ مضموں تجھے

نخت دل و اشک کو کیونکر کہوں یکساں ہے
مار کاکل زلف سنبل ہے زہر رشک یاسمن
چشم و رخ کو دیکھکر تیرے سدا الیسادہ و

وہ در غلطاں ہے تو یہ ہمسر مرجان ہے
سرو قد ہے غنچہ لب ہے خود گل خنداں ہے
دنگ ہے نرگس یہاں اور آئنہ حیران ہے

اوگر آنا ہی کیوں گن گن کے رکھتے تو قدم | اور کوئی دم کی ہی یان مرشماری ہی لگی
ہوگیا جبسے نہیں ہے دل پہ ذرا سا اختیار | اختیار اپنا گیا بے اختیاری ہی لگی
جب قدم اوس کافر بدکیش کی جانب پڑے | دور پہونچی سو قدم پرہیزگاری ہی لگی
کھینچے ہی تیغ ادا کی دم ہوا اپنا ہوا | آہ دلمیں آرزوی زخم کاری ہی لگی
اور تو غمخوار سارے کر چکے غمخوارگی | اب فقط ہی ایک غم کی غمگساری ہی لگی

شکوہ عیاری کا یاروں سے بیجا ہی ای ظفر
اس زمانہ میں یہی ہی رسم یاری ہی لگی

شاخ مژگان ہی سی کب اشکوں سی تر پانی میں ہے | یہ عقیق البحر کا دیکھو شجر پانی میں ہے
جوش گریہ ذم ہی کھینچا ہے اسکے سر برا وج | گنبد نیلی برنگ نیلوفر پانی میں ہے
بحر و بر خالی نہیں گردش زرد دیکھو | ہے جو خشکی میں بگولا تو بھنور پانی میں ہے
آتش دل سے ڈرا ہے سمندر سقدر | چاہتا مانند ماہی لینا گھر پانی میں ہے
دیکھکر تیرے لب دندان کو مارے شرم کے | لعل پتھر میں چھپا جا کر گہر پانی میں ہے
میری آہ و اشک سے چرخ و زمیں کا ہے یہ حال | وہ ادھر آتش میں ہے اور یہ ادھر پانی میں ہے
عشق میں اوس سنگدل کی سقدر رویا ہوں | کوہ بھی اشکوں سے میرے تا کمر پانی میں ہے
آئینہ میں اوسکی روی آتشیں کو دیکھنا | کیا تماشا ہے کہ آتش جلوہ گر پانی میں ہے

سینے میں صافی دلونکی کب ہے تاب حسن دوست
عکس خورشید درخشاں اے ظفر پانی میں ہے

[illegible]

کل انکی ٹھوکر سے خط کو کیا نامہ کو آج — کترے ہی روز گل کو ستمگر نئے نئے

اک داغ دلکا کہنہ ہوا یہ تو پھر سے — پیدا ہزار داغ جگر پر نئے نئے

کرتی ہی تازہ فتنہ بپا گردش فلک — لاتی ہی ہمیشہ روز یہ چکر نئے نئے

اک دل ہی اوسکو دیجیے کس کس کو اے ظفر — آتے نظر ہیں سیکڑوں دلبر نئے نئے

یہاں سو کب خط رخسارہ دلبر کی نیچے ہے — لیے بیٹھے کو طوطی اپنے بال و پر کی نیچے ہے

تصور اوسکی مژگانکا مجھے سونے نہیں دیتا — بچھا دیتا کوئی نشتر مری بستر کی نیچے ہی

طلب کرتا ہی آب خضر آب تیغ قاتل سے — غرض جو سبز بخت اس گنبد خضرا کی نیچے ہی

بنایا خال عارض کے تلے تل اوسکی ٹھوڑی کا — ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کی نیچے ہے

ہوا ہے جیسے شاخ گل ہی دل اسطرح سینہ میں — کف ساقی کو رعشہ دمبدم ساغر کی نیچے ہی

مری آواز زیر بام سنتا ہی تو پھر وہ میں — اوتر جاتا ہی کوٹھے سی بہانہ کر کی نیچے ہی

قلق سے دمبدم گردن ترے صید محبت کی — کبھی شمشیر کے اوپر کبھی خنجر کی نیچے ہی

خیال بالش پر ہی پری وہ نیند ور ٹی ہی — تری جو آستانہ کا سنگ اسی سر کی نیچے ہی

ظفر شیریں سخن سے شکیں دل لے سے کیا چالاک دستی سے — کہ دست کوہکن تو دیکھا پتھر کے نیچے ہے

کسکے ابرو کی مری تصویر آنکھوں میں پھری — تیغ سر سے کی جگہ شمشیر آنکھوں میں پھری

اوس پری رخسار کی کھولی جو منہ پر زلف — وحشیونکی صورت زنجیر آنکھوں میں پھری

[illegible]

ای ظفر جب دم ہستی آمد ہم دلدار کی
پہلے استقبال کو آنسو دیدۂ تر سے نکلے

کہاں خلقت عزیز و زیر چرخ پیر پھرتی ہے
یہ فانوس خیالی میں ہر اک تصویر پھرتی ہے

نہ چرخ آسیا سون نے بھنور ہیں نے بگولا ہیں
تجھے تو کیوں لیے ای گردش تقدیر پھرتی ہے

نہ چھوڑا ساتھ مر کر بھی کہ تیرے ساتھ ہی لپٹی
ہر اک سایہ یہ روح عاشق دلگیر پھرتی ہے

ہوئی ہے جوش گل سے جوش وحشت اس قدر پیدا
کہ ہر موج ہوا پہنے ہوئے زنجیر پھرتی ہے

تمہیں آیا ہے زیر چرخ خواب آغاز طفلی کیونکر
کہ شب کو کہکشان کھینچے ہوئے شمشیر پھرتی ہے

اور سرکی ہیں گئی میں نشاط زندگانی کر
چھری جب حلق پر قاتل تم تکبیر پھرتی ہے

ظفر کو منزل مقصود پر تقدیر سے پہونچی
کدھر بھٹکی ہوئی سی عقل لے تدبیر پھرتی ہے

جس وقت اوسکی زلف گرہ گیر کھل پڑی
سودائیونکے پانونکی زنجیر کھل پڑی

اوس خاک در کا سرمہ جو اشکونمیں بہ گیا
گویا گرہ سے چشم کی اکسیر کھل پڑی

کب دیکھی تیری جنبش ابرو کہ خود بخود
رستم کی بھی کمر سے ہے شمشیر کھل پڑی

پھر موسم بہار میں برپا ہوا جو غل
کیا وحشیونکے پانون سے زنجیر کھل پڑی

کیا کیا پڑی جبین پہ گرہ شہسوار کے
فتراک سے جو گردن نخچیر کھل پڑی

یہ کہکشان کہاں ہے نشہ میں غرور کے
پگڑی مگر تری فلک پیر کھل پڑی

اوس غنچہ لب کے ہنسنے سے دل میں ہے گرہ
تھی گرچہ مثل غنچۂ تصویر کھل پڑی

سرفرازی اوسی کو ہو تو ظفر
آپ کو سب کا خاک پا جانے

رونق گلشن بہار گل جو کم ہوتی چلی
وہ ہوس کیا خاک پہونچے منزل مقصود کو
تھی شمیم زلف جو اب ورجان ناتوان
خاک کو بھی یار پر شاید کہ ہے قصد نثار

اشک شبنم سے نسیم صبحدم رونی چلی
جو قدم رکھتی ہی کانٹے راہ مین بوتی چلی
اوس گلی کو دوش پا صبح پر ہوتی چلی
پھر گرد دامن مین جو موج گریہ ہی تو تی چلی

ہو چکے دن ضبط گریہ کی کہ پی جاتے تھے اشک
اب تو چشم تر ظفر کچھ آبرو کھوتی چلی

نکتنا وسی اوس نکا مشکل ہی تو بس ہے
اوسے کر رکھے بس مین خواہش دل ہی تو بس ہے
غم و حسرت کی جلسے مین جگر اپنا جلانا ہے
جو قصد منزل مقصود ہی تو عشق پیدا کر
بچیا الحذر زلف یار بیخ کی تل کو بر نین
ملو دائی نشک جوبن اور خون سی کچھ ہونگے
سواد لکو جگر کا چہرے منہ اوسکی شرکت
مگر دیکھنا اوسکو اوٹھا دینی ہے
دی حدیث محبت سب پکڑ لیکن دل

میری جان جو تو بس ہے مراد دل ہی تو بس ہے
وہ بس مین ور کی ہی اور مشکل ہی تو بس ہے
جو محفل ہی تو بس ہے شمع محفل ہی تو بس ہے
کہ اس منزل مین اے دل سر منزل ہی تو بس ہے
کہ مجھ پر کھل چکا ہی سر قاتل ہی تو بس ہے
ہمین کشتہ محبت سے جو حاصل ہی تو بس ہے
کہ اس فوج صدف آسی مقابل ہی تو بس ہے
اگر تجھ مین اوس راہ مین وہ جاہل ہی تو بس ہے
وہ ہی گرم طپش اک نیم بسمل ہی تو بس ہے

کیوں ہوا ہو باغ گلشن زار
اس میں ہوا قضا ہوا نکلا ہے

محشر آرا ہے تو اے طرز خرام جانانہ	تو نے جو فتنہ اوٹھایا مرا جی جانتا ہے
یا تو وہ جانتا ہے جو ہو سر ہے جی کا خیال	اور دیا بار خدایا مرا جی جانتا ہے
کیا کہوں گھبرا جی تیو ہے جینا بھی محال	جیسا جی تمنے ستایا مرا جی جانتا ہے

اے ظفر اوس گل خنداں کی محبت نے مجھے
دمبدم جیسا رولایا مرا جی جانتا ہے

وہ یوں تو ہمیں بزم میں فرمانے جائینگے	پر دل لگا کے گرم سفر ہائے جائینگے
ہونگے وہ مہرباں بھی کبھی میرے حال پہ	یا روز مجھ پہ غصہ ہی فرمائے جائینگے
برسوں سے کب تک اون سے نگاہوں کو دیکھیے	برہیں دل و جگر مرے برمائے جائینگے
دل عاشقوں کے موم ہیں نقش محبت عشق	بیٹھے کا جب کہ آگ سی برمائے جائینگے

جب تک سرور ہو کا نشے کا نہ اے ظفر
ہم اونسے اور ہیسے و شعر بائے جائینگے

کیوں مہر اک جا پہ جا نکلتا ہے	نام اوسمیں مرا نکلتا ہے
طعنہ دیتے ہو غیر کو لیکن	صاف تیر اگلا نکلتا ہے
کشش عشق کھینچ لائی اوسے	کوئی ڈوبا ہوا نکلتا ہے
اوسکے چاہ ذقن سے دل میرا	کوئی ڈوبا ہوا نکلتا ہے
ہے غضب تیر خار دشت جنوں	تو کر نشیب پا نکلتا ہے
مر گئے ہم زبان سے اوسکی	دیکھیں کب مرحبا نکلتا ہے

زخم دل اے ملک فشانی سے
اے ظفر آگ سی برستی ہے
شمشیر برہنہ ناک غضب باد ہوتی ہے
پھر دیکھی ہے

[illegible]

ہے ناف کوئی گرداب بلا اور گول سرین رانین صفا
ہے ساقِ بلورین شمع ضیا پانوان کی کفک پھر ایسی ہے
ہر بات پہ ہے وہ جو ظفر کرتا ہی رکاوٹ مدت سے
اور اوسکی چاہت رکھتی ہین ہم جو آج ملک پھر ویسی ہے

بھلی کرتے برائی ہوتی ہے — منھ سے تکلی برائی ہوتی ہے
دست و پا مین حنا نہ باندھو تم — دیکھو پھر ہاتھا پائی ہوتی ہے
اونکے دلمین غبار ہے دیکھین — کسطرح سے صفائی ہوتی ہے
اور کو دیکھ وہ نہین سکتے — وہ جنھین خود نمائی ہوتی ہے
مرضِ عشق کی طبیبون سے — دوستو کب دوائی ہوتی ہے
وقت بوس و کنار یار کے ساتھ — کیا مزے کی لڑائی ہوتی ہے

اے ظفر ہے جدھر وہ بت پھرتا
اوسطرف سب خدائی ہوتی ہے

ردیف یاے جلد دوم

خدائی پا جو ترے دیکھ ای صنم لیتے — تو پائین باغ مین جھک جھک کے ہم قدم لیتے
اگر وہ نام ہمارا نہ دمبدم لیتے — تو اونکا کیا تھا نہین مطلب سمجھ ہم لیتے
یہ ناتوان ہین کہ گر چڑھتا اونکا ضعف سے دم — جو سانس بھی ہین تھہرکے مریض غم لیتے

[illegible]

[illegible]

ہوائے وصل میں اس گل کی بحد سو گیا لیکن
ارادہ کیا ہے خدا جانے پھر اک جناب
گیا نہ خاک ہوئی پر بھی جوشِ وحشت کا
مجھے تباہ مرا کیا گناہ کیا تقصیر
کروں جو نامۂ شوق و سکو میں رقم اپنا
سبھی نہ اشک کو لگا کر جو آفت ہے
کروں ارادہ گلگشت میں اگر تجھ بن

ہمیشہ ہم روشِ بادِ صبح دم دور پڑے
تھا گی ٹھوکر جو کا بندگاں صنم دور پڑے
ہمیشہ اونکی نگہ سے اسی طرح ہم دور پڑے
جو مجھ پہ کھینچ سکے تم خنجرِ ستم دور پڑے
تو خود بخود ہو سیاہی وان قلم دور پڑے
لگا کر آگ جو پانی کو چشمِ نم دور پڑے
تو کاٹے کو نہ تجھے گلشنِ ارم دور پڑے

ظفر لگے نہ کبھی ہاتھ تجھ نصیبوں سے
پر اونکی چھاتی پہ ہاتھ اپنا و صبا دم دور پڑے

ایکا یار مری طرح کوئی ہو تو سکے
روز اس غمزدہ کی تمنا ہے غمخوار ہیں
جو ترے دل میں ہے وہ سب ہے زبان پہ میری
تیری چشم و لبِ میگون کے تصور میں مدام
بلا در سے تری دیکھے صورت تیری
شکل آئینہ نہیں آنکھ جھپکتی ہرگز
ہوش ملنے کا ہے تیری دم بیہوشی بھی
مر گیا پر نہ مسیحا کا ہوا منت کش

عاشقِ زار مری طرح کوئی ہو تو سکے
دل کا غمخوار مری طرح کوئی ہو تو سکے
یوں خبردار مری طرح کوئی ہو تو سکے
مست میخوار مری طرح کوئی ہو تو سکے
نقشِ دیوار مری طرح کوئی ہو تو سکے
محوِ دیدار مری طرح کوئی ہو تو سکے
ایسا ہشیار مری طرح کوئی ہو تو سکے
تیر بیمار مری طرح کوئی ہو تو سکے

[illegible]

[illegible]

تو شمشیر ستم رکھ ہی دیا سر اپنا
ہمنے اوس بت میں جو دیکھا ہی نہیں کسکے
وسعت ملک سلیماں کو سمجھتے کیا ہیں

ہم بھی ہیں جان شقو نہیں کیا تری جرات والے
کہ سبا داکنین حسن یاں ہین شہ لعبت والے
سا تھ کنج قناعت کی قناعت والے

اس ستم پر یو ظفر دیتے ہو تم دم او نہیں
کیا ستم ہی جو وہ ہوں مرد مروت والے

دید کیوں کر ہو تجھے وہ نوشابی والے
ہین جو محفل میں تری جام گلابی والے
نہیں معلوم چڑھا جاتے ہین کیا کیا آکر
گو زر و سیم کی رکھتی ہین طبق شمس و قمر
تجھے تو ہم صوفیوں کی بارہ پر اب ہین مشہور
دل بریاں کو مری دیکھے ہوئے ہین کباب

اب تلک ہین وہی محفل میں خرابی والے
انکو تو منہ نہ لگا ہین یہ خرابی والے
میری دشمن تجھے اور رو کتابی والے
پر ہین دونوں ترے صدقے کی رکابی والے
ای شرابی تری صحبت میں شرابی والے
آتش رشک سے دکان کبابی والے

عاشق غمزدہ کو اور رلاتے ہین سوا
یہ محرم میں ظفر جامہ آبی والے

بار آنسو تری اے دیدہ تر چل نکلے
چاہیے حد سے زیادہ نہ نشتر چل نکلے
قدرداں جبکہ ہنر کا نہ جہاں میں دیکھا
ای جنوں تیرے لیے کی خانہ خرابی ہماری

پاؤں چل سکتے نہیں لڑکی یہ پر چل نکلے
چاہیے چال ایسی کہ کچھ کام ظفر چل نکلے
بے ہنر رہ گئے اور اہل ہنر چل نکلے
جانب دشت جو ہم چھوڑ کے گھر چل نکلے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ٹھہرنے دے ہے تو کسکو جو کوئی	زمین اسے گردش افلاک پکڑے
ترے درد جدائی سے بھرے سے	کلیجا عاشق غمناک پکڑے

ظفر کے منہ سے کب نکلے ہے وہ بات
کہ جسکو صاحب ادراک پکڑے

لڑکپن کا وہ تیرے سن یاد ہے	ترے روٹھ کے جانیکا دن یاد ہے
نہین بھولتا کوئی معشوق کو	اوسے کرتا ہر انس و جن یاد ہے
جو ٹھہرا ہے روز اوسکے آنیکا یان	ڈلا روز گن یا نہ گن یاد ہے
نہین بھولتا دل سے عاشق ترا	تری ایک پل ایک چھن یاد ہے
نکر امتحان سینے جو کہدیا	نہین تو وہ اسے ممتحن یاد ہے
گئے بھول سب عیش دنیا کی ہم	نہین کوئی بھی یار بن یاد ہے

ظفر کو ترے زلف و رخ کے سوا
نہین اور کچھ رات دن یاد ہے

مسلمان چاہین کہ سارے کہ چھوڑے	نہ چھوڑون بت خدا مارے کہ چھوڑے
ترے سینہ محبت ہو سکے جسم	کرے تو ذبح ای پیارے کہ چھوڑے
نکلی سن اوسکی سینے اپنے آنسو	یہی تجھے چند ہر کارے کہ چھوڑے
ترا عاشق بچشم مژگان خونبار	کہان ہین اور فوارے کہ چھوڑے
لگا او داؤ الفت کہ دوسرے مین	ظفر تم بازیان ہارے کہ چھوڑے

[illegible]

جاؤن کیونکر اونکی مین در تک کہ وہ زبان بھی	جیب و دامن کی اڑا کر دھجیان لیجائینگے
جا ہی پر خنجر کا دلکی کیا اونکو لیے	پارۂ دل قاصد اشک روان لیجائینگے
جبکہ چمکین گے تو خورشید درخشان بھی ق	ای فلک شعلۂ آہ و فغان لیجائینگے
کر رہی ہین فکر عمارت مین بسر جو اپنی عمر	کیا اوٹھا کر اپنے سر پر وہ مکان لیجائینگے

ای ظفر بہتر ہے خاموشی خدا جانے کہ تو
کیا کہیگا اور وہ دل مین کیا گمان لیجائینگے

ردیف یای تحتانی جلد سوم

کہے گا ساقیا کیا مجھسی دیوانے کے پیمانے	کہ پی جاؤنگا مین مستی مین ہمسایے کے پیمانے
الٰہی محتسب کے ہاتھ ٹوٹین اسکی ہاتھون سے	ہزارون ہی گئے ٹوٹ آج میخانے کے پیمانے
نہ سمجھو آبلہ انکو کہ ہے تقدیر جو اولٹی	تو ہین اوندھے پڑے یہ دل کے کاشانے کے پیمانے
جدائی مین تری ہین دیدۂ تر میرے ایسا ہی	شراب خون دل بھر بھر کے چھلکانے کے پیمانے
اوڑا او مرغ دلکو دور پر ہو دو ؟	سدا پانی کے پیمانے سدا دانے کے پیمانے
تری آنکھون کی بیماری سے شربت کے عوض ظالم	پیئے زہراب سے بھر کر دوا خانے کے پیمانے
دل پر آبلہ وہ خوشۂ انگور ہے میرا	کہ بھر آب سے ہین جسکی ہر دانے کے پیمانے
نہین آتے ہے جبتک آ کے ساقی اسنے پیمانے ؟	کبھی ساقی نہین منہ تک ابھی آنے کے پیمانے
ہمی عیش ظفر کا ایک قطرہ بھی نہین ساقی	ظفر نہ آسمان ہین تو نہین کھلانے کے پیمانے

ہم اپنا خون دل پیتے ہیں جسدم ساتھ غیروں کے
اگر گاہ یار اپنے جام صہبا منہ کو آتا ہے

ذرا سی بات پر بھی تو بگڑ کر منہ بنا لیتا
ہمیں تو دیکھکر تیرے ادا جھنجھلا منہ کو آتا ہے

خدا جانے کہ تجھ بن ہو گئی ہے میری کیا صورت
کہ جو آتا ہے یاں وہ دیکھ کے تکتا منہ کو آتا ہے

خیال آتا ہے جسدم ساقی قد جانان کی
تو پھر دل سے ہمارے نالہ سیدھا منہ کو آتا ہے

ظفر منہ کس کا میدان سخن میں تجھ سے چڑھ جاوے
کہ جو آتا ہے وہ اپنے چھپاتا منہ کو آتا ہے

کئی یارب وہ لوگ اگلے کہاں پائے نہیں جاتے
جو ڈھونڈھیں تو کہیں انکے نشاں پائے نہیں جاتے

عجب صنعت دکھائی اپنی یہ نقاش قدرت نے
کہ نقش ایک سے سب کے یہاں پائے نہیں جاتے

غرور حسن سے یہ جو شوخوں کو بد دماغی ہے
دماغ اب انکے زیر آسماں پائے نہیں جاتے

کسیکو ہم نہیں اس سے کہ اب دیتے ہیں دل اپنا
کہ جو آگے تھے اب وہ دلستاں پائے نہیں جاتے

مری جب سے ہیں جیسے گمان ان کے گمانوں کے
زمانہ میں کہیں ایسے گمان پائے نہیں جاتے

عدم کی راہ میں کیونکر کسی کا کھوج ہاتھ آئے
کہ واں تو نقش پائے رفتگاں پائے نہیں جاتے

سبب کیا ہے کہ گم ہو گئے دہان ان خوبرویوں کے
ظفر یہ ہے کہ اسرار نہاں پائے نہیں جاتے

بزم میں گر ہمیں چھپکے نہ رہنا چاہیے
کچھ نہ کچھ آگے کبھی منہ سے کہنا چاہیے

اے ستمگر دل لینا اب تو ہمنے دیدیا
جو کرے ہم پر ستم وہ ہم کو سہنا چاہیے

ہاتھ سے ساقی کے لینا جام ہے مشکل نہیں
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا لینا چاہیے

[illegible]

ای ظفر وہ بیخبر سن لیگا سب تیری خبر
مجنون کی آج یہ تقریر کہ کہتی تو ہے

نہ ہم راہ وفا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے
جو اپنی بات تھی وہ سب نہ تم چوکے نہ ہم چوکے

جو مضمون چاہیے تھا خط مین لکھنا ہم اوسے چوکے
کیا ہی ہو قلم انداز وہ ہی بیکلم چوکے

گئے دیر و حرم کو چھوڑ کر جو آستان تیرا
مرے نزدیک شیخ و برہمن الصنم چوکے

یہ اپنی دم شماری تھی وسکی دم ہے کوئی دم
چلا جسدم وہ عیسیٰ دم اوسیدم ہم بھی چوکے

نگین دل کو میری لیکے واپس کر دیا تم نے
بہت بچاؤ گی کیون چھوڑ دی اپنی قسم چوکے

بھلا کر شکست ہجتیون مین کھوئی آبرو ہم نے
کرین کیا اسکو ہم کی اپنی آنکھونکی قسم چوکے

ظفر راہ محبت مین چلو جاؤ انھین قدمون
نہین آنے کا رستہ ہاتھہ پھر جو دو قدم چوکو

چشم میگون کے تصور مین خرابی یہ ہے
جو تجھے دیکھے وہ جانے کہ شرابی یہ ہے

گل نہین جام ہے ساقی کیسی مہکش کا
غنچہ گلشن مین نگہ اسکو گلابی یہ ہے

رات دن رہتا ہی جو آنسوؤنکی دریا مین
مردم دیدہ ہے یا مردم آبی یہ ہے

سر و سامان ضیافت ہی جو اسکو فلک
مہر سے لایا جو سونیکی رکابی یہ ہے

کوئی زنگی بچہ قرآن پڑھے ہے دیکھو
خال لب اوسکی سر زد کے کتابی یہ ہے

روز مین آتش غم سے جگر و دل بھنتے
سیر اسینہ نہین دکان کبابی یہ ہے

وعدہ وصل کسی سے ہے ظفر آج اونکا
وہ جو جاتے ہین شتاب اتنی شتابی یہ ہے

[illegible]

خط اپنے آدمی نہیں کہ لیکے اوڑ گئے | تو کیا فرشتے یار کی خبر لیکے اوڑ گئے

اشکوں نے میرے کوچہ جاناں میں جا کے | واں کی جگہ خط میں کہیں لیکے اوڑ گئے

ہم اس چمن میں ٹھہرے تو کیا مثل نکہت گل | دم کو بھی دم نسیم سحر لیکے اوڑ گئے

پروانے خاک ہو کے اوڑے سوز عشق سے | پردہ سلامتی کا پتنگے یہ سر لیکے اوڑ گئے

اللہ ری تیرا حسن کہ زلفوں کو بھی جو آس | تیری بلائیں شتاب قمر لیکے اوڑ گئے

ڈھونڈھوں کہاں میں آپکو مجھکو مرے حواس | کیا جانے ہیں کدھر سے کدھر لیکے اوڑ گئے

اللہ ری لاغری کہ تجھے بھر آشیان
خس کی طرح طیور ظفر لیکے اوڑ گئے

بت پرستوں کو سوا یہ بھید پاتا کون ہے | ان بتوں میں جلوہ کس کا ہے دکھاتا کون ہے

یہ حسیں ہیں جو لگا کر دل لگا دیتے ہیں سر | اسطرح دل اور ستمگر سے لگاتا کون ہے

عشق کے رستے میں جاتے ہیں قدم سکتے اودھر | پانوں میری طرح سے اپنا جماتا کون ہے

جسکی شباہت دیکھ آگے ہی وہ شباہت | آپ سے ہوں بیچ میں لفظوں کی آتا کون ہے

جو کتاب عشق میں ہے یہ سبق ہے یکقلم | دل تو ہے امی مرا اسکو پڑھاتا کون ہے

جس سکوت یار کی اپنی میں تحت جائے نظر | عشق میں یہ شغل آئینہ بناتا کون ہے

اے ظفر جس طرح تو سر باز جاتا ہے نڈر
اسطرح کوچے میں وہ قاتل کے جاتا کون ہے

ہم وہ اور ہیں عشق کا دم بھر کے رہ گئے | جیتے تو جسدم آہ بھری مر کے رہ گئے

زلف شبرنگ کی رہی یاد جو آنکھوں کے تلے | آج سارے دن رہا اندھیر آنکھوں کے تلے
اے تصور میں ترے قربان کہ تو اوس یار کو | لا رہی ہے چاروں طرف سے گھیر آنکھوں کے تلے
لکھنے بیٹھے ہم جو خط اونکو تو گریہ نے دیا | حرف پر مطلب کی پانی پھیر آنکھوں کے تلے
گذرے ہیں جو نظر سے اپنی مردان خدا | اے تصور پھرتے ہیں وہ شیر آنکھوں کے تلے
جو تری آنکھوں پہ ظالم ہو گئے ہیں مر کے ڈھیر | زیر غرفہ اونکا ہوا ڈھیر آنکھوں کے تلے
آ گئی جو یاد مجھکو ابروے پرخشم تری | پھر گئی اک صورت شمشیر آنکھوں کے تلے

ہے جو خواجہ کی زیارت کا تصور اے ظفر
آپ ہی گویا ہے مری اجمیر آنکھوں کے تلے

عزیزو اوس ستمگر سے محبت کی تو ہمنے کی | انہیں کیا جان اپنی عداوت کی تو ہمنے کی
جو مشق تیشہ رانی کی تو کیا کی کوہکن تونے | ہمیشہ سینہ کاوی کی مشقت کی تو ہمنے کی
نکرتی یاد وہ قامت تو اوٹھتی ہمیشہ کیوں آفت | یہ برپا اپنے سر پر اک قیامت کی تو ہمنے کی
ہوا سب بادہ کش محفل میں شب ساقی کی گردش سے | فقط خون جگر پینے پہ قناعت کی تو ہمنے کی
کہا درد و الم نے کنج تنہائی میں یہ ہمسے | کہ چھوڑا سب نے تجھکو اک رفاقت کی تو ہمنے کی
کیا اوس نے فنا کیا دل بنیاد کو آپ اوسکو | گوارا جان پر اپنی مصیبت کی تو ہمنے کی
اوٹھایا سر کو سجدے سے نہ محراب دو ابرو میں | جو عابد ہیں تو ہم ہیں اور عبادت کی تو ہمنے کی

ظفر وہ شعلہ خو کیونکر نہ ہمسے آگ بنجاوے
زبردستی لیا بوسہ شرارت کی تو ہمنے کی

اثر ہو گر دل پر دشمن مین صحبت بد کا — تو گرد ہی بیل کی جا نو چراغ مین بوہے

ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کسکے — گلاب کی سی جو ساقی ایاغ مین بوہے

ہوا نہین ہی جو ہم رنگ گل گلستان سے — تو پھیر لی کسکے صبا یہ سراغ مین بوہے

بسا ہی دلمین مرے کوئی شوخ گلرخسار — برنگ گل جو مرے دل کے داغ مین بوہے

وہ خاکسار ہون مین بھی کہ عطر گل کی طرح
مہک رہی مرے کنج فراغ مین بوہے

صحبت منافقانہ ہی ہر جا نفاق سے — کچھ اتفاق سے تو نہین اتفاق سے

دیکھا تجھکو ہم یونہین محروم ہی چلے — آئے تھے تیری دید کو کس اشتیاق سے

بجھتا ہی کب سانپ اوس مار زلف کا — تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

اب کیا اوٹھائین جاک کہ سب چر ہو گیا — شیشہ گرا جو دلکا اوس ابرو کی طاق سے

رکھنا نبض پر نہ ہاتھ کہا مان اے طبیب — تو ہاتھ اوٹھا علاج مریض فراق سے

زہرہ دبی کیا خجل ہی در گوش سے ترے — شرمندہ مشتری بھی ہی در بلاق سے

بل نے جگر کی آگ کہ سب ہو گیا سیاہ — سودا اٹھیونکا تیرے لمو احتراق سے

تیرا انداق شعر ظفر جانتا ہے کون
اوستاد ذوق سے ترا واقف مذاق ہے

گرد جو اے شہسوار آئی نظر اوڑتی ہوئی — تیری آنکھیں ہمین پہونچی خبر اوڑتی ہوئی

دل جلونکی ہوتی قسمت مین بادی تو کیون — پھرتی پروانے کی خاکستر سحر اوڑتی ہوئی

[illegible]

براے آئی بھی دلمین جو کچھ تغافل سے — تو اوسنے اک نگہ التفات کھو دی

وفا کا منہ سے نہ لیتا تھا نام واں ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سے کھو دی

اعجاز نما جلوہ موسا فلک سے ہے — خورشید نہیں یہ ید بیضاے فلک ہے
انجم سے جو ہی انجمن آراستہ کرتا — کیا جانیے وہ کون انجمن آراے فلک ہے
کیا تاب تجھے دیکھ سکے ایک نظر بھی — ہر چند کہ مہ دیدہ بیناے فلک ہے
قطرے وہ جبین پر نہین ہین جمع عرق کے — جیسے کہ تجمل عقد ثریاے فلک ہے
دوری مین تری ای مہ بے مہر ہمیشہ — جولان گہ نالہ مرا پہناے فلک ہے

کہتا ہے ظفر خلق جسے ماہ وہ پر نور
سجدے سے در یار کے سیماے فلک ہے

زلفون پہ تری سینہ مین یہ گمان ہے — دریا پہ جھنڈ دیکھا ہے میلہ نہان ہے
تیرے مریض عشق کا ای شوخ سبزہ رنگ — یہ حال ضعف سے ہے کہ بس ناتوان ہے
نکلے ہے جبکہ واسطے میرے آہ شعلہ بار — بجلی بھی کہتی الحذر والامان سے ہے
یون خال رخ سے اوسکی در گوش ہے قرین — گویا کہ مشتری کا زحل سے قران ہے
تعظیم دل کی کیون نہ ہو رہتا ہے دلمین تو — یا تا شرف مکین کے سبب سے مکان ہے
انجم ہین یان جو خندہ دندان نما جہان — ہنستا ہمارے رونے پہ شب آسمان ہے
کہتا ظفر کو زمزم مین ہے کیون بھلا — ای بد زبان نہ سکے تجھے منہ مین زبان ہے

[illegible]

کھلتی نہیں اب بھی خفگی یار کی ہم سے
سو طرح سے ٹل سکتی نہیں ہر کچھ اور مصیبت
ہاں چاہیے تھا یہ کہ صفائی ہوئی ہوتی
پر عشق کی آفت نہیں لائی ہوئی ٹلتی

جو رکھتے ہیں تاثیر ظفر دلمیں کچھ اپنے
بات اونکی نہیں دلکی سمائی ہوئی ٹلتی

اس جہان مین آ کے ہم کیا کر چلے
بار عصیان سر پہ اپنے دھر چلے
تو نہ آیا اے مسیحا دم یہان
ہم اسی حسرت مین آخر مر چلے
اوس گلی مین ہم تو کیا خورشید بھی
ڈر کے مارے کانپتا تھر تھر چلے
اسقدر چپک صبا مین دم کہان
ساتھ اوس آوارہ کے دم بھر چلے
لیچلے کیا اس چمن سے غنچہ سان
ہم تو کیسہ اپنا خالی کر چلے
ذکر ابرو کا چلے تیرے جہان
کیا عجب تلوار وان اگر چلے
اور تو چھوڑا ہمین کا سب یہین
ایک تیرا داغ ہم لیکر چلے
دم نہ مارا ہمنے تیری عشق مین
سر پہ آرے بھی ہمارے گر چلے

دل ہی قابو مین نہین جب اے ظفر
تم وہان کسکے بھروسے پر چلے

پلا مجھے تو گلگون ساقیا اچھی
کہ دن بہار کا جیسے ہین ویسی ہوا اچھی
ترا مریض محبت ہو کسطرح اچھا
نہ ہی طبیب ہی اچھا نہ ہے دوا اچھی
عزیز رکھا ان جو مین غم تو مجھکو کھاؤ
مرے لیے ہے یہی عشق مین غذا اچھی

[illegible]

توڑی ہی شیشہ میکدہ مین محتسب نے جام — ساقی پڑی خدا کا غضب اسپہ ٹوٹ کے

اپنا ظفر ہمیشہ سے شیوہ ہے راستی
ہمتو کبھی بھٹکتے نہین پاس جھوٹ کے

اوسکی دلسے الفت تقدیر سب جاتی رہی — کیا ہماری آہ کی تاثیر سب جاتی رہی
پہلے تھا عالم مین [illegible] کچھ بھی قار — جب سے ہم عاشق ہوئے توقیر سب جاتی رہی
ای ستمگر روبرو تیری نگاہ تیز کے — ابروی خنجر و شمشیر سب جاتی رہی
کیا شکایت مین کاوش کی قلم ہی رک گیا — ہاتھ سے بھی طاقت تحریر سب جاتی رہی
اوس مہ روشن کے آگے اوڑ گیا نور قمر — بلکہ تاب ماہ پر تنویر سب جاتی رہی
دیکھتے ہی اوسکی صورت اوڑ گئی ناصح کی ہوش — وہ نصیحت اور وہ تقریر سب جاتی رہی

خاکساری نے ظفر دل کر دیا ایسا غنی
دلسے اپنے خواہش اکسیر سب جاتی رہی

دنیا ہزار رنج و مصیبت کی جا ہے ہی — یہ غمکدہ نہ عیش و نہ عشرت کی جا ہے ہی
شاکی تیری جفا و ستم سے نہین ہین ہم — ہردم زبان پہ شکر و شکایت کی جا ہے ہی
تیری تصور لب شیرین مین خون دل — اس تیری تلخکام کو شربت کی جا ہے ہی
کرتی ہی چشم مست بتان دلکو کیون خراب — یہ خانۂ خدا ہی عبادت کی جا ہے ہی
پھیلائین پانون کنج قناعت مین با فراغ — کیونکر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جا ہے ہی
خورشید و ماہ تیری مقابل نہو سکین — اور آئینہ ہو سامنی حیرت کی جا ہے ہی

[illegible]

دل کو ہوا سرور جو خط و بلکھر ترا
واللہ وہ تو تجھ سے کہ قابل سرور ہے

ہو جائیگا قفس ہی میں بلبل کو رنج بسر
گلشن میں جو نصیب عنادل سرور ہے

دنیا ہے جائے رنج و مقام غم و الم
یاں ہے تماشا کہ جب تجھے غافل سرور ہے

تجھ بن کسی خوش آتی ہیں اسباب عیش کے
محفل میں تجھ سے رونق محفل سرور ہے

سر ور بادہ کش میں جو باراں کو دیکھ کر
بارش ہے یہ کہ چرخ سے نازل سرور ہے

رونے پہ کیوں نہ ابر کے ہو برق خندہ زن
باغ جہاں میں رنج کے شامل سرور ہے

موجود درد و غم تو ہیں ہر لحظہ اے ظفر
ہوتا کبھی نصیب یہ مشکل سرور ہے

بہار آئی ہوا بند قبائے گل کشادہ ہے
سر گلشن ہوا سے طرۂ سنبل کشادہ ہے

رہے ہے انتظار اپنا کس سکش کی الساقی
ہمیشہ بزم میں جو چشم جام مل کشادہ ہے

دل سودا زدہ ہووے نہ پابند بلا کیونکر
ادھر زنجیر گیسو اور ادھر کاکل کشادہ ہے

ہزاروں ورق آئینہ ہیں کار روز جہاں میں
تماشا ہے یہ بحر جہاں کا پل کشادہ ہے

غنیمت جان آئینا ہے جو بزم عشرت میں
کوئی دم گردباں خندۂ قلقل کشادہ ہے

ظفر چشم کشادہ کار رکھ مشکل کشا سے تو
کہ کرتا دم میں وہ مشکل کا عقدہ کل کشادہ ہے

تا زو ادا میں کیا بت گمراہ ایک ہے
وہ تو سر ایک بات میں واللہ ایک ہے

رخسار تیرے دونوں میں تابندہ اس قدر [illegible]
گر آفتاب ایک ہے تو ماہ ایک ہے

اب شب تجھسے پوچھتے ہیں کہ تیرا کیا حال ہے
جلوہ قامت دکھاوے تو کرشمہ ہی
کر دی پروا شوقینی ہے کہ مجھکو دام میں
کیا کہوں تجھ بن گذاری کس طرح ... رات

کام میری جان ہو گیا میرا بہت ان ہو گئے
نام تجھکو تو قیامت کا بہت ان ہو گئے
رکھو اے صیاد تو پروا بہت ان ہو گئے
ایک لحظہ بھی اگر گذرا بہت ان ہو گئے

تو ظلم کر تصور ... اگر اپنے دمن ... کی
اتنو ... کے غداد و تدا بہت ان ہو گئے

... کی دھن اونکی تدبیر کھینچنے کی
تصویر دکھاوے اپنی گر وہ بت خود آرا
دشمن کو ہماری کافی نگاہ تیری
رستم کو بھی تیر مژگان چالاک دست تیری
تیغ اجل کی تجھپر کھینچے ہے دیر قاتل
ڈرتا ہے کیونکہ تجھکو سوئی پرو سکی مژگان

جبتک کہ تو نہیں ہے تقدیر کھینچنے کی
توبہ کریں مصور تصویر کھینچنے کی
حاجت نہیں ہے قاتل شمشیر کھینچنے کی
فرصت دین کمان کو تیر کھینچنے کی
سینہ میں ہے تحریر کھینچنے کی
اے دل نہیں بغیر از تصویر کھینچنے کی

ہیں جو لب زبان پر تیرے ظلم ... کی
یہ آہ گرم کی ہے تاثیر کھینچنے کی

ترتا ہے خاک اتنک دل اندوہگین ہوئے
جب ... جاوے بالیں تو میں بھی تھہ ... جاوے
ہمیشہ آگ پڑتی ہے جسکو دیکھکر بجلی

کہ جسکی زلزلے سے کانپتی ساری زمین ہوئے
ارادہ کر رہی ہو تو مری جان حزین ہوئے
چمکتی آسمان پر میری آہ آتشین ہوئے

[illegible]

شرارت ہے تری ای شوخ شوخی سی بہت بہتر
ترے ہی ناصحو ہے عشق مین تکلیف سر تا سر
ترے بیداد کی بیداد گر کیا داد دے کوئی

تری شوخی ہے ای ظالم شرارت سے بہت خاصی
کہ تکلیف تری یہ ہمکو راحت سے بہت خاصی
ہمین مین یہ جو کہتے ہین محبت سے بہت خاصی

بری بات ای ظفر کوئی نہو گر خوب ہو قسمت
بری ہی بھی ہو تو ہو جائے قسمت سے بہت خاصی

ناز و غمزہ جو ہے اوس کافر ادا کا چور ہے
دیکھکر جسکو ید بیضا خجل ہو ای نگار
سینہ صافون کی آگے دیکھین جسکے غبار
چھپتا پھرتا ہے اک سو کیمیا گر خلق مین
دیکھکر محفل مین ہمکو چور آتا ہے جو خود
روزہ دارون کی ڈر سے کیون چھپا لیا اوسکا

دل چرا لینے کو اک بلا کا چور ہے
وہ ترے دست حنائی مین حنا کا چور ہے
وہ ہمیشہ محفل اہل صفا کا چور ہے
بنگیا نسخہ بنا کر کیمیا کا چور ہے
دلمین کچھ شاید ترے مکر و دغا کا چور ہے
چور ہر ذرہ ہو گر یہ خدا کا چور ہے

بوسہ رخسار اک چوری سے لیکر رات کو
بنگیا تو ای ظفر اوس مہ لقا کا چور ہے

مچا دکیا کوئی بلا سے گریہ و زاری کرے
خبر غم عشق اور ہے غمخوار ایسا کون ہما
صبح محشر شام ہو گر یہ ترا آفت زدہ
یون تو ہین لاکھ دنیا مین ای ہمنشین

سنگدل ایسا نہو دل اپنا تو ... کیا کرے
کلبۂ احزان مین جو وہ میری غمخواری کرے
جو شب ... گذری ہے ... کرے
پر نہین کوئی کہ جو دل ... دلداری کرے

[illegible]

[illegible]

ونکو کل ہی جاپ نکلے یہ گھر سو چشم سے	طفل ہر اشک گرکے بہل راہ کو گئے
نکلا کرکے نالہ مرے دل سے اس طرح	ہمسایہ سارے سنکے دہل ہر انکو گئے

پہچان ہی لیا ہمیں یاروں نے ای ظفر
ہم پان ہزار بھیس بدل رات کو گئے

گلاب شال کی سیکش شراب میں پیتے	شراب اگر تپش آفتاب میں پیتے
کہاں ہیں ساغر و مے ہم تو اشک ان میں پیتے	مدام بھر کے ہیں چشم پر آب میں پیتے
خیال سبزۂ خط میں جو سوگئے شب کو	تو صبح تک ہی ہم شباب خواب میں پیتے
وہ مست بادۂ عشرت ہیں اوسکو کیا پروا	کہ ہم ہیں خون جگر اضطراب میں پیتے
نہیں نا قۂ تپ غم سے گرچہ ہم تبرید	ملا ملا کے ہیں شربت گلاب میں پیتے
وہ آپ اپنے بلانوش میں نہ تنگ مرد یکھا	کہ جو ہیں غصہ کو خشم و عتاب میں پیتے

ظفر وہ ساقی مہوش تھا دگر نہ ہم
شراب خوب شب ماہتاب میں پیتے

نہ کھانے دیتے غمخوار جو کو غم کھاتے تو ہم کیا کھاتے	بہت کھائی تو غم کیا جو غم کھائی تو ہم کیا کھاتے
قسم ملنے کی کھائی تو کیوں ہم یاد وفا کرتے	اری ادہر تو گر قسم کھائی تو ہم کہا ستے
نشانہ ناوک تیر نگاہ کا ہوتا کون جگر سے	ترے یہ تیر ظالم ملک گم کھائی تو ہم کہاتے
بہا دیتا ہی ہمیں تو اشک خونکا اک دریا	بلا سے جو طبیب گر ای چشم نم کھائی تو ہم کہاتے
ہزاروں یوں ہی قتل نشانے کھاتے ہیں	کوئی گل سا شک گلزار ارم کھائی تو ہم کھا

[illegible]

آج کیا جانین کہ میخانہ مین کیا پتھر ٹوٹے
ہین کہین ٹوٹے ہوئے شیشے کہین ساغر ٹوٹے

کیا غضب ہی کہ اوس قاتل کی شمشیر نگاہ
دیکھیے بجلی یہ کس پر او دل مضطر ٹوٹے

کرکے پرسون گل کا دعوۂ ابھی لے نہ وہ
ہمنشین انصاف کر تو بلبل کیونکر ٹوٹے

سبزۂ خط تیرے ہنسکو کیا ہی مشکل
شور محشر سے نہ ہو ...

اوسکی چین بر وسے پر خشم سے بصر دیکھکر
کہتے ہین اس کیا بانی ہین ابرو پر ٹوٹے

ہوگئی اشکو نمکی لیٹ استقدر ہم سیر چشم
آنکھ اوٹھا کر بھی ... ساغر ٹوٹے

کیا کہین کس شکل مین ... ہین فرشتہ کی آنکھ
کرتے تھے اختر شماری ...

ہوگا کیا حاصل جو ہوگی برد سیر کی خراب
دیدۂ تر سے ...

کیا کیا جائے کہ ہے کیسی مصیبت عشق کی
اسکو جانے تو وہی جان کہ جسپر ٹوٹے

شاید ... شور ... سنگین کوہ
کوہکن کی عقل پر کیا جانے کیا پتھر ٹوٹے

کوچۂ قاتل مین قدم رکھنا سنبھلکر ای ظفر
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہین لاکھون سر ٹوٹے

بادۂ عشق اور ہے اسکا خمار اور ہے
اسکا چڑھا اور ہے اوسکا اوتار اور ہے

بازیٔ عشق پاسکے کیونکہ ہر اک قمار باز
اسکی تو جیت اور ہے اوسکی تو ہار اور ہے

غمزہ کرے ہے صید دل ناز کرے ہے صید جان
اسکا شکار اور ہے اوسکا شکار اور ہے

گل کو ہو کیا مشابہت اوس رخ لالہ رنگ سے
اسکی بہار اور ہے اوسکی بہار اور ہے

پیار محبت آپ کو یون تو سبھی سے ہے مگر
ہمسے محبت اور ہے غیر سے پیار اور ہے

پلا دے ابرو پر خم کو تو ذرا قاتل	ہمارے قتل کو شمشیر اصفہان کیا ہے
الٰہی بند نہ ہو اوسکے تیر کا روزن	اندھیر دیکھ کا ہر دلکے تا بدان کیا ہے
نکلتے ہر بن مو سے ہیں سیکڑوں شعلے	جگر میں یہ تپ آتش عشق نہاں کیا ہے
جو ہو نہ کچھ وہ جگر زیر آسمان اپنا	تو شیشے شیشے کو ہووے وہی کہ آسمان کیا ہے
کریں نہ وہ جو ہمیشہ ستم کریں نہ وفا ویسے	ہمارے لئے وہ کی محبت کا امتحان کیا ہے

عجب نہیں جو کہیں الاماں فلک پہ ملک
ظفر غضب تری آہ شرر فشاں کیا ہے

گر نہ لکھوں حال دل میں ہاتھ اپنا تھام کے	جو پڑھے خط کو وہ رہ جائے کلیجا تھام کے
اوٹھتے اوٹھتے گر پڑا تیرا مریض ناتواں	گر پڑا تو وارہی عصا آہ اوٹھا تھام کے
ہیں خریدار اتنے دل کی زلف کاکل خال و خط	مول لی دل نے اپنا جنس یا سودا تھام کے
ہے دماغ اوسکا فلک سے بھی میری عرض	بانگ کیوں ہر کی ذرا وہ ماہ سیما تھام کے
تیری چشم مست کی گردش کو ساقی دیکھ کر	رکھ سکیں کیا ہاتھ میں ہم جام صہبا تھام کے
انتہا یہ ہے دل بیتاب تھم سکتا نہیں	تھم سکا جب تک سینے میں رکھا تھام کے

عشق کے کوچے میں تم رکھتے تو ہو اپنا قدم
ای ظفر لیکن ذرا پاؤں تو رکھنا تھام کے

جام و مینا پر تری آنکھیں شرابی نہ پڑے	میکدہ میں مجھے ڈر ہے کہ خرابی نہ پڑے
داغ دل دیکھ مری جیسے کہیں انگارے	دیکھے ہو وہیں سرد دکان کبابی نہ پڑے

ہم نئے ہیں آج اے صیاد کیا پکڑے گئے — بارہا چھوٹے قفس سے بارہا پکڑے گئے

تیرے کوچہ میں گئے خط جبیں سا پکڑے گئے — کچھ مرے بار وہ کو دل ہو دلربا پکڑے گئے

نکلے مثل نالہ زنجیر جب از زنجیر سے — پھر نہ ہم سودا کی زلف دوتا پکڑے گئے

زلفوں کو چھیڑا صبا نے ہے ہماری کیا خطا — ہم گرفتار بلا ہیں بیجا پکڑے گئے

تیرے جھونکے لینگے آخر زلف گل سب اوڑا — یہ نہ بادی چور اے باد صبا پکڑے گئے

جیتے جی چھوٹے نہ زندان محبت سے کبھی — ایسی ساعت سے تمہارے مبتلا پکڑے گئے

کیوں ہنسی تجھی اے صبا سنکر فغان عندلیب — کان گلشن میں گلوں کو جو صدا پکڑے گئے

کیوں وفا کی تم سے ایسی بلا میں پھنسے — ہم کبھی کے اپنے ہیں اے بیوفا پکڑے گئے

جیسے چوری کو تیری زلف یار میں جاتی ہے دل
حضرت دل آج ظفر اچھا ہوا پکڑے گئے

ہم جو ہیں یاد ترا جلوہ قیامت کر گئے — سر پہ ہیں اپنی بپا آفت قیامت کر گئے

جو ہیں ہم سے ہم اونسے ہیں محبت کر گئے — جنکو الفت نہیں ہم اونسے ہیں الفت کر گئے

خاک میں اونکو ملانا تھا ہمارا منظور — دور کس طرح سے وہ دل کی کدورت کر گئے

کر گیا خاک تو ہیں وہ سنہ پہ ہمارے کر لینے — شیفتہ تماشہ ہیں تو کیا کیا ہیں ہیبت کر گئے

ہیں پس از مرگ بھی اپنے الم و رنج رفیق — آفریں اب بھی نہیں ترک رفاقت کر گئے

ایسے مانوس ہیں وحشی تری تنہائی سے — اپنے سایہ کو بھی ہیں دیکھ کے حیرت کر گئے

کیا کہیں تجھ سے کہ کس طرح سے ہم رو رو کر — شب کس طرح سے ہیں شب فرقت کر گئے

وہ رشکِ گل چمن میں اگر بے نقاب ہنسے
پھر سنہ ہی کیا جو غنچہ کوئی کھلکھلا ہنسے

کرتا ہے چارہ جسپے مریضِ فراق کا
کیونکر نہ چارہ ساز پہ میری قضا ہنسے

خندان ہے یون خراشِ جگر سے خروشِ دل
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ہنسے

بارش کے وقت چمکی ہے بجلی بھی پیشتر
رونے پہ میرے برق وش تم بجا ہنسے

ہو جائیں کیونکہ انجمِ شب تاب بے فروغ
ملکر مسی جو دانتون میں وہ مہ لقا ہنسے

نے گل کو یان ثبات نہ شبنم کو ہے قرار
کیا رووے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے

پروانے کو ہے عشق میں جلنے سے اپنے کام
پروا نہیں کہ شمع ظفر روئے یا ہنسے

وحشت لغت میں چلیے گر خار و خس کو توڑ کے
آسمان ٹھہرا ڈیا رے بلہوس کو توڑ کے

لپٹے تار جیب و دامن سے فقط توڑے نہیں
توڑ ہیگا اے جنون تارِ نفس کو توڑ کے

گر اسیرونکو نہیں صیاد تو چھٹکارا ہے
تو نکل بھاگینگے وہ اک دن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب سخت ہے لیمری بانگِ جرس
ڈھب ہے تو پھینکدون ہم جرس کو توڑ کے

دیکھ خالِ روئے ساقی کہتے ہیں آنسے مست
کیون جمایا ہے تو نہیں پر مگس کو توڑ کے

تو ذرا سے نعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب لیجائینگے اک دن اس کو توڑ کے

تیرا نالہ کیا عجب گر گنبدِ افلاک سے
پھینک دے خورشید کے زرین کلس کو توڑ کے

اشک شال ز شیشہ جام سبو توڑ کے لوبیان
رند بھی چھوڑ رہی ہیں بست عسس کو توڑ کے

بات ایسی بدزبان سے کیا کرے کوئی ظفر
دے جو کہ اسا جواب اک بار دس کو توڑ کے

[illegible]

لکھا ہی جو ہاتھوں میں جسکی بھراج کیا جانے
لکھا تقدیر کا ہی کہ اوس لوح خط کی محفل میں
کبھو کرتا گریباں چاک و سینہ زنی گاہی
دل بنا ہی ہیت کا فرشتے سے ہرگز نہ بنتا
نہ ہرگز درخت زندگی زمین بند زندگی جیاتا

کر نگا فوج کس کس کو وہ خونخوار انیں یا تجھو
کرین یوں خیال کو سی چاک اغیار انیں یا تجھو
بڑی فرقت میں سینے میں ہی کار انیں یا تجھو
لگے میں ہنسے سینی آپ نار انیں یا تجھو
ترو تی بدنام وان جاکر یہ مردار انیں یا تجھو

ظفر اوس یار کی یہ گل کا تقصیر اب تمیں چھوڑو
یہ جو تی اپنی انکھوں میں ہو کیونکر خار اپنی یا تجھو

[illegible]

پاس اب کر دی کسی کا یہ ظفر دیدہ کی
[illegible]

[illegible]

دیکھا جو ماہ نو کو تو ابرو کی تیغ کھل گئی
آنکھوں میں اپنی عمر بدہ جو آ کے پھر گئی

خالِ لب پہ لاکھ بار ہمیں انتظار میں
اے ہمت غفلت یا نہ تو آ کے پھر گئی

عارض کی روبرو تیرے ماہ دو ہفتہ پر
اپنی طبیعت آئینہ رو آ کے پھر گئی

تدبیر گھر میں یار کے جانے کی اے ظفر
آئی بھی گر سمجھ میں کبھو آ کے پھر گئی

نہیں و نام اگرچہ گریہ یعقوب سے کم ہے
نہ میرا صبر حضرت ایوب سے کم ہے

وہ احمق ہیں سمجھتے جو نہیں محبوب کا رتبہ
ہر اک محبوب تھا لم اوس ہی محبوب سے کم ہے

نظر میں اونکی ہے نقصان جو کہتے ہیں وہ زیادہ ہے
قمر کو ہم نے دیکھا اوسکی روئے خوب سے کم ہے

بہشت شیریں ہے گو صحبت تجھے غیر یا ذہی لیکن
جو ہے مرغوب خاطر انبیا اوس مرغوب سے کم ہے

شراب ناریسی گو انکھڑا و نکی سرخ ہو لی ہے
دم گریہ ہماری چشم پر آشوب سے کم ہے

ہمارا اوس صنم کا عشق بس اتنی ہی جانی ہے
کہ اور آگاہ کوئی طالب و مطلوب سے کم ہے

زمین مغلوب ہے گو آسماں ہے گو ظفر غالب
نکلتا کام پر اوس غالب و مغلوب کے کم سے ہے

خواب تھا جو زندگی جا دو چشم میں کٹ گئی
ورنہ ساری عمر اپنی رنج و غم میں کٹ گئی

حاصل عمر ابد اے خضر ہم سمجھے ہے ادھر
جو گھڑی آرام سے بزم صنم میں کٹ گئی

وصل میں ہجر میں بجا و میں خاک کرے ہیں ہم کھلا
رو و گھٹتے ملتے ہو گئی شب اور نہیں ہم میں کٹ گئی

ستے پر سو نہیں لکھو تجھے نہ کر اتنی تو جستجو
وہ عبارت تیرے قلم ہاں یکدم میں کٹ گئی

[illegible]

وہ بھی قد جو دکھا دیوے تو ذرا فندق یا
پھولے گل مہندی کی اگتی سرو گلستاں کے تلے

دل سیپارہ کو رکھ کے تو لبوں پر اپنے
دیکھنے پر رحل کے سیپارہ سی قرآں کے تلے

شاخ صندل میں لگا سیب ہو اطرفہ طلسم
بیٹھے وہ ہاتھ کو رکھ کر جو زنخداں کے تلے

دیکھ اے دست جنوں پردہ نگہ عشق کا فاش
داغ سینے کے ہیں پوشیدہ گریباں کے تلے

کبھی آنو پنہ ہے سیماب کبھی سینہ پر
ہاے وہ ہاتھ کہ تھا گردن جاناں کے تلے

حسرت آہ سے طاقت پرواز کہ ہم اڑ نہ سکے
گر کے بیٹھے ہیں گلہ کیجے دیوار گلستاں کے تلے

رخصت وحشت میں ہیں آب سو وہ ہیں ارد گرد مجنوں
بید مجنوں کے تلے نخل مغیلاں کے تلے

اے ظفر ہوتی ہے مسجد میں جماعت کی نماز
صف مژگاں ہے کہاں ابروئے جاناں کے تلے

شیریں تو ہے بات اس کی دہن میں سے نکلتی
ہے زہر کی بو لیک سخن یاں سے نکلتی

آسوختہ جانوں کی سر گور کہ اب تک
ہے بوئے کباب اور نکی کفن میں سے نکلتی

چمکے ہے سر چہرہ تری یوں قرص شتاب
جوں روشنی ہو سیاہ سے کے من میں سے نکلتی

لٹ زلف کی لہراتی ہے یوں سبزہ خط پر
ناگن کوئی جیسی ہو چمن میں سے نکلتی

بل بل تپش عشق کہ آگ شب و روز
ہے میرے مسامات بدن میں سے نکلتی

جب تک ہے صفائی نہیں کچھ کھلتی برائی
ہے بات بری کج و محن میں سے نکلتی

بوسہ وہ اگر دیویں ظفر لے لو ہے بہتر
ہے لو ہی بہی سیب ذقن میں سے نکلتی

گردن کیا یاد زلف لربا جاتی نہیں جاتی
نہیں جاتی تا مرے دل کی پریشانی نہیں جاتی

[illegible]

[illegible]

نشے میں ہوش کسی کو جو حساب یاد رہے
لیے ہیں بوسے رخ بے نقاب کے کتنے

شب وصال ہیں چھلکا دو جام مے ساقی
کہ منتظر ہیں مہ و آفتاب کے کتنے

نشے میں اور بھی سنتے ہیں چھیڑ چھیڑ کے ہم
کہ پاس بیٹھے ہیں اون بے حجاب کے کتنے

سوال بوسہ پہ دیتے طرح طرح سے ہیں جواب
گڑھے ہیں گھڑ کے بہت جواب کے کتنے

بلا نہ جیسے مرض کا طبیب کو نسخہ
اولٹ پلٹ کیے اجزا کتاب کے کتنے

نہ آیا نام حق اوس غیرت گلستاں کو
ورق پڑھے ہیں گلستاں کی باب کے کتنے

نہ آئے ہوش میں اتنی ہوئی تھی غشی ہمکو
لنڈھائے شیشے بھی منہ پر گلاب کے کتنے

خدا ہی جانے ظفر ان بتوں کی الفت میں
رہے ہیں کاٹتے ہم دن عذاب کے کتنے

ظفر کہتے ہیں بندہ پاک ہیں ہم سے خدا کہتے
تو ہمکو بھی نہیں ہم خدا جانے ہیں کیا کہتے

لگے رہتے ہیں ہر دم پاس تیرے رقیب اپنے
اگر پاتے تجھے تنہا تو کچھ ہم مدعا کہتے

کہے مقصد دل اپنا کہ آگے اونکے دم مارے
جو بیجا بھی وہ کہتے ہیں سب اونکو ہیں بجا کہتے

سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات اپنی
خدا جانے کہ ہم حضرت ناصح ہیں کیا کہتے

یقین ہے غرق آب شرم ہو جاتی تا
اگر ہم جوش گریہ کا کچھ اپنے ماجرا کہتے

تمہارے زخم ای قاتل اگر سینہ میں زبان رکھتے
مقرر ہے تجھے شاباش کہتے مرحبا کہتے

بلا سے گر عدو ہمکو برا کہتے ہیں کہنے دو
ظفر منہ سے نہیں اپنے کسی کو ہم برا کہتے

[illegible]

یاد خدا جو اپنی سمجھتے ہیں زندگی | ہر بار اوسکی موت ہیں مرجانا چاہیے

جانان سے جان عزیز رکھے جو اے ظفر
ہم ایسے آدمی کو ہیں مردانا جانتے

دیکھے ہیں دونوں کو آئینہ میں میری نظر سے
ایک ایک شریک اپنے ظفر دیدہ تر سے
دندان دہن رخ میں ہاں سیمبر کے
تاروں سے ستاروں کو جو ہے کہکشان کی نسبت
گردونیہ بتاتی ہیں جبین انجم شب تاب
کب ہاتھ میں چھپا تیری ریشم کا ہے کالا
کس واسطے دیکھیں سر گردوں پہ نوکو
تا ملک عدم جسکیہ پہونچتے ہیں نفس میں
خاک وفا کی اکحل بصارت ہو شب کیا
چمکائی ہزار آپ کو خورشید قیامت

نالے ہیں آہ کی نظر گفتگو کرتے
بہتر ہے ستہ نزدیک یا د صبح سحر سے
کیا در چشم نالہ ہیں ہیں پڑے ہیں گہر سے
سر ناخن پا کو بھی نسبت بہت ہے قمر سے
اس آہ شرربار کو ہیں چنگ شرر سے
یہ سانپ ہے لپٹا ہوا صندل کا شجر سے
کیا ہو وہ بہتر ہیں لب زخم جگر سے
کیوں نہ چھپا آپ ہیں ایسا سہل [illegible]
کرتے جو ہو چہروں تری شمشیر نظر سے
ہمتاب ہو کیا تاب مری داغ جگر سے

بے ذوق ورا بلغت ہیں شعر و سخن میں
اس مرتبہ کو کوئی پہونچتے ظفر سے

اوٹھتے ہیں سینے سے حسرت دل [illegible] جیسے
ہمیں ہیں تمام [illegible] نہیں لے [illegible]

کوئی اود آتا کیا تم جیسے ہم جیسے
ہمیں ہی [illegible] ہو وہ دم جیسے

[illegible]

لڑوا کے ہمنے غیر سے اوس خانہ جنگ کو — کیا خوب آج واہ لڑائی کی سیر کی
دیکھا نہ ہمنے کوئی بھی کافر ترے سوا — اس بتکدے میں ایک خدائی کی سیر کی

دیوان سے تیرے دیکھا نہ بہتر جو اے ظفر
دیوان انوری و سنائی کی سیر کی

کسیکی شکل تمھاری نہیں برابر کی — نہ طرز اے مہ زہرہ جبیں برابر کی
ہمارا نالۂ پرشور دصور اسرافیل — ہے چوٹ ایدل اندوہگین ابر کی
بنائی دامن ابر اپنے جوش گریہ نے — جو چشم تر کی ذرا آستین ابر کی
ہے توڑ پھوڑ کر اک ایک سقف اور دیوار — ہماری گریہ نے اے ہمنشین برابر کی
تمھارے وحشیوں نے اسقدر اڑائی خاک — کہ چند روز زمین بالکل زمین ابر کی
جو ٹھی ہوئی ہیں آج وہ دونوں ابرو ترے صنم — عجب ہے جوڑ ہے اے ہمنشین برابر کی

بدل کے قافیہ لکھو غزل اک اور ظفر
مگر ردیف ہو ساری یونہیں برابر کی

جبھی مرا سے محبت ہو کر برابر کی — وفا ہو دلمیں اودھر اور ادھر برابر کی
ہمارے داغ جگر اور آہ کی ہو گی — نہ کوئی سیف نہ کوئی سپر برابر کی
فروغ دیتا ہے خورشید کو مرا یوں داغ — کہ مہر و ماہ میں جیسے نظر برابر کی
جنون میں کم نہیں مجنوں سے کیا عجب ہے کہ ہو — ہماری اوسکی ملاقات گر برابر کی
ہمارا عشق اور تیرا حسن اے پیارے — جہاں میں ہونگی سبکی خبر برابر کی

[illegible]

دکھاتی ہے جو شمشیر تغافل اپنی زبردستی
نہیں سستی تمہاری کام کچھ آتی ہے سستی

اگرچہ کیسا ہی ہو پہلوان ہے زیر ہو جاتا
نہیں پیش اجل چلتی کسیکی ہے زبردستی

کوئی مار سیہ لپٹا ہوا ہے شاخ صندل میں
کہاں ہے یہ سیہ جو طرہ تری ہے سنبل دستی

جو اوس کی عرق آلودہ کاکل کھینچ دے نقشہ
تو ہے معلوم اے مانی ہیں کچھ تری تردستی

ہیں جی چاہتا ہے ہاتھ پھر رنگ گل کے ...
عنایت کیجے چھیلا ہیں اپنا اگر دستی

تقاضا ہے جو جیسے کہ لا لگتا ہے دل اوسے
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہے اوسکا نامہ بردستی

غلط ہے کہتے ہیں جو کہتے ہیں خط کہکشاں اوسکو
کہ یہ تیغ سپہر کی ہے جو یہ تو اے ظفر دستی

ہو گیا زلف سیہ کا کسکی یہ سودا مجھے
اک نظر آتا ہے ... ... کا سا مجھے

ہو گئی الفت ... دریا ڈبو گیا مجھے
روز دکھلاتی ہے چشم ... ... مجھے

جان تیری دوستی کا جو دھر سالکیا مجھے
جب ... ... نہیں ... ... مجھے

خندہ گل کیا خوش آئی مجھکو صحن باغ میں
نالہ ... آتا ہے تیرا بلبل شیدا مجھے

ہو کر روپوش آہ ... حسرت ... میں
اوس بت ترسا خدا کو ... ترسا مجھے

عشق میں ... خیال ... کہ کھا دن گل ... ہیں
حلقہ چشم ... چھپا ... چھلا ... مجھے

... کی ... ہے کوئی کافر بلا
مارتی ہے ... شب کا ... مجھے

قطعہ

خواب میں ... ماہ شب کو ہم کلام
... مجھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو آئے سے ہے دل صبح کی ظفر آواز
شب وصال میں ہم تم کو نیند پل پڑتے

سلام

باندھی کمر ہے شہ نے شہادت کیواسطے — امی مجرئی شفاعت است کیواسطے
سر کٹا اور ہی جناب ہدایت مآب کا — بلوائے گھر سوں نے ہدایت کیواسطے
کھانا اگر نہ تھا تو پانی سے آب تیغ — مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے
زین العباد دابر وسے وو جہان ہے — در یتیم بحر امامت کیواسطے
جاتا ہے ہاتھ دھوپ میں پیا سا بہ سینہ یا — کوئی نہیں ہے جائے قیامت کیواسطے
کر تشنہ آب خنجر و شمشیر سے وضو — شبیر قتل گہ میں عبادت کیواسطے
روح نبی و روح علی روح فاطمہ — تھی گرد لاش شہ کی حفاظت کیواسطے
شبیر سے یہ عرض کی حر نے کہ یا امام — آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کیواسطے
گر حکم ہو تو ہو میں بھی آپ پر فدا — حاضر ہے جان تم سے ہی نصرت کیواسطے
کیجئے نہ اپنی دولت ایمان دین لعین — دنیا میں چند روز کی ثروت کیواسطے
اے دل غم حسین میں شور ابر سرشک — شربت ہے تشنگی قیامت کیواسطے

رکھو نظر یہ لطف و عنایت کی تم ظفر
شاہا جناب شاہ ولایت کیواسطے

[illegible]

بگڑی بنائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	غم سے رہائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
کلمے سے ہوں معاف گنہ تمنے جو قصور	کلمے سے ہو نصیب تمہیں قہر حق سے دور
کلمے سے رہوے منہ پہ تمہارے ہمیشہ نور	کلمے سے ہووے دل کی سیاہی تمہاری دور
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو	کلمے کو ابر دین کی رحمت تم جان لو
کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو	کلمے کو تم راحت و آرام جان لو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
ایمان کو تمہارے ہے کلمے سے تقویت	کلمے سے ہو قوی تمہیں ایمان بشفقت
کلمے سے ہووے جلوہ نما حسن عاقبت	کلمے سے آئے دل کی نظر تو یہ معرفت
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
ہو دو جہاں میں کلمہ کی برکت سے دل غنی	ہو دو جہاں کو کلمہ سے تکلیف سے بچا
ہووے اندھیری گور میں کلمہ سے روشنی	ہر صفات کلمہ اک اثر پاک دائمی
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
کلمہ تمہارے واسطے ہے دافع بلا	کلمہ تمہارے حق میں ہے ہر درد کی دوا
کلمے کو مشکلات میں سمجھو گرہ کشا	کلمہ کرے ہے تمہارے دل کو شفا
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان حضرت عطار

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور بحسن انطباع مطبوع شد

بسم الله الرحمن الرحیم

بجهت آسانی عذاب گور بعد از نماز فجر سه بار بخواند

بی حجابانه درآ از در کاشانهٔ ما — که کسی نیست بجز درد تو در خانهٔ ما

گر بیائی بسر تربت ویرانهٔ ما — بینی از خون جگر آب شده خانهٔ ما

فتنه انگیز مشو کاکل مشکین مگشای — تاب زنجیر ندارد دل دیوانهٔ ما

مرغ باغ ملکوتیم درین دیر خراب — میشود نور تجلای خدا دانهٔ ما

با احد در لحد تنگ بگوییم که دوست — آشنائیم تو ولی غیر تو بیگانهٔ ما

گر نکیر آید و پرسد که بگو رب تو کیست — گوییم آن کس که ربود این دل دیوانهٔ ما

منکر نعرهٔ ما گو که بیا عربده کرد — تا به محشر شنود نعرهٔ مستانهٔ ما

شکر لله که نمردیم و رسیدیم بدوست — آفرین باد برین همت مردانهٔ ما

محی بر شمع تجلای جمالش میسوخت
دوست می گفت زهی همت مردانهٔ ما

ای بلبل شوریده و دیوانه توئی یا ما — جویای رخ خوبی جانانه توئی یا ما

تو عاشق گلزاری من عاشق دیدارم — در درد فراق او مردانه توئی یا ما

تو در قفسی و ما در خلوت خود تنها — ای گوشه نشین مست دیوانه توئی یا ما

در فصل بهاری از عشق جمال وی — با نعرهٔ فریادی مستانه توئی یا ما

عشق تو با بلبل اندر رگ و پی زنست — آن باده کو آنرا پیمانه توئی یا ما

تو چون گل و ما جز دوست چیزی چو نمی بینیم — از غیر حبیب خویش بیگانه توئی یا ما

تو زخم خوری از خار ما را بکشد بردار — آیا بزبان خلق افسانه توئی یا ما

تو عاشق و ما عاشق دم در کش حاضر باش — ورنه بخدا امروز در خانه توئی یا ما

گویند که گنجی هست اندر دل هر مست — از بهر چنین گنجی ویرانه توئی یا ما

محی به گلستان شد با بلبل نالان
کای بلبل نالندهٔ جانانه توئی یا ما

در غم عشق تو زان بگذشت کار دل مرا — کز وفایت کم شود یک لحظه کار دل مرا

خار غم او گشت گلشن کز غم تو هر زمان — بشگفد صد گونه گل از خار خار دل مرا

بر دلم باری حوالت کن غم و اندوه خود — چون توان کردن که کردی غمگسار دل مرا

ماهی کو بر کنار افتد ز دریا چون بود — همچنان باشد بلا دور از کنار دل مرا

آنکه روز م شد سیه باشد ز بیصبری دل — تیره تر باد از روز م روزگار دل مرا

باد آمد روز هجران ناله کن یاری دل — چون تو بودی و فراق یار یار دل مرا

[illegible]

چند چون محیی کشد دل درد تو آ انتظار
سوخت همچون سایه بر ره انتظار دل مرا

[illegible]

گر نداری آرزوی وصل جانان جان مرا — زندگی بگذاشتی بی او غم هجران مرا

سر و من آغشته در اشک جگر گون منست — خار غم گر باغبان نگذاشت در بستان مرا

نیست فرقی در میان شخص من تا سایه ام — بسکه در آتش فگنده این دل سوزان مرا

حال من چون پیر کنعان شد کنون چون بیمت — بسکه آمد سیل اشک از دیده گریان مرا

جامه جان چاک شد در وادی عشق و هنوز — هر طرف صد خار غم بگرفته در دامان مرا

همچو من یارب که گردی بی نصیب از وصل یار — اینکه و انداختی از صحبت جانان مرا

اینکه با مردم مدارا میکنم از بهر تست — ورنه کی پروا بود از قول بدگویان مرا

[illegible]

خانه من گلخن و فرش من از خاکستر ست — تا که چون محیی بخوانی بی سر و سامان مرا

باز دگر صبح سعادت دمید / زانکه صباح است کنون شام ما
زان می قتال که دارد خدا / از دل شب ریخته در جام ما
باز می عشق بسی خورده ایم / تا چه شود خواجه سرانجام ما
هیچ بلا نام ز خلق نیست / تا سر دفتر نبود نام ما
از دل هر ذره ما بشنوند / زمزمه عشق دلارام ما
تا ابد ای دوست حلاوت دهد / چاشنی درد تو در کام ما
عاشق دیوانه و مستیم از آن / درد پیاپی رسد انعام ما
از شرر شعله عشق دوست / سوخته شد ظاهر اسلام ما
خواری خلقان جهان میکشم / تا چه کرم حق کند اکرام ما

ردیف

محی به محبوب نظر کرد و گفت
باز بر آمد قمر از بام ما

ب

من همچو آذر از برون بت میتراشم روز و شب / و اندر درون همچون خلیل الله گویم این عجب
وز بتکده با این بتان با آنکه هستم همعنان / نور خدا بینم عیان حیران اویم روز و شب
بشنو تو ها و هوی من بنگر تو رنگ و بوی من / بشگافت یک یک موی من بی تو بدرد روز و شب
آن سحر بالا کیست آن کز وصف او لالست زبان / در عشق او دیوانه شدم ترک و تاجیک و عرب

هر گه که سلطان جهان خواهد که بیند روی خود | از اولیایان مملکت آئینه بیدار و طلب
وقت تجلی خدا در رقص آمد کوه طور | اندر دل سنگین سنگ از بسکه پیدا شد طرب
در محفل جنت تو حق بیند هر جام طهور | نی باده وا از وز رنگ و بو نه جام دارد کیف لب
من عاشق خود خواند نزدیک خود بنشاندمت | جز فضل بی پایان من این را ندانی تو سبب
اشتر که بینی مست شد پرواز از ره جسم خود | وز غایت مستی برو سر در شو کوه و حطب
او معصیت را از کرم طاعت کند در روز حشر | رحمت کند بر عاصی کو شد سزاوار غضب
آن یوسف کنعان عجب گر نیست در بازار مصر | کین جمله بازاریان اندر فریاد و شغب

[illegible] بدرگاه ذوالجلال

محی چراغ روشن است اندر دلت از نور حق
نی کوکب دریست چون این دل تو قندیل حلب

[illegible]

بنده اگر بنگ خوردی ور شراب | توبه کن آمرزمت بی پیچ و تاب
گر خطا کردی بگوید کرده ام | تا کنند جمله خطا را من ثواب
کی حساب آن گدا گر دست شاه | کو خورد در مطبخ نته نان و آب
بنده ما ای روا اندر شرع ما | بنده هر چه کرد بر خواجه است خواب
خصم دامنگیر را راضی کنم | روز حشر از تو دهم بر او ثواب
در دل شب تا که گوئی ای خدا | من ترا بیداری سازم ز خواب

چون ترا سلطان گرفت اندر پناه — غم مخور از هیچ ملک از انقلاب

ما ترا از بسکه میداریم دوست — وارهانت از عشق خود دائم خراب

از عذابم چند ترسانی مگوی — دوست هرگز دوست را کرده عذاب

تا که حسن و ناز با ما کم کنی — گاه گاهی میکنم بر تو عتاب

وقت روی تست این دیدار من — وقف ذره کرده ام من آفتاب

تو ز دوزخ ترسی و دوزخ ز من — بس مکن از ترس دوزخ اضطراب

در جهنم گر روی من گویمش — تا ز تو نی هیچ سوز و در کتاب

من کنم آمین دعاهای ترا — من دعاهای تو سازم مستجاب

[illegible]

محی را آندم که آمرزیده ام
هیچ موجودی نبود از هیچ باب

[illegible]

از جمال لایزالی بر نداری گر نقاب — عاشقان لاابالی را بماند دل کباب

صد در جنت گر بود بی دوست در قعر جحیم — خیمه های عاشقان بینی طناب اندر طناب

قاصرات الطرف عین باشند حوران بهشت — هر که شد کوته نظر گو سوی ایشان میشتاب

عاشقان نی حور خواهند نی بهشت از بهر آن — فارغ اند از کتخدائی خانمان کرده خراب

پرده محشر بدرند عاشقان چون از لحد — سر بر آرند با دل بر آتش چشم پر آب

بادل مجروح میگریند وی گویند کو	آنکه کرده وعدهٔ دیدار خود روز حساب

ردیف الشین المعجمه

بی تماشائی جمالت محی گوید روز حشر
در صف بیگانگان یالیتنی کنت تراب

گر تماشای جمال حق نباشد در بهشت	بر کنند مستان حضرت قصر ها را خشت خشت
حق تعالی چون دهد بر بندگان جام طهور	کاسه لیسانیم و آن کاسه خواهیم از بهشت
بر درخت دل امید وصل تو کردیم وصل	در دو عالم غیر از این ما را نباشد هیچ کشت
یکسر موی نباشد خالی از سودای دوست	در سر این سوداست تا ما را نباشد سرنوشت
آنکه شد سر رشته بخت همه در قبله اش	تا گلیم بخت ما را از کدامی نیک و زشت
تا نه بینم دوست را این حلهٔ پوشم سیاه	از میان حلهای رنگ رنگ اندر بهشت
از سجود بت مرا کافر مگو دیوانه ام	سجده میکردم ندانستم که کعبه است یا کنشت
چون روا دشمن چشم عاشقان مجنون دوست	زانکه از لا یعقلی مجنون نیند خوب و زشت
کی مشام جان مشتاقان معطر میشود	گر نباشد بوی محی در جنت عنبر سرشت

محی میگفت آه من چاره چه سازم چه کنم
دل برشته در بلای عشق او جان را بشت

سعی صد و شصت نظر را تبه بنده ماست	بنده را مرتبه بنگر ز کجا تا به کجاست

بیوفائی مکن وازدر ما دور مرو — زانکه ما را ازازل تا ابد با تو صفاست

روی تا شسته چه چین شده از چرک گناه — آب گرمی که از و شسته شود رحمت ماست

هم بدست تو و هم نامهٔ تو روز حساب — تا نداند کس دیگر که درین نامه چهاست

یک نکوئی ترا ده بد هم در دنیا — باز در آخرت آن ہفتصد ہفتاد تراست

گر بدی از تو بر آید به کرم عفو کنم — اینچنین لطف و کرم غیر من بنده کراست

تا ر وز رخ چه کند با تو چه اثرسی ز تو — ظاهر و باطن تو چون همه نور خداست

هر چه خواهی بطلب تو ز من و شرم مدار — بر من ای بنده اجابت بود بر تو دعاست

تو ز من هیزم و شیر و نمک و دیگ بخواه — من وکیل تو ام از من بطلب هر چه سزاست

من عطا کرده ام ایمان عطا کرده خویش — کی ستانم ز گدائی که برا و صدقه رواست

با تو ام من همه جا تر من تو از شیطان حیست — چو پناهت منم ابلیس بیا گو که صلاست

[illegible]

بیوفائی همه از جانب تست ای محیی — ورنه از ما که خدائیم همه مهر و وفاست

[illegible]

تا شسته ترا روییت نی آب ترا نی دست — نی هیچ کسی جز حق شوینده او دیت هست

جام می عشق حق در کش تو اگر مردی — تا مست خدا میری در گور روی سرمست

هر صوفی و صافی که بود دست ریاضت کش — او زله مردانه از خوان جهان بربست

یوسف که برادر را بدنامی و دزدی داد
در خلوت خاص خود با او چه سبب بنشست

بر بسته دگر باشد و بر بسته دگر اید وست
بر رسته کسی باشد کو دوست بدو پیوست

تا عقل مصاحب شد با دل غم و محنت دید
هم صحبت عشقش شد و از جمله غمها رست

[illegible]

سر تا القدم محی پیوسته جراحت هست
چون در همه عمر او را یک وزنه بند دوست

[illegible]

عمل من همه عمر از چه خطا افتاد وست
چه عجب چون سر کارم بخدا افتاد وست

بچنین دست تهی و صل خدا می طلبم
تو بمن گو که چنین کار کرا افتاد وست

خجلم تا بقیامت چه بگویم هیهات
که میان من و تو دوست جدا افتاد

نظرم جذبه کمال کرم حق نه بود
همه کارم همه عمر از چه خطا افتاد وست

تو بمن لطف و کرم کرده که تنهائی دوست
کرمت بخشش همه کس همه جا افتاد وست

نظری کن بعنایت تو درین آخر عمر
سوی این بنده که در عین بلا افتاد وست

به من از خوف بگو تو مکن نومیدم
که از و بخشش گنهگار رجا افتاد وست

بتو دست کنج بحد گفت خدا از سر لطف
که بگیر روی به تو خاک چرا افتاد وست

بر زمین دل هر کس بنشاند تخمی
بر زمین دل ما تخم وفا افتاد وست

بخدا در نظر محی تو پیوسته دولت
طالب نعمت و محبت فقرا افتاد وست

گنه کردی بگو کردیم ای دوست | که لهٖ از کار بد این توبه نیکوست

گنه کردن اگرچه خوی تو گشت | ولی عفو گناهت هم مرا خوست

تو شب بر خاک رو میمال می نال | که آن نالیدن داریم ما دوست

نفسهای گنهگاران تائب | مرا خوشبوی تر از مشک خوشبوست

چو فضل ماست پشتیبانت ای پیر | چه غم داری اگر پشتت دو تو است

کسی کز وی بتر نبود بعالم | ندا لاتقنطوا در باب اوست

بنعمتهای جنت پروری مغز | ترا یا استخوان گر خشک شد بد خوست

چو رحمان بر تو نیکو هست غم نیست | اگر شیطان بدست و یا تو بد خوست

[illegible]

نمیرد ماهی دل هیچ هرگز
زلال رحمت حق تا درین جوست

[illegible]

پیروی شیطان بیکباره بس بیرد است | پوستین دادن بگاذر کار مردی ابلهاست

گرچه شیطان زعفران بسیار ریزد از نمک | کی بریزد پیش حیوانی که قوت او کاه است

در صباح آن مردار و خورده باشد با گاه | تو پناهت در نماز شام بس آگاه است

آن توئی اندر جوانی کله خشک از غرور | وقت پیری خر خرفت گشتی و پشت دوتا است

گر دیی از مردن فراموشی کنی دائم گناه | یاد مردن توبه کردن زولی تو گمراه است

گفته اند گردی و مردی نیستی مرد خدا / در ره دین گرد گرد و سر که او مرد هست
در درون گر نایه زاست از برون نقش و نگار / لائق این گرسنه میدان که سر کرباکه است
شاه در خرگاه باشد تا بود خرگاه شاه / در خری باشد دران خرگاه نیو خر است
مومن بیمار دق چو از سر پوست می اید برون / وان منافق پیشه مانند پیاز توتو است

محیی هرکس در جهان کردست کاری اختیار
کار درویشان بدرگاه خدا شین ابد است

آه دردآلود هر دم جان جانان را بسوخت / سینه مجروح هر مجنون شیدا را بسوخت
در جگرهای کباب این آه من زد آتشی / آه زین آهی جگر سوزی که لهارا بسوخت
با مدرس گفتم از سوز دل خود شمه / آتش اندر جانش افتاد و سر و پا را بسوخت
پیش یوسف گر رسی روزی بگو ای عزیز / آتش عشق تو سرتا پا زلیخا را بسوخت
نوبهاران اشک ریزان جانب صحرا شدم / آه گرمم سبزهای کوه و صحرا را بسوخت

محیی تا دانست کان یاران بغفلت میروند
خرقه و تسبیح و مسواک و مصلا را بسوخت

با تو ای عاصی مرا صلح است هرگز جنگ نیست / زانکه عیزاز غم ترا اندر دل تنگ نیست
روی زرد خود بیاکن زانکه بر درگاه ما / هیچ روی به ز زردی زعفران رنگ نیست

در دل شها رسن گردن افگن توبه کن / بنده را پیش خدا از توبه کردن ننگ نیست

گر شراب و بنگ خوردی توبه کن الله گو / یاد ما کن چون دهانت پر شراب و بنگ نیست

ما بد بهارانه نیکویی بدل خواهیم ساخت / کار ما با بندگان بد بجز این رنگ نیست

در دل سنگین بدکاران امید فضل ماست / جای جوهرهای سنگین جز میان سنگ نیست

عاصیان دارند نظر با و ما بر عاصیان / ما چو کردیم آشتی کس را مجال جنگ نیست

پیشه لنگی که بار او گران افتاده است / سیر و دافتان و خیزان گرچه پیش آهنگ نیست

نیک مردان جهان گر چنگ در طاعت زنند / محیی مفلس ترا جز فضل حق در چنگ نیست

پای دل در کوی عشقت تا بزانو در گلست / همتی دارید یاران زانکه کاری مشکل است

من ندانم کین دل دیوانه را مقصود چیست / گو همیشه سوی سرگردانی من مایل است

فیل محمودی فرو ماند اگر بیند بخواب / بار سنگینی که از درد تو ما را بر دل است

ای دل آواره آخر چند میگویی مگو / اندران کوی که پای صد هزاران در گلست

همدم ما است محرم غم در ایام شباب / وقت عیش و نوجوانی چه خوش ما حاصل است

خود بخود گوییم سخنها چون بگرییم زار زار / محرم راز حریفان لابد اشک سائل است

محیی با این زندگانی گر گمان داری که تو / راه حق رفتی یقین میدان که فکر باطل است

گفتا کئی تو با ما گفتم کمین علامت
گفتا مگر تو هستی گفتم بلی ز جامت

گفتا چه پیشه داری گفتم که عشقبازی
گفتا که حالت چیست گفتم غم و ملامت

گفتا که چیست حالت گفتم که حال شاکر
گفتا کجا فتادی گفتم میان وامت

گفتا ز من چه خواهی گفتم که درد بیحد
گفتا که درد تا کی گفتم که تا قیامت

گفتا چه می پرستی گفتم جمال رویت
گفتا چه داری با من گفتم لسبی ندامت

گفتا چگونه بی من گفتم که نیم بسمل
گفتا چه چیز داری گفتم همه غرامت

گفتا چرا گذاری گفتم ز بیم هجرت
گفتا که با که سازی گفتم بیک سلامت

گفتا که کیست محیی گفتم همانکه دانی
گفتا نشان چه داری گفتم که صد علامت

غم مخوری که عاقبت جای تو صد جنت ست
روی تو دل تو تا ابد سوی رضای حضرت

غم مخوری که مرغ جان ز تنت همی پرد
منزل آشیان او مقصد صدق نیت ست

غم مخوری که این تنت چون بلحد فرو رود
خاک تن تو تا بحشر غرقه آب رحمت ست

غم مخوری که حق ترا از همه خلق برگزید
این ز جمال لطف اوست نه ز کمال خدمت ست

غم مخوری که روز و شب سعید شصت لطف حق
در تو نظر همی کند اینهمه از محبت ست

غم مخوری که هر کجا تو که تو لی خدای تست
در طلب خدا ترا بنده بگو چه زحمت ست

غم مخوری که عشق خود با گل تو هم سرشت — عشق خدای تو بتو همدم وصل خلقت ست

غم مخوری که با تو هست آن دگری بغیر تو — او نه تو هست و تو نه او گفتن او برخصت ست

غم مخوری که بی شراب مست و خراب گشته — محتسبان شهر را گو که شراب جنت ست

[illegible]

غم مخوری که حق ترا بنده خویش خوانده است — بندگی خدا ترا هیچی نشان دولت ست

[illegible]

می صافی طلب جانان که دردی کش کرا خوارست — تو از ساقی نشانی گو که این جا هست بسیارست

ازین سودای عشق آخر سرت بر باد خواهی داد — سرت چون میرود خواجه چه جای فکر دستارست

ز بر کعبه تر القدری برون میباید او در دل — چنین کار آید از دزدی سگ بد مستی که طرارست

در دکان هروی منادی کرد شب کردی — که شب غافل مشو خواجه عسس باز و هم بیدارست

چو سلطان یار دزدان شد شب تار وه تو دزد را — نه دست و پای میبرد نه زندانی نه دارست

بشارت داد آن سلطان بترسید آن تهیدستان — که گنج رحمت رحمان نثار هر گنهگارست

شب اندر خود که چون سلطان بجا سو میگیرد — کسی قفل شود زین سر که او شب گرد عیارست

به محشر چون شوی ها خر گناهانت بود ظاهر — بترس ای ان تو ای یا صاحب خداوند تو ستارست

چرا ای بنده غمگین چو از لطف و کرم آخر — ترا با عیبهای تو خدای تو خریدارست

خدا ای گوید ای بنده من آن سلطان بالطفم — که بر درگاه من هرگه که می آئی ترا بارست

برخ گر زرد شد عاشق نه یرقان باشد و نی دق	طبیب عاشقان داند که از بهر چه بیمارست
شراب عشق چندان خور که سر از پای نشناسی	که سرمستان حضرت را ز هشیاری بسی عارست
شتر چون مست میگردد دهانش از علف بندد	اگر مست خدائی تو چرا حرص تو با خارست
اگر مستی تو پا کوبان همی بری بیابان را	اگر هشیار مستی کی که راه کعبه پرخارست
ترا یک حج بود سالی ولی در کوی یار ما	گذارد هر زمان حجی کسی کو عاشق زارست
طواف کعبه کن حاجی مرا بگذار در کویش	که حج اکبر عاشق طواف کوی دلدارست

شهیدان را نمیشویند شهید دون مشو محیی
که اندر مذهب رندان کسی کو مرد مردارست

هر چه از سنگین دلان بر جان ما آید خوش است	گر وفا آید خوش و گر هم جفا آید خوش است
بشنوم تا چند بوی گل ز باد صبحدم	بوی او گر همره باد صبا آید خوش است
راضیم از هر چه پیش آید بدرد عشق تو	گر همه بر جان من درد و بلا آید خوش است
روز ایرا همچنین داری چو سر در کاسه	گر بجای قطره ها سنگ از هوا آید خوش است

عشق زیبا مینماید محیی هر کس را که هست
بوی گل گر زانکه از باد صبا آید خوش است

آنکه آتش افکند در خلق جانان من است	وانکه میسوزد از آن آتش همین جان من است

تا شدم دیوانه چشم قصر شه ویرانه است | کاسمان فیروزه از شاخ ایوان من ست
عشق ورزیدم میان امتی ای برهمن کین زمان | نقل هر مجلس حدیث عشق پنهان من ست
گر فلک خواهد که سازد خانهٔ مردم خراب | گو مکش زحمت که کاری چشم گریان من ست
آنچه در دم بگذرد باشد شبی وصل حبیب | وانچه پایانی ندارد روز هجران من ست

تمام شد حرف التا

مرو محی و سیه پوشید بر ماتمش
هر کجا ورقی بود اوراق دیوان منست

پانزده بار بخوانند

یا رب آن ساعت که خلق از ما بیارد هیچ یاد | رحمت خود کن قرین ما الی یوم التناد
نامهٔ نیکان شود پر طاعت آیا چون کنم | نامهای ما بدان چیزی ندارد جز سواد
اینچنین کالای پر عیبی که گردد رد ماست | گر نبودش روز بازارش بنا مت جز کساد
عید شد عیدی بر حمت در خداوندا بما | ور تو ندهی از که جوید بندگان نامراد
رد مکن یا رب تو مارا چون بها زارلست | عیبهای ما همه دیدی و کردی نامراد
شب بسر گردان اندازم بگیریم زار زار | از غم عمر عزیز خود که بر دادم بباد
این دو آن از بسکه بی او زندگانی میکنم | وقت مردن جان بنیدادم چون خواهیم او
آواز آن ساعت که عزرائیل قصد جان کند | جان شیرین را بما بدواد و لب نتوان کشاد
تا دم آخر چه خواهد کرد با ما آه آه | ای خوشا وقتی کسی کز مادرش هرگز نزاد

نامه میخوانند و میگفتند کراماً کاتبین / ور جمیع عمر این بنده نیامد حرف یاد

پیش تا تو هم منادی کن بگو این بنده ایست / گو گنه بسیار کرده بر خدا کرد اعتماد

یارب آنکس را بیامرزی که بعد از مرگ ما / روح ما را او به تکبیری کند گه گاه یاد

گر بحالم بگذری یا بگذرم بر خاطرت / این دعا میکن که یارب گور او پر نور باد

رحم خواهد کرد بر من خواهد امرزیدنم / روی زردی خود چو بر خاک لحد خواهم نهاد

[illegible]

محیی گرچه بس بدی کرده ندارد نیکیی
لیک میدارد بجان در حق نیکان اعتماد

[illegible]

تا ابد یارب ز تو من لطفها دارم امید / از تو گر امید ببرم از کجا دارم امید

زیستم عمری بسی چون دشمنان دشمن مگیر / بیوفائی کرده ام از تو وفا دارم امید

هم فقیرم هم غریبم بیکس و بیمار و زار / یک قدح زان شربت دار الشفا دارم امید

نا امیدم از خود و از جمله خلق جهان / از همه نومیدم اما از تو میدارم امید

منتهای کار تو دانم که آمرزیدن است / زانکه من از رحمت بی منتها دارم امید

هر کسی امید دارد از خدا جز خدا / لیک عمری شد که از تو من ترا دارم امید

هم تو دیدی من خطا کردم تو پوشیدی ز لطف / هم تو میدانی که از تو من چها دارم امید

ذره ذره چون غبارگردانم خاک لحد / بهر هر ذره ز تو فضل خدا دارم امید

هم بدهم بد گفته ام بد مانده ام بد کرده ام — با وجود این خطا من عطا دارم امید

روشنی چشم از گریه کم شد ای حبیب — این زمان از خاک کویت توتیا دارم امید

محی میگوید که خون من حبیب من بریخت
بعد ازین کشتن از و من لطفها دارم امید

ز سر تا پای من گر همه اندوه و غم باشد — هنوز از همچنین درد و که دارم از تو کم باشد

چگونه سر بسای بر فلک گز غایت عزت — بهر جا پا نهی سرها ترا زیر قدم باشد

غنیمت دان حضور درد و غم ایدل که دور ترا — وفائی نیست چندانی و صحبت مغتنم باشد

خوش ست از خوبرویان گه جفا گاهی وفا لیکن — ز من مهر و وفا از تو همه جور و جفا باشد

دم آب از سفال سگ بکوی یار نوشیدن — مرا خوشتر بود زان باده کان در جام جم باشد

خلاصی گر ز هستی بایدت عاشق شو ای محی
که اول گام در عشق پریرویان عدم باشد

تعالی الله چه حسنست اینکه چون برقع بر اندازد — اگر باشد دل از آهن که همچون موم بگدازد

همه خوبان بحسن خویش مینازند و ماه من — چنان باشد که حسن او بروی خوب مینازد

بود در سیم پریرویان که با دیوانگان نازند — شدم دیوانه آن تندخو با من نمی نازد

مکن ای محی علیهم اگر نالم جدا از یار — که من در هجر میسازم ولیکن دل نمیسازد

کجا پروا کند مخفی که در عالم بود عاری — چنان مشغول یارست او که با خود هم نپردازد

[illegible]

کسی کو یار خود دارد چرا بر دیگری بیند — خرامش با دعشق آنکس که هم بر دیگری بیند

ازین آتش که من دارم ز شوق او عجب نبود — که آن مه چون به بالین آیدم خاکستری بیند

همه عالم ز تاب مهر سوزنده شده عمری — که مهر از رشک تو سوزد که از خود بهتری بیند

اگر عاشق ز دل نالد دگر نیست پروایش — اگر بر جای هر مو بر تن خود نشتری بیند

نگر دآن نا مسلمان هیچگه رحمی و سیدائم — که بر من سوزدش دل گر سوی من کافری بیند

[illegible]

خوش آن ساعت که در کوی بتان مخفی رود سرخوش — بدستی شیشه در دستی پر از می ساغری بیند

[illegible]

من نمیگویم که جور روزگارم میکشد — طعنه بدخواه و بیرحمی یارم میکشد

دور از بیطاقتی باشد که روزی چند بار — محنت و دوری و داغ انتظارم میکشد

من نهانی عشق ورزم با آن تندخو — از برای غیرتی خلق آشکارم میکشد

گر روم در کوچه بازیچه طفلان شوم — ور نشینم گوشه فکری تو زارم میکشد

شب گذارم در خیالت روزگارم چون شود — روز فکرم ناله شبهای تارم میکشد

شوق دیدارت مرا میکشت زین پیش کنون — آرزوی بوسه امید کنارم میکشد

میکشد زحمت طبیبی غافل ست از انکه او — همچو مخفی سوزش جان فگارم میکشد

روزنی جز زخم تیرش در سرای تن مباد
غیر داغ حسرت تا بام آن روزن مباد

عاشق روی بتان یارب مباد ا هیچکس
ور کسی عاشق شود یار این بتان من مباد

کرده از تیغ جفا هر لحظه چاکی در دلم
آنکه از خار پیش هرگز چاک در دامن مباد

جنت عاشق چه باشد بعد مردن کوی یار
مرغ جانم را بجز آن دیوار و در مسکن مباد

مهر و مه را روشنی از پرتو رخسار تست
بی رخت هرگز چراغ مهر و مه روشن مباد

آرزو دارم که در عشقت تن بیمار من
خالی از فغان و زاری فارغ از شیون مباد

تاج شاهی چون شود با خاک یکسان عاقبت
افسر محیی بجز خاکستر گلخن مباد

شاخ گل از نازکی یار یادم میدهد
برگ گل زان گلرخ رخسار یادم میدهد

چون روم در کوه تا از یاد او فارغ شوم
میخرامد کبک زان رفتار یادم میدهد

هر کجا بینم گلی با خار میسوزم که آن
همدمی یار با اغیار یادم میدهد

داستان تیشهٔ فرهاد و کوه بیستون
خار خار سینهٔ افگار یادم میدهد

چون روم در گلستان کز خویش آسایم دمی
بانگ بلبل نالهای زار یادم میدهد

رسته بودم از جفاش وه که چرخ روزگار
باد خونریزی آن خونخوار یادم میدهد

جان شیرین سوزدم چون شعر محیی بشنوم
زانکه شیرینی آن گفتار یادم میدهد

نمیدانم که او تا کی پی آزار خواهد شد — نگوید این ولی آخر ازو بیزار خواهد شد

بدین نحو چند روزی گر بماند از جفای او — تنم بیمار خواهد گشت و جان افگار خواهد شد

بخواب مرگ شد بخت من و گویند یارانم — که تو فریاد و افغان کن که او بیدار خواهد شد

مکن بهر خدا عزم گلستان با چنین روی — که دانم باغبان شرمنده از گلزار خواهد شد

میفشان دست چندی در سماع ای سرو ناز من — که هوش از جان من از دست و افگار خواهد شد

چگویم شرح جور یار و درد خویش با مردم — که بی تسکین مرا گویند با تو یار خواهد شد

[illegible]

ز اندوه دل و چاک جگر تا کی بر و محیی — که این عشقت و اینها هر زمان بسیار خواهد شد

[illegible]

مرا کشتی و گوئی خاک این بر باد باید کرد — چرا بر دردمندی اینهمه بیداد باید کرد

همه کس از تو دلشادند غیر از من که غمگینم — نمیگوئی دل این هم زمانی شاد باید کرد

شدم پیر از غم تو کز جوانی بر دهم گر جان — نه آخر بنده پیری پسر آزاد باید کرد

حکایتهای حسن او بغیر از من نباید گفت — حدیث شیوهٔ شیرین بر فرهاد باید کرد

چه غم حسن آنکه در شبها بود هر کس بخواب خوش — مرا تا روز از دست محنت فریاد باید کرد

بنای زندگی حیف است کافر شیوه ویران — چنین کار نکو بهر چه بی بنیاد باید کرد

غزل محیی بسی لاف سخن چندانکه جامی هست — تو شاگردی هنوزت خدمت استاد باید

دل ناشاد من شاید که روزی شادمان گردد
ولی مشکل که آن نامهربان هرگز مهربان گردد

مرا گو شادی اندر دل رسد ناگه بدان ماند
که در شهری غریبی آمد و بیخانمان گردد

چنین کامروزان بدخو بلاانگیز می‌بینم
عجب نبود که روزی فتنهٔ آخر زمان گردد

گر این بار دل من آسمان خواهد که بردارد
بجنبد هیچگه از جای چون من ناتوان گردد

بر آن بودم که دل را مرهمی پیدا خواهد شد
چه دانستم که جانم را بلای ناگهان گردد

اگر جامی جدا از لعل میگون تو می‌نوشم
همانجا خون شود در چشم خونریزم روان گردد

غم محیی بخور زان پیش کز سودای زلف تو
برآرد سر بشیدائی و رسوای جهان گردد

نویدم میرسد هردم که اینک یار می‌آید
روم از جا اگر دانم که او دشوار می‌آید

خدایا یک نفس بلبل رها کن ماجرا با من
که سرو گلعذار من سوی گلزار می‌آید

سرم کردی جدا از تن ولیکن همچنان باشد
فغان از سینه اشک از دیده خونبار می‌آید

بروز غربت از خواری مرا آن آرزو باشد
که چون آن یاد می‌آید از اینم عار می‌آید

شوم بیطاقتی از گاهی نهم سر بر سر زانو
بگوشم بسکه فریاد دل افگار می‌آید

هنوز اندر بود گر چاک سازم سینهٔ خود را
چنین کز عشق آن بدخواه غم بسیار می‌آید

مسلمانان و دین را نگهدارید چون محیی
که میگویند باز آن دلبر عیار می‌آید

وقتِ مستی بلبلان آمد ... گوییا گل به بوستان آمد

بلبل آنجا خموش و حاضر باش ... بشنو این سر که در میان آمد

مجلس عاشقان مست جدا ... سرخوش اینجا نمی توان آمد

عاشق و رنگ و بوی اے بلبل ... پای گل جای توازان آمد

ماکه سر بست صبغة الله ایم ... جائے ما باغ لامکان آمد

چشم تو بر گل جهان و مرا ... دیده بر خالق جهان آمد

رو که بازاری و به آزاری ... جای بازاری و دکان آمد

باش تا من بنالم ای بلبل ... کانهمه خلق در فغان آمد

دم مزن پیش ماکه نالهٔ تست ... نالهٔ کز سرِ زبان آمد

نالهٔ ماست و که بر در دوست ... گو بسوز از میان جان آمد

عاشقان در جهان نمی گنجند ... این قفس چون ترا مکان آمد

عشق تو با گل ست روزی چند ... عشق ما عشق جاودان آمد

خانمان آب و گل بجو د زاری ... این روش راه نازکان آمد

محیی آثار رحمت حق دید ... چون بهار آمد و خزان آمد

ای قصر رسالت از تو معمور ... منشور لطافت از تو مشهور

خدام ترا غلام گشته ✽ کیخسرو و کیقباد و فغفور
در جمله کائنات گویند صلواة تو تا دمیدن صور
معراج تو تا بقاب قوسین جبریل بره بماند از دور ✽
هم حلقه بگوش تست غلمان هم بندۀ کمترین تو حور ✽
بنوشته خدای پیش از آدم از بهر رسالت تو منشور ✽
از هیبت عزت تو موسے دیدار خدا ندید بر طور ✽
روشن ز وجود تست کونین ای ظاهر و باطنت همه نور
اے سید انبیاے مرسل وے سرور اولیای مستور
گل از عرق تو یافته بوئی شد شهد در اندرون زنبور
هر کس بجهان گناهگار است گشته بشفاعت تو مغفور

مسکینی نه غلامی تو زد لاف
از راه کرم بدار معذور

گر نخواهد بود امید جنت و وصل یار قعر دوزخ عاشقان خواهند کردن اختیار
حور عین هر چند میدارد جمال با کمال تو برابر با تجلی جمال حق مدار
عابدان نظاره تواند کردن یک حور بهشت گر بدارد عاشقان است را در انتظار

جام مالامال درده ای خدا خمر طهور
اندر دنی لغو باشد نی صداع و نی خمار

گر ببیند در جهنم یک تجلی جمال
بشگفد گلهای رنگارنگ در روی صد هزار

رد نزد بر عاشقان نگین کند در روز حشر
تخت زرین بهشت و خانهای زرنگار

سایهٔ طوبی و جنت حوض کوثر را کجاست
از حلاوتها که باشد در وصال کردگار

اندران خلوت که انجا ره نیابد جبرئیل
سیر دواز فارس سلمان و بلال از زنگبار

تن بنعمتهای جنت میشود پرورده لیک
جان بباید پرورش از دیدن پروردگار

گر برانگیزی ز خاک گور بنمائی جمال
خاک مسکین را ز گریه دیده ها گردد غبار

وعدهٔ دیدار گر در قعر دوزخ میکنی
میکشد در چشم آتش را خلائق سرمه وار

محی گر دیدار رحمت بایدت از عز و جل
دامن مردان بگیر و صبر کن تا روز بار

دوست میگوید که ای عاشق اگر داری صبور
از فراق ما منال و صبر کن تا نفخ صور

اندران مجلس که بیند خلق دیدار خدا
از جگرهای کباب عاشقان باشد بخور

آنکه از خواب خوشت بیدار میسازد منم
چون بگوئی تو گناهم بیامرز ای غفور

گور گهوارست و طفلی و دایه لطف دوست
خوش بخوابانید و خوابت داد تا یوم النشور

نور ایمان مرد را در دل بارگاه نور حق
خوش چراغی گر دهد در پیش نور النور

ای گنهگاران شما را بشارت آمد ز خدا
به بود از پوستین کبش سنجاب و سمور شد

دار داز نور آلهی چهرهٔ تو آسا گهی
زردی روی تو باشد سرخی رخسار حور

حور عین خال سیه زد بر رخ از زنگ بلال
از حبش بنگر چه خوش نشاطها کرده ظهور

در تجلی این ندا آمد که خواهد دید نم
هر که بر من خاطر خود کرد شب روز حضور

[illegible]

چون برون آئی ز دنیا پیشوا آیم ترا
گویم ای محیی خوش چون کوفتی این راه دور

[illegible]

عشق و بدنامی و درد و غم بباشد یار غار
تا محمد وار باشد عاشقان را چار یار

آرزوی یار داری یار میگوید بیا
تا کنم دلداری تو در دل شبهای تار

زم ترتیک نیم شب گوای خدا در من نگر
پس شبا روزی نظر رحمت سیصد شمار

یار گفت هر جا که باشی با توام یادت کنم
از چنین یاری فراموش کردهٔ تو یاد دار

روح تو مرغیست کز نزد خدا آمد بتن
بخدا مرغی خدای را کجا باشد قرار

ساقیا زان می که گفتی میدهم در آخرت
کم نخواهد شد که در دنیا کنی جامی نثار

کاروانها در بیابانها هلاک شد از عطش
ابر رحمت را بیارد قطرهٔ چندین ببار

باز دارد شیشهای می صراحیهای شاه
اشتری مستی که نه افسار دارد نی مهار

شاه میگوئی تو مارا حاضر قندیل باش
عاشق و مجنون و مستم آه دوستان زمن مدار

خاک آدم را غذا تخمیر میکرده هنوز	کو فتاده بر سر مستان حضرت این خمار
بر سر هر موی مشتاقان زبان دیگرست	کز خدا دیدار میجویند هر لیل و نهار
گر تماشای جمال حقتعالی بایدت	در میان عاشقان انداز خود را روز بار
در دل شبها بگرییم گوییم آن دلدار را	یا دلی ده یا دلی کز بیدلان بردی بیار
گر رسم روزی بدوزخ قصهٔ خود گویمش	تا بگرید بر من بیچاره آتش زار زار

[illegible]

تا قیامت محی خواهد خواند این ابیات را
خلق و عالم هم بپای سیر وندیم پایدار

[illegible]

طبل قیامت بکوفت آن ملک نفخ صور	کانت نشور ماست مالک یوم النشور
سر ز لحد بر زنیم خیمه به محشر زنیم	بی خدا اندر لحد چند بباشیم صبور
از سر شوق و نشاط پای نهیم بر صراط	تا ز دم گرم ما گرم شود آن نشور
ای که ندادی تو مال در طلب آن جمال	ما بتو بگذاشتیم دیدن دیدار حور
مست خداییم ما کی بجز او آییم ما	ساقی ما چون خداست باده شراب طهور
نور میان در نظر زانکه تجلی حق	با تو کند انچه کرد با حجر کوه طور
وقت تجلی از دو دیده مینا بجوی	او چو نماید جمال چشم تر از دست نور
هر که از زر نیکی اوست دولت جاوید یافت	روی سعادت ندید آنکه از او ماند دور

مژدهٔ وصل خدا اگر به لحد بشنویم / زنده شود جان و تن بیشتر از نفخ صور

حور چو آرا کنند در بسوی ما کنند / چشم نگهدار از آن دوست بود بس غیور

مست تو قصر بهشت کرده بزیر و زبر / ورنه کند زانکه نیست هستی او بی قصور

گرچه قصر بهشت کرده عنبر سرشت / از جگر سوخته بیرم آنجا بخور

[illegible]

می کندم بهر دوست هر نفسی ماتمی / هیچی ماتم زده کی کند ای دوست شور

[illegible]

ای ذکر ترا در دل هر دم اثری دیگر / وی از تو بملک جان دارم خبری دیگر

از تیر بلا تنها داریم دل مجروح / جز لطف تو ما را نیست والله سپری دیگر

سلطان جمال تو تا جلوه دهد خود را / بر ساخته از بر دل آئینه گری دیگر

در معرکهٔ محشر آیی نزد عاشق / هر دم اگرش سوی تو در مقری دیگر

زان می که بما دادی در روز الست ای دوست / لطف و کرم ما را ده جامی قدری دیگر

در خدمت حق گر تو مردانه کمر بندی / بخشند بتو هر لحظه تاج و کمری دیگر

در خانهٔ بیروزن یعنی لحد تاریک / بر جان تو خواهد تافت شمس و قمری دیگر

یارب تو به مشتی خاک از بسکه نظر داری / پیدا شده هر لحظه صاحب نظری دیگر

عیش و تن و جان و دل از رهگذری عشقت / عشرت نتوان کردن از رهگذری دیگر

بر دوخت دل و دیده از دیدن غیر حق — بنمود دل مجنون را جز این هنری دیگر

هر کس که در حق زد در روی همه درها تافت — زان در نتوان رفتن هرگز بدری دیگر

[illegible]

در آئینهٔ دل دیده محیی رخ یار و گفت

ای ذکر ترا در دل هر دم اثری دیگر

[illegible]

ای که می نالی ز موران جور یار من نگر — اضطرابی از من نگر صبر و قراری من نگر

جانب گلشن مرو کان یکدو روزی بیش نیست — پر ز اشک لاله گون دایم کناری من نگر

ای که میگوئی ندادم دل بخوبان هیچگه — سوی میدان آی ترک شهسواری من نگر

سینه ام پر داغ و چهره گل گل از خوناب اشک — یکزمان سوی من آ باغ و بهاری من نگر

با شدت رحمی فتد در دل بیائی سوی من — حال زاری من ببین شخص نزاری من نگر

گر تو داری میل خوبان دیدهٔ عبرت کشائی — سینهٔ پر سوز و چشم اشکباری من نگر

[illegible]

شکر کن محیی که در راه تو خاری بیش نیست

هر طرف صد کوه غم در رهگذاری من نگر

[illegible]

هر که در پیش تو بر خاک بمالد رخسار — ملک کونین مسخر بودش لیل و نهار

دگران گر بقدم بر سر کوی تو زدند — من بسر بر سر کوی تو روم مجنون وار

سلطنت غیر تو کس را نسزد زانکه بلطف — هیچ دیار نباشد چو تو در هیچ دیار

هرکه شد عاشق دیدار تو او بشناسد ... دوزخ از جنت نشادی زغم و می زخمار
هرکه در کوی خرابات رود می نوشد ... بایدش گفت مثل دردسر رنج و خمار
دیده بگشای که محبوب کریم افتادست ... بنماید بتو هر دم ز کمین او دیدار
عاشق آنست که سوزند و هندش برباد ... بسکه خاکستر او جوش کند دریا بار
شمه گویم تو از لطف حقش ابر در شهر ... تا که کافر بگشاید ز میانش زنار
گوش تو کر شد ای خواجه زگر نه بخدا ... میکند بت بخدائی خدا و ندا اقرار
جوش می میزند و میگفت که چون مست شوم ... هیچ از صحبت خود ور نگذارم هشیار
عشق حق میرود اندر دل هر عاشق زار ... باده اندر رگ و پی هیچ ندارد رفتار
در همه مذهب ما هست می عشق حلال ... زانکه بی وی نتوان دید خدا را دیدار

همدم ما شو ای محیی در آخر کار
بیگانه گشتن و آویختن ست بر سر دار

[illegible]

شب همه شب با تو میگویم بزار ... تو بغفلت پای ها کرده دراز
ای زما کرده فراموش گوئیا ... سوی ما هرگز نخواهی گشت باز
خیز و ترک خواب کن تا هم شب ... با چو تو باید که گر گوئیم راز
بی نیازم از تو و از طاعت تو ... با نماز و روزه تو چندین مناز

تو نیاز آور برای من که نیست	طاعت شایسته تو جز نیاز

[illegible]

محی گر کاری نه کردم غم مخور
من ترا هم کام و هم کارساز

[illegible]

نومید مشو بنده از رحمت ما هرگز	زیرا که بغیر از ما کس نیست ترا هرگز
خواهم که ازین عالم تو پاک شوی از جرم	ورنه تو نفرستم ای بنده بلا هرگز
چون سوخته امروز از درد فراق ما	در سوختنت فردا ندهیم رضا هرگز
من با توام ای عاشق تو نیز بما میباش	هرگز چه نشاید دوست از دوست جدا هرگز
هر چند که روا ز ما بر تافتی سرکشی	روا ز تو نمی تابد خود رحمت ما هرگز
از درد فراق ما یک شب چو بروز آری	دیدار نپوشانم در روز لقا هرگز
گر بر دل خود ما را روزی گذرانی تو	در دوزخ پر آتش ناریم ترا هرگز
ای بنده گناهی تو خود دیدی تو دانی	بر روت نیارم هم در روز جزا هرگز
ای جمع تهیدستان جائیکه نخواهم بست	من این در رحمت را بر روی شما هرگز

[illegible]

از بیم جدا بودن از دولت جاویدان
محیی نبود یکدم بی یاد خدا هرگز

[illegible]

تو لذت عمل را از کار زار ما پرس	آئین سلطنت را از حال زار ما پرس

آن لذتی که باشد از اشتهار صادق | شام بشارت وصل از روزگار ما پرس
مجنون عشق ما را از باغ و راغ کم گوئی | از بوی تو سوز بوی بهار ما پرس
من خانمان هر کس کردم خراب او را | من بعد اگر بخواهی اندر دیار ما پرس
هر شب ز لطف پرسم کاحوال تو چگونه است | ذوق خطاب را از دل فگار ما پرس
بر تربت خراب عشاق ما گذر کن | در ذره ذره خاکش تو انتظار ما پرس
عاشق نهی چه دانی درد فراق ما را | روز بد تو این مصیبت از سوگوار ما پرس
عشقیم قوتی حسن جنبانده مرغ جان را | توقیر سر او را از هر شکار ما پرس
عاشق که از غم من کاهیده گشت جان داد | این مرغزار او از مرغزار ما پرس
تو صاف دل چه دانی نالیدن سحرگه | آئینه دردمندی از درد خار ما پرس

دل از غم دو عالم فارغ کن و پس آنگه
آئی به پیش یحیی از لطف یار ما پرس

در جهان امروز بی پروا مباش | فارغ از اندیشه فردا مباش
کشتی پیدا کن و بنشین درو | ایمن از غرقاب این دریا مباش
بی خبر از ناله شبها مشو | غافل از احوال مظلومان مباش
در نهی خود کن دعا گویان نیک | بد مکن با مردمان تنها مباش

دل بسی در جنت و آخر ببند   بی هوای جنت المأوا مباش
کار درویشان و مسکینان برار   یاد کن از مرگ و درد افزا مباش
نیکوئی کن تو و نیکونام شو   بد مکن مشهور و ایذا مباش
دادخواهی را چو بینی داد ده   در دکان جاه بی سودا مباش
زیردستان را تو از یاد مبا   غره این فرق فرقدسا مباش

خلق را چون تو ناصح گشته
پیرو این نفس ناپروا مباش

داد مرا جان تو باده از جان خویش   کفر مرا کرد نام گوهر ایمان خویش
حضرت او نیم شب گوید که ای بوالعجب   هیچ مکن آشکار کرده پنهان خویش
گرچه تو آلوده بندهٔ ما بوده   بنده ندارد پناه جز در سلطان خویش
گر تو گوید کسی کرده عصیان بسی   رحمت بسیار من گوید برهان خویش
ور بنهد دست رد بر رخ تو نیک و بد   رو نکنم من ترا خوانم خاصان خویش
در لحد تنگ تو صلح کنم جنگ تو   پیش تو روشن کنم شعله تابان خویش
خانهٔ زندان گور پر بود از مار و مور   من بنمایم در او روضه رضوان خویش
دوزخ و زندان تن روی نهد سوی من   بر سر کیوان زنم خیمهٔ ایوان خویش

گرد ست ای بو الفضل نام ظلوم و جهول
تا نفروشم بکش بنده نادان خویش

[illegible]

بار امانت گران بنده توئی ناتوان
بار ترا میکشم یحیی گیلان خویش

[illegible]

گر مرا جان و بدن شود بدن گو هم مباش
چونکه یوسف نیست با من پیرهن گو هم مباش

گر بمیرم لاشه من همچنان دور افگنند
چاک شد چون جامه جانم کفن گو هم مباش

در چمن گر خشک شاتر سوز و یکوا نعم بسوز
چون نباشد یار من سرو و سمن گو هم مباش

چون هزارانی زکوی خود مخوان یا ریضه
از گلستان گر رود بلبل زعن گو هم مباش

مرگ باالله بهتر است از زندگانی دور ازو
گر نه بینم یار خود این زیستن گو هم مباش

[illegible]

یکسر موئیت مباد الم ششتیم گفته
گر نباشد یحیی افگار من گو هم مباش

[illegible]

از خانمان آوره ام از دست عشق از دست عشق
سرگشته و بیچاره ام از دست عشق از دست عشق

ای کاشکی بودی عدم تا باز رستی از عدم
من سوختم از سر قدم از دست عشق از دست عشق

پرورده کردم خانمان سرگشته ام گرد جهان
گشتم ضعیف و ناتوان از دست عشق از دست عشق

هم نیم شب از گلخن تا روز سازم مسکنی
چون گلخنی شد این دلم از دست عشق از دست عشق

هر روز و شب دیوانه در گوشه ویرانه
گویم بخود افسانه از دست عشق از دست عشق

این سگ و آن سو بیجرم سودا که خامی میبرم
انگشت بدندان میگزم از دست عشق از دست عشق

ای خواجه ما را چون شما صد فکر بد در کار ما
شد را ستم کار و بار من از دست عشق از دست عشق

با کس نگیرم الفتی از خلق دارم وحشتی
چون من ز هر کس تهمتی از دست عشق از دست عشق

[illegible]

محیی خدا را خوان و بس این غم مگو با هیچکس
نعره مزن تو زین سپس از دست عشق از دست عشق

[illegible]

ای غبار خاک کویت سرمهٔ چشم فلک
ای تو محتاج خلق هر دو عالم یک بیک

یا رسول الله تویی کان ملاحت پر کمال
گر ز تو باید برد خوبان دو عالم را نمک

هر که او امروز مالد روی بر خاک درت
آن مبارک روی فردا کی در آید در فلک

شام سبحان الذی اسری بعبدی شد سوار
بر براق راهواری برق همچو تیز و تک

در مقام قاب قوسین خدا کرده سلام
تو رسانیدی سلام حق بامت یک بیک

از خدا رحمت از تو شفاعت روز حشر
در نجات عاصیان امت تو نیست شک

تا ملک بنشسته است صلوة تو از امت
عذرخواهی از گناه امتی تو شد ملک

گر نبودی روی تو می بود در کتم عدم
هم ولی و هم نبی و هم سموات و سمک

مرغ جان ما را بود پرواز صلوات لطف تو
بی شهپری تو این چنین نتوان پریدن بر فلک

نامهای عاصیان است خود را نجیب
پس بفرمان تا گناهان پاک کنند از نامه حک

محیی صلوات آن شفیع آن نبی بسیار گو ۔ زانکه داری تو بدی بسیار و نیکوئی تو لک
مونسم یار است اندر تنگنای گور تنگ ۔ عاشقان در دو جهان یار است این نام و ننگ
آتش دوزخ نسوزد از حرارتهای عشق ۔ عاشق سوزان کند در دوزخ از یکدم درنگ
آنچه نور حق بود آیا که بر کوه طور تافت ۔ رفت از و موسی هوش و پاره پاره گشت سنگ
هیچ دانستی که با یونس درین دریا چه کرد ۔ گور فیق مونس او بود در بطن نهنگ
حسن یوسف از کجا بود است گو دل میبرد ۔ از مسلمانان شهر مصر کفار فرنگ
هست باغ او درخت میوه در وی صد هزار ۔ یکطرف آن میوه‌ها را چید اندر نگ تنگ
گر جمال حق تعالی آرزو دارد کسی ۔ گو برو آئینهٔ دل را بزن صیقل ز زنگ
مشتری از لطف تو بسیار از قهری تو کم ۔ زانکه هر مردی نباید پیش صف در روز جنگ
چیز دیگر هست با هر روزه در کائنات ۔ آن بت کیست بنگر اندر آنکس آن لو خنک
من زبان قال دارم او زبان حال را ۔ از دل مجروح نی بشنو تو ای از نای چنگ
خورده‌ام می چشم مخمورم به بین و سر برآر ۔ گو خمار باده دارد و باشد او مخمور تنگ

ریخت ساقی جام در باده دهان محیی
کم نشد مستی آن می از دل او هیچ رنگ

نامهٔ دارم سیه‌تر از شب تاریک رنگ ۔ با وجود از تو نیم نومید یا رب هیچ رنگ

از سیه رویی محشر یادم آمد نیم شب — روی زرد خویش را کردم باشک سرخ رنگ
یک نظر سوی من قلبی پدید کار من — تا نماند در دل زنگار خورده هیچ رنگ
یارب این بار امانت بس گرانست چون کنم — هر کسم از حصه بیرون بهانا وزارست تنگ
ای مسلمانان بدین کردار گر آیم پدید — بت پرستان از مسلمانان همی دارند ننگ
چون نبینم هیچگه تدبیر خود در کائنات — روی خود میمالم اندر پای ترسا و فرنگ
گر خدا گوید چه آوردی برای ما ز خاک — روی گرد آلود خود بنمایم اندر گور تنگ
صلح کن یارب بمن آندم که در خاکم کنند — یا گدائی عاجزی سلطان کجا کردست جنگ
رحمت باعنیت پر نعمت منم طواف او — از چنان باغی تهی بیرون نخواهم برد چنگ
کوی آنها که نومیدم کنند از رحمتت — بر من بیچاره رحمت کن خدایا بیدرنگ
ای خدا از لطف خود کن تو سپرداری مرا — زانکه پیکان مریدا ترا میزنند تیر خدنگ

[illegible]

محیی چون در موسفیدی بد گفت آه و دریغ
نامهٔ دارم سیه تر از شب تاریک تنگ

[illegible]

ردیف لام

تیر او پیوسته میخواهم که آید سوی دل — لیک میترسم شود پیوسته در پهلوی دل
دل ز من گم گشت اکنون روزگاریست که غم — گرد کویش در بدر گردد بجست و جوی دل
گلرخان را باید از غنچه وفا آموختن — کو به بلبل تا دم آخر نماید روی دل

گر سگ کویش کند دیوانگی نبود عجب	چون دل من همنشین بود و گرفته خوی دل
آتش از غیرت زنم خلوتسرای سینه را	گر بود آنجا بجز درد تو هم زانوی دل

[illegible]

ای پریرویان دل محیی بدست آرید باز
ورنه تا محشر نخواهد کرد گفت و گوی دل

[illegible]

کی بود آیا که بنمائی جمال باکمال	زنده گردند ماهیان مرده از آب زلال
در قیامت حشر را حاجت به نفخ صور نیست	بگذرد بر گور خلقی مژده بوی وصال
در جهنم خوش توان بودن اگر یکبار تو	در همه عمر آئی و پرسی گوئی چیست حال
بدترین زندان تو بابی گشتم من ملول	گر در آن زندان بما باشی کجا باشد ملال
خانهٔ عاشق بهشت در انجنان برشد ز دو	کانچه دوست ست روی ننماید مجال
گر سر تا نمو شود فردوس اعلی تنگ او	گنج اندر خانهٔ عاشق بود امری محال
ور ز خلقی رحمت یکبین سجدائی کیست آن	در تو ناهم او نگوئی بگذر انش در خیال
کشتگان تیغ در زنانند هیچ دانی کیست آن	بر کشنده هیچ نه و کشته را باشد وبال
زشت باشد برای دوست بگذشتی چه سود	سهل باشد در گذشتن از شریک بی‌زوال
سایهٔ طوبی و حوض کوثر و باغ بهشت	خوش مقامی باشد اما یا جمیل ذوالجلال
تشنه‌ام بی جذب مقناطیس وصلش متصل	ذره ذره خاک آدم بعد چندین ماه و سال

عشق و مستی و جنون در طالع ما دیده اند / چون ز مادر زاده گشتیم و پدر لبتاو قال
اول و آخر توئی و ظاهر و باطن توئی / نیست دیگر غیر تو و چیست چندین قیل و قال
تو ز ما و ما ز بوی تو چنین گشتیم مست / ورنه مستی چنین بی می ندارد احتمال
بوی یار آمد بیا آری بیاید بوی دوست / در مشام آنکه دارد او بآن یار اتصال

بعد چندین قرن گویند رحمة الله علیه
چون بخوانند خلق شعر محیی صاحب کمال

غلام حلقه بگوش رسول سادانم / زهی نجات نمودن حبیب و آیاتم
کفایت است ز روح رسول اولادش / همیشه در دو جهان جمله مهماتم
ز غیر آل نبی حاجتی اگر طلبم / روا مدار یکی از هزار حاجاتم
دلم ز حب محمد پرست و آل مجید / گواه حال هست این همه حکایاتم
چو ذره ذره شود این تنم بخاک لحد / تو بشنوی صلوات از جمیع ذراتم
کمینه خادم خدام خاندان توام / ز خادمی تو دائم بود مباهاتم
سلام گویم و صلوات با تو هر نفسی / قبول کن به کرم این سلام و صلواتم
گناه بحد من بین تو یا رسول الله / شفاعتی بکن و محو کن خیالاتم
نه هر که بدتر ازو نیست من ازو بترم / ندانم اینکه بتو چون شود ملاقاتم

زنیک و بد همه داند که من محمدیم | خلایقی که کنند گوش بر صفات الاکرم

[illegible] بگوی یحیی که بهر نجات می گویند | درود سرور کونین در مناجاتم [illegible]

اشک سرخ و روی زرد من گواه آیت الکریم | بر کمال عشق دیدار تو بالله العظیم

بی لقای تو هوادار تو کی خرم شود | در هوای غرفه های قصر جنات النعیم

آتش عشق ترا ابد دوست نتواند نشاند | تا ابد در دل اگر شعله زند نار جحیم

گر بیندازی تو بر دوزخ تجلی جمال | نیک و بد دارند منت تا ابد باشد مقیم

گر به بوی وصل تو باشد قرین وصل تو | بعد چندین قرن چون زنده شود عظم رمیم

با تو عهدی بسته ای دوست در روز ازل | تا ابد خواهیم بودن بر همه عهد قدیم

چار جوی آب و شهد و شیر میشد در بهشت | شربت بیمار دیدار تو نبود ای حکیم

آب حوض کوثر اندر سایهٔ طوبی عطش | کی نشاندی گر نبودی از سر کویت نسیم

بر صراط ار گر پل دوزخ بود چون نگذرد | بسر و پای که رفته بر صراط مستقیم

دوست اندر گوش عاشق راز گوید روز وصل | نیست اندر خورد گوش هر کس این در یتیم

در برون پرده باشد اینهمه خوف و رجا | در درون پرده رو کانجا امید است نه بیم

این گدایان بر در او شیئاً لله می زنند | تا شمارا بخشد انچه دارد آن شاه کریم

دولت دیدار حق محیی جو یابی در بهشت	بنود آن در طالع تو باشد از لطف عمیم
چون تمامی عمر نیکی کرد با تو آن کریم	از بدی خود چرا ترسی تو آخر ای لئیم
تو بتیمی با تو او هرگز نخواهد کرد قهر	زانکه او خود کی نی قهر کردن بر یتیم
هرچه میخواهی تو از وی میدهد بیشک ترا	دست خالی کی رود سائل ز درگاه کریم
حقتعالی قادرست کو بیچو موی از خمیر	خلق عاصی را برآرد سالم از نار جحیم
لطف او بیشک برابر میبود با نیک و بد	راست میماند بدان سیبی که باشد هر دو نیم
آنکه رحمان و رحیم ست دوست میدارد ترا	پس چه باک از دشمن دیگر ز شیطان الرجیم
او کسیکه تخت میخوابانت در گور تنگ	می وزاند مر ترا از روضهٔ رضوان نسیم
در بهشت خلد زرین خشت داد ت در جهان	پس خریدار تو چیزی قالب تا هم نفس و بیم
چون زبان لال گردد در سوال گور لال	دار درت ثابت قدم فی الحال بر عهد قدیم
دوستیها کرد با تو از ازل تا این زمان	در مقام دوستی او هم نمی باشی مقیم

نعمت بسیار خواهد داد در عمر ابد
تا به نعمتها کند محیی بجنات النعیم

بی تماشای جمالت روضه را هامون کنم	حور عین را از درون قصرها بیرون کنم
حور زیبا روی را خواهیم دادن سه طلاق	گر نه رود در نور روی حضرت بیچون کنم

روضه را جلوه سره رضوان که بالله العظیم — ما بپای آتش بسوزیم و ترا مجنون کنیم

آب واردای بهشتی کوثر و طوبی بود — ما بیکدم کار و بار هر دو را یکسون کنیم

گر نه در فردوس باشد دیدن دیدار دوست — زاویه در هاویه گیریم و دیده خون کنیم

ایها العاشق اگر معشوق بردارد نقاب — دیده ما در خور او نیست آیا چون کنیم

[illegible]

محیی با ما وار خود را لی ریاضت تا ترا
چون جنید و بایزید و شبلی و ذوالنون کنیم

[illegible]

گر ولد هی نباده عاشق که ما ایم — با آنکه دل بجا دار روز و شب قرینیم

گر ما دل تو پایم تسلیم تو بازم — تا وان بیکدل تو صد دل بیافرینیم

نفرین خویش مگو تا کم شود وجودت — چون با تو بعد ازان ما گویای آفرینیم

شیطان هزار فرسنگ از گرد تو گریزد — سیصد نظر چو هر روز اندر دل تو بینیم

گر صد هزار شیطان اندر کمین نشینند — بر تو ظفر نیابید ما همچو در کمینیم

ای بنده تو به آنکه بر تو کنیم رحمت — سوگند خور تو همچو ما نیز بر همینیم

[illegible]

محیی ببر کلی زین دوستان فانی
پیوند خود بما کن ما یار راستینیم

[illegible]

ما بجنت از برای کار دیگر می رویم — نی تفرج کردن طوبی و کوثر میرویم

مقصد ما حسن یوسف باشد اندر شهر مصر / ما نه در مصر از برای قند و شکر میرویم

اندران خلوت که در وی ره نیابد جبرئیل / بیخبر ما پا به پیش دوست اکثر میرویم

بیگریزد زاهدان خشک از تر دامنی / ما بر خورشید خود با دامن تر میرویم

پارسا گوید بکوی ما بیا شو نام نیک / ما دران کوچه خدا داناست کمتر میرویم

باز دنیا کو قلندرخانه عشق خداست / سوی عقبی عاشق و مست و قلندر میرویم

شیخ ما عشق است و ما پی در پی او تا ابد / بی عصا و خرقه و کچکول و لنگر میرویم

زهره ما را صبر از قهر ما با نیکوی / ما اگر سنگیم و گر به هم بدان در میرویم

بر کفن ما را تو ای عشاق بوی خوش مسا / ما بگور از بهر آن دلبر معطر میرویم

دولت دیدار میخواهیم در جنات عدن / تا نه آنجا از برای زیور و زر میرویم

محیی ما را هچو کوه افسرده می بینی ولی / ما بسر چون ابر خوش بی پا و بی پر میرویم

باز گشتم لشکر و تا به فلک بر روم / قلعه و خانیان گیرم و بر تر پرم

من ملک مقابلم لیک درین منزلم / صفدر لیس پر و ظلم جانب لشکر روم

کشور دنیا و دین دارم و زیر نگین / چند نشینم چنین جانب لشکر روم

هر نفسی از علا میرسد این صلا / دار هم و زین بلا بر در دلبر روم

پیر خرابات جان گر کشدم مو کشان	بنده کجا لی بپا پیش شه از سر روم

[illegible] قبلهٔ حاجات دل کوی خرابات ما
وقت مناجات دل مخفی بر اندر روم [illegible]

زان بیوفائی سنگدل جور و جفا می بایدم	از کس نمیخواهم وفا زان بیوفا می بایدم
من مرغ آتش خواره ام با دانه و دامم چه کار	آخر کجایی دانه و در گور جا می بایدم
دلهای ردم باد خوش از شادی عشق و اثر	من خو بمحنت کرده ام درد و بلا می بایدم
پیراهن یوسف اگر بوی بجنبد فارغم	مژده بسوی دل از آن بند قبا می بایدم
سینه بسی تنگست دل از غیر می سازم تهی	مهمان غم آمد مرا در جان سرا می بایدم
بیگانه ام با مردمان وز خویشتن بیگانه تر	تا چند این بیگانگی دل آشنا می بایدم

[illegible] مخفی بسی لذت بود در عشق و در دیدن ولی
هجران مرا مشکل بود صبر و رضا می بایدم [illegible]

خوش آن عزیمتا که من خود را به پهلوی تو می دیدم	تو سوی خلق می دیدی و من سوی تو می دیدم
بمیدانم مرا آید زمانی باشد از بد خو	که آن حالت نمی بینم که از خوی تو می دیدم
اگر در باغ رضوان خویش را بینم چنان نبود	که شب در باغ خود را بر سر کوی تو می دیدم
فدایت این همان جانم بیادت هست پیش از آن	که صد دشنام می دادی چو بر روی تو می دیدم

عجب نبود اگر عاشق خود سر گران بودی | که صید بسته با هر موی گیسوی تو میدیدم

[illegible] | بیادم آمدای محیی که چون بر خاک افتادی
بهر جا سایه افتاده از بوی تو میدیدم | [illegible]

هرگز مبادا آنکه بهشت آرزو کنم | خود را به هیچ بهر چه بی آبرو کنم

چندین هزار جان گرامی شود بباد | گر من حدیث طره او مو بمو کنم

چون دست من بجام مرصع نمیرسد | قلاش وار دردی از و آرزو کنم

آن سال و مه مباد که بی ماهرو بتو | یک لحظه زندگانی خود آرزو کنم

خود را بدار بر کشم از دست جور او | ور آه جان گداز رسن در گلو کنم

[illegible] | محیی اگر بکعبه کنم روی در نماز
شرمم شود که روی دگر سوی او کنم | [illegible]

بخود مشغول میگردم که از خود یار میجویم | گهی در دل گهی در سینه افگار میجویم

دمی کو هست پیشم تا نگردد هیچکس آگه | همی گویم نشان نقش از در و دیوار میجویم

بمن در سر چها دارم زهی فکر محال من | ره و رسم وفا زان کافر خونخوار میجویم

ترا از من همی جستند مردم پیش زین اکنون | همی گردم بهر جانب ترا اغیار میجویم

ببوی تو دل صد پاره من ماند در بستان | کنون هر پاره آن از سر هر خار میجویم

چنان شد گشتی محیی که گردد دم نشود غائب
همان ساعت نشان او ز پای دار میجویم

ای خوش آن روزیکه در دل مهر یاری داشتم
سینه پر سوز چشم اشکباری داشتم

یاد باد آنکه فارغ بودم از باغ و بهار
در کنار از اشک گلگون لاله زاری داشتم

کور بادا دیده بختم خوش آن روزیکه من
دیده بر راه سمند شهسواری داشتم

باز روگردانی از من چو نیایم سوی تو
آخر ای پیمان شکن با تو قراری داشتم

شکر گر ناله برون شد از دلم یکبارگی
گرچه هم از خوف خطر خاطر گذاری داشتم

ناامیدی کردی از خود ای خوش آن روزیکه من
آرزوی بوس و امید کناری داشتم

گر کسی پرسد چه میکردی تو محیی در جواب
گویم آنجا با کسی یک لحظه کاری داشتم

دو چشم از بهر آن خواهم که در رخسار او بینم
وگر آن دولتم نبود در و دیوار او بینم

کند جان در تنم آمد شد صیاد در چشمم
چو بالای بلند و شیوهٔ رفتار او بینم

نخواهم دیدهٔ روشن که بر غیری فتد ناگه
همان بهتر که از نور رخش دیدار او بینم

چو مجنون آهوی صحرا از آن دوست میدارم
که با وی حالت نرگس و بیمار او بینم

ز رشک آنکه خواند از سگان کوی خود محیی
همه کس سنگ کین بر کف پی آزار او بینم

بخواب مرگ خواهد شد مکن ای بخت بیدارم
که من دور از درش امشب ز عمر خویش بیزارم

خلاف است اینکه میگویند باشد آرزو در دل
مراد دل برد بدخوئی و چندین آرزو دارم

نه آخر عاشقان یا رب زی خوبان رحمتی بینند
تو هم رحمی بکن با من که در عشقت گرفتارم

بروز وعده از هر جا که آواز پی در آید
ز شادی بر جهم از جا که باز آمد ز در یارم

بیاد مجلس عیش تو برگ عشرتم این بس
که افتد لخت لختی خون دل از چشم خونبارم

[illegible]

چه حالت اینکه هرگز وعدهٔ وصلش رسد محیی
همانندم ماتمی پیش آید از بخت نگون یارم

[illegible]

بغیر از سایه در کویت کسی محرم نمی یابم
کنون در بزم سیه شد آنچنان کانهم نمی یابم

چو مجنون آهو صحرا از آن رو دست بردارم
که بوی مردمی از مردم عالم نمی یابم

بروای ماتمی شیون بر ارباب عشرت کن
که غیر از لذت شادی من از ماتم نمی یابم

مگر آن مایهٔ شادی بود غمگین که بی موجب
دل شوریدهٔ خود را دگر خرم نمی یابم

مرا صدری شکایت نیست لیکن اینقدر گویم
که از تو حالتی سیدیم و این هم نمی یابم

ندانم عشق من کم گشته باشد یا خودی افزون
که آن خوشوقتی اول ز درد غم نمی یابم

منم عاشق مراد از ریش باید نیش نی مرهم
که ذوقی کز جراحت بینم از مرهم نمی یابم

مگر در عاشقی محیی کم از فرهاد و مجنون است
اگر ز ایشان نباشد بیش یاری کم نمی یابم

بخندانی گنهگارم که ترسم آن توان دادن
خداوندا برحمی من بیار و وقت جان دادن

خداوندا امر الستان ز شیطان و هوای نفس
چه حاصل نامرادی را بدست دشمنان دادن

دم آخر من ایمان را بتو خواهم سپرد از دل
که کار نیست هر که از غارت شیطان امان دادن

خدایا دوستان را چون بفضل خود کنی مهمان
سگان کوی خود آندم توان یک استخوان دادن

بیامرز آخر جرم هم که از لطف و کرم باشد
که در آخر دمی آبی بلب تشنگان دادن

سر خاکم گواهی ده به نیکو کز نکوییهاست
پس از مردن به نیکوئی گواهی بر بدان دادن

ببخشا بر من ای جان بی شفاعت کردن نیکان
که بی منت ترا شاید چرا بندگان دادن

نمی بینم ترا از تو همی بینم من عاصی
خلاصی از عذاب این جهان و آن جهان دادن

از آن برکنده ام دل را ز هر چه غیر است ای دوست
که جان را وقت جان دادن بآسانی توان دادن

منم مفلس تویی خالق و وعده کرده یارب
که خواهم گنج رحمت را بدست مفلسان دادن

بقعر دوزخم جا ده بخندان گر گنه بالله
من بد را و نعیمت جا در صد جنان دادن

غذای محی در دنیا بجز خون جگر نبود
که دارد ضعف دل او را که آب خونچکان دادن

کاسه سر شد سفال و دیده گریان همان
تن کوبیت خاک گشته ناله و افغان همان

دل نماند ز آتشی در جان شیرینم هنوز
جامه جان چاک گشته و اشک و در دامان همان

آب شد در چشمه و هم سنگ شد در کوه آب
خوی عاشق همچنان و دل سختی خوبان همان

کافر از آتش پرستی رفت و آتش را نشاند — بت پرستی من و سوز دل بریان همان
گر ترا نسبت کنم با مهر و مه باشد خطا — چون توافزونی ز مهر و از مه تابان همان
گل ز بستان رفت و بلبل از فغان خاموش شد — عاشق روییت همان و ناله و افغان همان
دل ز جور او خراب و او ز حالش بیخبر — مملکت ویران شد و بی‌بخردی سلطان همان
بیخواهد گشت عالم زانکه گر گریم بسی — بخت من باشد همان بیحسرتی و ران همان

هر زمانش شربتی دیگر مفرمای طبیب
چونکه باشد محیی افگار را درمان همان

مجالی کی بود با تو حدیث خویشتن گفتن — که پیش چو تو بدخویی نمی آرم سخن گفتن
زمانی خلوتی خواهم که گویم حال خود با تو — که نتوان شرح حال خویشتن در انجمن گفتن
قد و روی ترا چون هر کسی سرو و سمن گوید — توان خار و خس و کوبیت به از سرو و سمن گفتن
بجان کندن بناید دن یکی سخن گویند از و با من — که از شیرین حکایت خوشتر و با کوه کن گفتن
نباید گشت با بید ر دهر گز وصف حسن تو — که بیجا صل بود بسیار از گل با زغن گفتن

غم تو از دل محیی نخواهد شد بآسانی
که نتوان با شهپناه بیجهت ترک وطن گفتن

منکه هستم زنده دور از دلربای خویشتن — گر بر فتم میکشد باشد بجای خویشتن

نی مرا در خانهٔ کس راه و نی در مسکنی
میتوانم بود یکدم در سرای خویشتن

ای که می نالی ز عشق یار جور روزگار
سوی من می بین و کن شکر خدای خویشتن

گر ز عشق افزون بود در دلی پایان من
فکر میکردم بجان کند هوای خویشتن

تا نهادم بر سر کویت قدم بی اختیار
توتیائی دیده سازم خاکپای خویشتن

بسکه زاری میکنم بیهوش گردم هر زمان
باز می آیم بهوش از ناله های خویشتن

غیر محیی کو خود از بهر تو خواهد در جهان
هر که میخواهد ترا خواهد برای خویشتن

گر تو طلبی داری بیداری شبها کو
یا ذکر خدا بودن در خلوت تنها کو

آن دوست ز هر ذره خود را به شما بنمود
در مشرق و مغرب یک دیدهٔ بینا کو

هر چیز که زو هستی بهر تو مهیا کرد
تو تسبیح نمیگوئی کان خالق اشیا کو

بسیار گنه کردی از حق تو نترسیدی
از ترس عذاب حق نالیدن شبها کو

چون گوئی یا الله گویم بتو لبیک
این بنده نوازی‌ها جز حضرت ما را کو

بر خود و نکردی رحم من بر تو کنم رحمت
دستگیر گنهگاران غیر از کرم ما کو

بینندهٔ و شنونده جز من کسی دیگر نه
بی سمع و بصر چون من بینندهٔ و شنوا کو

من اول و من آخر من ظاهر و من باطن
جمله منم و جز من یک ذره تو هم یا کو

از غایت پیدای پنهان بود این دانم ... پیدای چنان پنهان میگو که تو آیا کو

ذات و صفت اسمم چون خلق نظاهر کرد ... هر کون ابد بنگر کان مظهر اشیا کو

ای دوست محیی الدین میگفت که ای عاشق

گر تو طلبی داری بیداری شبها کو

ندارم گرچه آن دیده که بینم در جمال تو ... نیم نومید چون عمرم گذشت اندر خیال تو

تو جنت را به نیکان ده مرا ده تا ابد دوزخ ... که بس باشد مرا آنجا تمنای وصال تو

من دیوانه در دوزخ به زنجیر تو خوش باشم ... اگر یکبار پرسی تو که مجنون چیست حال تو

چو بوی عشق تو آید ز مغز استخوان من ... بسوزاند مرا آتش ز عشق آن جمال تو

تو شربتهای جنت را بیاتا کی دهی رضوان ... نشد کم تشنگی ما را از آب این زلال تو

میارای همی حورعین که سرمستان آن حضرت ... جمال حق همی بینند زلف خط و خال تو

مگر پرده بیاندازی ز پیش چشم مشتاقان ... وگرنه کی توان دیدن جمال با کمال تو

بمالک گویم ای مالک چنان الله خواهم گفت ... که از الله من سوزد جهنم بد سگال تو

جگرهای کباب ما نگردد تا ابد سیراب ... مگر ساقی شود ما را خدای ذو الجلال تو

بدوزخ گر ز من پرسی که چون محیی در آتش ... شوم من تا ابد مست و کنم رقص از سوال تو

افسر شاهی نخواهم خاک پای یار کو ... بال کو نشکن هما آن سایه دیوار کو

سرو را گیرم که دارد با قد او نسبتی
آن گل رخساره و آن شیوه رفتار کو

در همان گیرم که گل بار آرد و چنبد ز باد
آن تبسم کردن آن شیرین لب و گفتار کو

دیدهٔ آهو اگرچه دلفریب آمد و لے
آن کرشمه کردن و آن غمزهٔ خونخوار کو

وصل او دشوار بی او زندگی دشوارتر
مردن بی زخم هم شکست پای دار کو

ای خوش آن عاشق که عشق خویش نباشد زیار
وصل و هجر آنجا نگنجد یار کو اغیار کو

جان فدایت که آوردی خبر زان تندخو
باز پرسید از رقیبان محیی افگار کو

من کیم رسوای شهر و عاشق دیوانهٔ
آشنا با هر غمی و ز خویشتن بیگانهٔ

هم شوم شاد از غمش گر در دلم منزل گرفت
هم شوم غمگین که او جا کرد در ویرانهٔ

ترک شهر آشوب من در کشوری منزل نکرد
تا نکرد اوّل غمش صد رخنه در هر خانهٔ

گه گیاه درد روید از دلم گه خار غم
من بحیرت کین همه گل چون فدا از دانهٔ

میخورم خون دل و خود را به مستی میدهم
تا کنم گستاخ منشین ناله مستانهٔ

گفته محیی که باشد تا دم از عشقم زند
در طلب فرزانهٔ در عاشقی مردانهٔ

ردیف یا

بگو ای این دل اشکین کشته جور و جفا تاکی
کجا ای لذت شادی و غم درد و بلا تاکی

شدم بیگانه از خویش و نگشت آشنا با من | کند بیگانگی چندین بمن آن آشنا تا کی
بمن قصد بهجو من درره فتاده از برای تو | ز حد بگذشت مشتاقی نیایی سوی من تا کی
دلم طاقت نمی آرد تو هم انصاف پیش آور | ز تو جور و جفا چندین ز من مهر و وفا تا کی
بروای جان ازان گلزار بوی سوی من آور | کشیدن منت بسیار از باد صبا تا کی
کشا نید قبا با من بیا سایم ز غم خود | گره در دل مرا باشد ازان بند قبا تا کی

گر او را کشتنی باشد بکش ورنه کن آزادش
بود در دست تو محیی اسیر و مبتلا تا کی

گر دل غم پرور ما غمگساری داشتی | با بلا خوش بودی و در غم قراری داشتی
نام مجنون در جهان هرگز نبودی اینچنین | گر چنان بودی که چون من یادگاری داشتی
هر دو عالم را ز یک پرتو سراسر سوختی | آفتاب از آتش من گر شراری داشتی
گل چرا غرق عرق گشتی ز خجلت پیش او | گر نه آن بودی که از رشک تو خاری داشتی
نسبتی میداشت با من شمع در سوز و گداز | گر دل بریان و چشم اشکباری داشتی

یار محیی گر شودی زخم میان مردمان
ترک یاری خویش کردی هر که یاری داشتی

بیوفا یاری چنین تا کی جفاکاری کنی | غیب وقت آنکه یک چندی وفاداری کنی

این چه قسمت باشد ای بیرحم انصافی بده
بر من مسکین ستم با دیگران یاری کنی

با وجود مردم دیگر نمی دانم چرا
میل دایم جانب رندان بازاری کنی

وقت آن آمد که دست بر دل زارم نهی
خون شد از دست تو دل تا چند خونخواری کنی

خانهٔ دل گر فرو ریزد ز بیداد روی گشت
سهل باشد شهر عمارت کش تو سرداری کنی

شیون و زاری مکن یحیی که گرگان سنگدل
جور افزون میکنند هر چند تو زاری کنی

اینکه سر بر تن بود بردار بودی کاشکی
دین بدن خاشاک راه یار بودی کاشکی

تا صبا خاکم نبردی از سر کوی حبیب
خاک من خشتی از آن دیوار بودی کاشکی

چون تو گاهی میکنی پرسش مریض خویش را
دائما چون دل تنم بیمار بودی کاشکی

بسکه بیداد تو افزون میشود گویند خلق
جور ایشان تو هم چون یار بودی کاشکی

با وجود از جور بسیار تو گریم هر زمان
اینکه با شد اندکی بسیار بودی کاشکی

چون تو نتوانی که همچون گل جدا گردی ز خار
یحیی افگار توان خار بودی کاشکی

برون آ شهسوار من تعلل بیش ازین تا کی
ز حد بگذشت مشتاقی تحمل بیش ازین تا کی

تو حال من همیدانی و میدانم که میدانی
چه خود را دور میگردی تغافل بیش ازین تا کی

بطرف گلستان بگرہ درآ و قدر گل بشکن		کشیدن درد سرخندین ز بلبل بیش ازین تاکی

اگر میل غزاداری بیا و قتل محیی کن
بکار آچنین بنگو تامل بیش ازین تاکی

تمت

خاتمۃ الطبع

سبحانہ ما اعظم شانہ درین زمان سعادت اقتران وہنگام میمنت فرجام دیوان کرامت بنیان من تصنیفات کرامت آیات مہر منیر سمای عرفان غواص محیط زخار ایقان سیاح صحاری تجرید سباح بحور تفرید صاعد مصاعد طریقت احمدی سالک مسالک حقیقت سرمدی عارف رموز یزدانی مقبول ومحبوب سبحانی سرگروہ اولیاء اللہ مقتدای کاملین حق آگاہ فرزند رسول جگر گوشۂ بتول پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت قطب الاقطاب غوث الاعظم میران محیی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بہ نہایت حسن کتابت از اہتمام بلیغ وسعی فراوان در مطبع اقبال مطلع عالیجناب معلی القاب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای واقع کانپور بار ششم در ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ع حلیۂ انطباع در بر کشید

منبع صفا سرور مکین لامکان فضل وحق جلیل دین لاز وزمان

کتاب لاجواب مجمع دُرر بحر طریقت مطلع مهر سپهر حقیقت یعنی

دیوان حضرت خواجه معین الدین حسن چشتی رحمة الله علیه

به تصحیح تمام وسعی مالا کلام تیمناً وتبرکاً برای افادهٔ خاص وانام

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مزین بطبع شد

بسم الله الرحمن الرحیم

ردیف الالف

ربود جان و دلم را جمال نام خدا | نواخت تشنه لبان را زلال نام خدا

وصال حق طلبی همنشین نامش باش | ببین وصال خدا در وصال نام خدا

میان اسم و مسمی چو فرق نیست ببین | تو در تجلی اسما کمال نام خدا

یقین بدان که تو با حق نشسته شب و روز | چو همنشین تو باشد خیال نام خدا

ترا سزد که پری در فضای عالم قدس | بشرط آنکه بپری ببال نام خدا

چو نام او شنوم گر بود مرا صد جان | فدای اوست بعز و جلال نام خدا

معینی ز گفتن نامش ملول کی گردد | کرا ز خداست ملالت ملال نام خدا

غزل

ما طلبگار توایم و تو گریزانی ز ما　　ما ببوییت مقبل و تو روی گردانی ز ما

ما بردن از شش جهت وز صد جهت پایان تو　　چند خود را هر طرف مشغول گردانی ز ما

هر کجا خواهی شدن ما با تو هم ای بیخبر　　ما نمی مانیم از تو گر تو وا مانی ز ما

ما چو بحر و تو چو ابری بار ما کش غم مخور　　باغ را خندان کنی گر چند گریانی ز ما

گفتمش تا چند در پرده نهان خواهی شدن　　وقت آن آمد که دیگر رو نپوشانی ز ما

گفت من بی پرده ام گر پرده بینی آن توئی　　تا تو هستی در هزاران پرده پنهانی ز ما

چون توئی ما شیئت حقیقی چند نام این و آن　　این وجود عارضی باشد که بستانی ز ما

گفته چشتم ز سر آنکه ظاهر شد معین　　من چه گویم کز که شد چون خود همیدانی ز ما

غزل

دلا بصحبت رندان بزم عشق درآ　　که جرعهٔ ز شراب بقا دهند ترا

بیا و هر دو جهان را به ششدر انداز　　درین قمار بیکدست هر چه هست درآ

اگر بقا طلبی اول فنا باید　　که تا فنا نشوی ره نمی بری به بقا

تو باز شاهی و از دست شاه پریده　　بغیر شاه مکن میل و سوی شه باز آ

ز ظلمت بشریت چو بگذری برسی　　ازین حضیض و ناسوت بر اوج او ادنی

براق عشق برانگیز صد قدم طی کرد | تو هم مضائقه بگذار و یک قدم پیش آ
تو چند در طلب یار در بدر گردی | بخود نگر که تو بی مظهر همه اسماء
باین مبین که تو خاکی و خاک تیره بود | باین نگر که تو آئینهٔ جمال نما
سحاب عشق چو باران شوق میبارد | عجب مدار اگر از خاک بشگفد گلها
نقاب هستی خود را تو از میان بردار | دگر ببین که جمال که میشود پیدا
بگیر مصقلهٔ عشق و زنگ تن بزدای | ببین در آئینهٔ جان جمال جانانرا
بکوش تا که ز چشمت غبار برخیزد | که تا معاینه بینی ظهور نور خدا
اگر تجلی نور قدم همی خواهی | معین نقاب حدوث از جمال خود بکشا

غزل

هر که روزی یک قدم برداشت اندر راه ما | عاقبت ره برد سوی بزم عشقگاه ما
آفتاب از اوج عزت رخ نهد بر خاک پاش | هر که بر رویش نشیند گرد از درگاه ما
بر دواند اسپ همت بر فراز نه سپهر | هر گدائی کو نهد رخ بر بساط شاه ما
یک نشان با من بگوی از رهروان راه عشق | تا مگر باشد براه آید دل گمراه ما
پردهٔ هستی اگر سوزی بنار لا اله | آن زمان بی پرده بینی نور الا الله ما
جان برافشاندن بیادش از خدا میخواست دل | شد بحمد الله میسر عاقبت دلخواه ما

بر دلِ غافل کجا تابد فروغ مهر دوست
مهبطِ آن نور نبود جز دلِ آگاه ما

من از آن ترسم که سوزد بالهای قدسیان
شعله گر بر فلک تابد ز سوز آهِ ما

در شبستان بدن نور رخش مطلب معین
عالمِ جان بین منور از فروغ ماهِ ما

غزل

ز پیش خویش برافگن نقاب دعوی را
ببین بکسوتِ صورت جمال معنی را

بزن بسنگ ملامت زجاجهٔ ناموس
بکوی عشق بریز آب روی تقوی را

چو هشت باغ جنان خوشهٔ ز خرمن ماست
بنیم جو نه خرم کشت زار دنیا را

بحقِ او که بکونین چشم نگشایم
که تا نخست نه بینم جمال مولی را

ز برگ برگ درخت وجود خوش شنودم
رموز عشق که گفت اندر خت موسی را

اگر ز آتشِ عشقت بسوختم چه عجب
که کوه تاب نیاورد یک تجلی را

معین بچشم خرد حسن دوست ننماید
ببین بدیدهٔ مجنون جمال لیلی را

ردیف الباء

ای ز شرم روی ماهت در عرق غرق آفتاب
وز فروغِ ماه رخسار تو مه اندر نقاب

آفتاب از خاک راهت یافت حشمت لاجرم
در فضای آسمان زد خیمهٔ زرین طناب

گر ز انوار رخت یک شعله تابد بر فلک
از حیا مستور گردد آفتاب اندر نقاب

نور حقیقت آن مجسم گشته در ذات نبی | همچو نور ماه کز خورشید کرد است اکتساب

نقرهٔ خنگ چرخ را از مه کشد زرین لگام | در شب اسرا چو آرد پای همت در رکاب

از فلک بگذر که فوق العرش منزلگاه اوست | چون کند عزم سفر آن خواجهٔ عالیجناب

سر ما اوحی نگنجد در ضمیر جبرئیل | کشف اسرار لدنی کی کند ام الکتاب

در مقام لی مع الله از کمال اتصال | از خدا نبود جدا همچون شعاع از آفتاب

از محمد دیده باید فرض کردن در بهشت | چونکه بیرون آید انوار تجلی از حساب

یا رسول الله شفاعت از تو میدارم امید | با وجود صد هزاران جرم در روز حساب

اندران روزیکه بهر انتقام عاصیان | آتش دوزخ برافروزند علم از التهاب

در خیال من نمی گنجد تمنای بهشت | دارم از فضلت امید رستگاری از عذاب

هرچه خواهی با معینی بیش بر از مهر و لطف | لیکن از درگه مران والله اعلم بالصواب

غزل

بگوش جان من آمد ندای عالم غیب | ز خوان وصل شنیدم صلای عالم غیب

بباغ قدس تماشا خوش است اگر خواهی | برآ بمنظرهٔ دلکشای عالم غیب

بحر قلزم وحدت کنید شنا ورزی | ولیکه گشت بجان آشنای عالم غیب

دلا ز مطلع غیبی بتافت نور ظهور | گرفت کون و مکان را ضیای عالم غیب

جمال شاهد جان بین ورای پردهٔ خاک
چنانکه نور خدا از ورای عالم غیب

مشام روح مروح کن از روائح قدس
ز نفحهٔ نفس عطرسای عالم غیب

ندای عالم غیب از رهِ حق نمیشنوی
شنو ز لفظ پیمبر صدای عالم غیب

ترا بحضرت عزت همی نماید راه
محمدِ عربی رهنمای عالم غیب

بر اوجِ طارمِ قدس آمد از نشیمنِ خاک
نهاد بزمِ طرب در فضای عالم غیب

نشست بر پرِ جبریل و بال اسرافیل
که تا رسید بخلوت سرای عالم غیب

چه شد ندیم سراپرده گفت جبریلش
که هین بگوی محمد ثنای عالم غیب

چو او نمود بعجز اعتراف لا احصی
ثناش گفت بقرآن خدای عالم غیب

زدود جام دل از صیقل محبت پاک
بدید نور خدا در صفای عالم غیب

عروج نیست میسر بر اوج او ادنی
مگر به پیروی مقتدای عالم غیب

ز شاخ سدره برآرد صفیر نغمهٔ عشق
چو بلبلی که بود خوشنوای عالم غیب

معین چو طائر قدس از قفس برد دیر
گهی که در سرش افتد هوای عالم غیب

غزل

خزینهاست مرا پر ز نقدِ علم و ادب
کجاست آهِ سحرگاه و نالهٔ دل شب

مباش تشنه لب اندر بوادی عصیان
که بحرِ رحمتِ ما موج میزند بر لب

ظهور نور ربوبیت از برای تو شد / ازان زمان که ترا گفته ام الست بربّ

تو بنده من و من ربّ تو بحشر بس ست / ز مادر و پدرت چون کنیم قطع نسب

هزار دام کشادم که کرده ام صیدت / گرت کنون برهایم ز دام خود چه عجب

هزار بار جواب تو گفته ام لبّیک / بدان امید که یکبار گوئیم یا ربّ

نظر برحمت ما کن مخور فریب عمل / چو شد پدید مسبب معطل ست سبب

جمال ذات بحسن صفت بیارایم / حجاب بر فگنم پس بگویمت فارغب

مرا مجو که نیابی بباغ عالم قدس / درون سینه سوزان عاصیان طلب

بوقت درد و طلب لطفهای من دیدی / قیاس کن که چه بینی بوقت عیش و طرب

معین ز نام و نشان درگذر که در ره عشق / غلامی سگ کویش ترا بس ست لقب

ردیف التاء

عالم نمی از رشحه بحر کرم اوست / آدم کف خاکی ز غبار قدم اوست

آدم شده بیدار و هنوز او بشکر خواب / شاباش وجودیکه طفیل عدم اوست

عیسی که چو خورشید زند خیمه بر افلاک / در آرزوی سایه عالی علم اوست

دُر در شکم بحر نهانست و دل او / دُر نیست که صد بحر نهان در شکم اوست

هر بنده که دارد خط آزادی دوزخ / آن بنده غلام وی و آن خط رقم اوست

شادی جهان کرد فدای غم امت — دانست که شادی جهانی به غم اوست

چون دید که نیکی و تو کم بود بدی بیش — زین واسطه دائم که غم بیش و کم اوست

جانم که طپد هر نفس از بهر وصالش — موقو بروان آمدن دمبدم اوست

داریم امیدی که نپرسند بمحشر — تقصیر معینی که بنا بر کرم اوست

غزل

تویی که جز تو ترا خود حجاب دیگر نیست — بغیر نور رخت را نقاب دیگر نیست

تویی معرف خود لاجرم بدیهی گشت — که در تصور تو اکتساب دیگر نیست

رموز عشق ز لوح دلم مطالعه کن — که حل نکتهٔ عشق از کتاب دیگر نیست

شهود حق طلبی از وجود خود بگذر — که جز وجود تو اورا حجاب دیگر نیست

ز قشر تن بگذر در لباب جان بنگر — دران لباب عجب گر کتاب دیگر نیست

بمرد زاهد ما در خمار خمر بهشت — گمان برد که جز آن می شراب دیگر نیست

چو محو تست معین نام او چه می پرسی — که جز خموشیش اکنون جواب دیگر نیست

غزل

آنچه نورست که بر کون و مکان تافته است — نور عشقست که از مطلع جان تافته است

عشق مانند هما نیست که از اوج شرف — سایهٔ دولت او بر دو جهان تافته است

تو درون دل و بوی تو ز خود می شنوم / نکهت عطر تو بر غالیه دان تافته است
بهر نادیدن خفاشش نگردد پنهان / آفتابیکه ز هر ذره عیان تافته است
خواست خیاط قضا خلعت خاصی دوزد / رشته ما و ترا بر هم ازان تافته است
عکس رخسار تو در دیدهٔ گریان منست / همچو خورشید که در آب روان تافته است
شعله زد آتش دل از نفس سوزانم / آه ازین سوز که بر کام و زبان تافته است
بر سر راه طلب عاقبت آریم بکف / دولتی را که ز عشاق تافته است
بزم خاص است معین بادهٔ وحدت پیش آر / هان که مستی تو بر مجلسیان تافته است

غزل

چشم بگشای که آفاق پر از نور خداست / خالی از نور خدا در همه آفاق کجاست
معنی کز نظر خلق نهان بود مدام / نیک بنگر که نمودار ازین صورت ماست
آنجا لیکه نظر نیز در آن محرم نیست / همچو خورشید در این آئینهٔ ما پیداست
گفتمش چند بود حسن تو پنهان گفته / حسن پیداست ولی دیدهٔ بینا کراست
سبک آ از خود و از هر خرفی بهره مجوی / که کششها همه در جاذبهٔ کاه رباست
طبل عشقست که در کون و مکان میکوبند / پنبه از گوش برون کن بشنو کین چه صداست
شد معین با تو یگانه نگه وحدت محرم / تا که از هستی از نیستی خویش جداست

غزل

مستم امروز از آن باده که جام الست — تا ابد چاشنی عشق تو در کام دلست

تشنگی دل از آن نیست که یابد تسکین — که همه جوی بهشت است که یک جام دلست

تن پرستی ست که میلش به نعیم دو جهانست — جام دیدار خدا وعدهٔ انعام دلست

اضطراب دلم آرام نگیرد به بهشت — دیدن روی دلآرام من آرام دلست

میرود هر نفس از دل بخدا پیک دعا — قدسیان را به فلک گوش که پیغام دلست

چون دل از عالم پاک آمده در کشور خاک — هم بآنجا رود آخر که سرانجام دلست

از تو تا دوست گر از عرش بود تا ثری — از کم و بیش میندیش که یک گام دلست

سرکشی چون کند آن تن که دلش گشت اسیر — تو ببین نفس چه حست ولی رام دلست

ظلمت غار بدن گشته حجابست ورنه — تابش نور خدا بر در و بر بام دلست

طائر عشق که از کون و مکان آزاد است — مرغ زیرک صفت آویخته در دام دلست

خطبهٔ سلطنت و سکهٔ دولت که زدند — تاجداران ملائک همه بر نام دلست

نکتهٔ عشق که بر لوح بیان ثبت نیست — بر معینی همه معلوم به اعلام دلست

غزل

آتشی افروخت عشق و جسم و جان من بسوخت — گفتم آهی برکشم کام و زبان من بسوخت

آتشِ دوزخ ندارد تابشِ روزِ فراق — آه ازین آتش که پیدا و نهان من بسوخت

نارِ دوزخ گرچه سوزد پوستهای عاصیان — آتشِ هجر آتشِ مغزِ استخوان من بسوخت

نعمتِ هر دو جهان با عافیت میخواست دل — آتشِ عشق آمد و هر دو جهان من بسوخت

دنیا و عقبیٰ برفت و عشقِ مولیٰ ماند و بس — سطوتِ نورِ تجلی این و آنِ من بسوخت

اهلِ عقبیٰ سود بردند و طالبِ دنیا زیان — گرمیِ بازار او سود و زیان من بسوخت

تشنهٔ دیدار یارم در بیابانِ طلب — کآتشِ این تشنگی روح و روانِ من بسوخت

چون نشان بنشانی در رهِ گمنامی است — برقِ استغنا از آن نام و نشانِ من بسوخت

چونکه در مرآتِ جان دیدار جانان شد عیان — ظلمتِ تن در ظهورِ نورِ جان من بسوخت

صد هزاران پرده بود اندر میان ما و دوست — جمله از یک شعلهٔ آه و فغانِ من بسوخت

گر معینی بیش ازین گفتی ز حسنش شمه — این زمان نورِ رخش شرح و بیان من بسوخت

غزل

آتشی آمد پدید و جسم و جان یکسر بسوخت — دل درون سینه ام چون عود در مجمر بسوخت

سوخت جسم و جانم ای محرم خدا را باز پرس — کین چه آتش بود کز روی جمله بحر و بر بسوخت

آنچه آتش بود کامد حاصل از مقعد حب — کین هما کز عقل را در اوج فکرت پر بسوخت

اخگری بود پنهان زیر خاشاکِ وجود — عاقبت یک شعله زد مجموع خشک و تر بسوخت

من ز دیده ریختم آبی که ننشیند عَلَم / ز اشک خون آلود بود و آتشم بهتر بسوخت
خواستم آهی زنم شاید که سوزم کم شود / در تنم آتش فتاد و بر فلک اختر بسوخت
خلق گویندم معین این رمز بر منبر مگوی / آه کین آتش هزاران واعظ و منبر بسوخت

غزل

کسیکه عاشق و معشوق خویشتن همه اوست / حریف خلوت و ساقی انجمن همه اوست
اگر بدیدهٔ تحقیق بنگری دانی / که ناظر دل و منظور جان و تن همه اوست
چو اندر آینهٔ دل فتاد عکس رخش / چنان نمود که در جسم و جان من همه اوست
اگر تو خرقهٔ هستی خویش پاره کنی / نظر کنی که درین زیر پیرهن همه اوست
ز جام عشق نه منصور بیخود آمد و بس / که دار نیز همی گفت با رسن همه اوست
که بود آنکه قرین ساخت با اویس قرن / سوی مدینه که آورد از قرن همه اوست
رموز عشق کند آشکار و ننشنید / چو دل بدید که در سرّ و در علن همه اوست
مگو که کثرت اشیا نقیض وحدت تست / تو در حقیقت اشیا نظر فکن همه اوست
تعینست گر از اعتبار ما و منست / ز اعتبار گذر کن که ما و من همه اوست
چو نالی که نهد بر دهان نی لب خویش / نهاده بر دهن عاشقان دهن همه اوست
چه جامی باده و جام و کدام ساقی مست / خموش باش معینی و دم مزن همه اوست

غزل

یارب این صورت که در مرآت جان پیداست کیست
آنچنان حسنی درین پرده نهان پیداست کیست

ذره ذره نیست خالی در همه کون و مکان
وانکه بیرون است از کون و مکان پیداست کیست

آفتابی در لباس ذره های مختلف
نور دیگر میفروزد هر زمان پیداست کیست

گر لقا هر در لباس ما توئی پیدا ولیک
آنکه پنهانست اندر مغز جان پیداست کیست

آنکه اندر بزم جان هر دم بآوازی دگر
مینوازد پردهٔ صاحبدلان پیداست کیست

آنکه خود بر خود تجلی میکند پس خود بخود
عشق میبازد بنام عاشقان پیداست کیست

چند پرسی ای معین من و تو در میان
آنکه مقصود از من و تست از میان پیداست کیست

غزل

نام او میبردم اول تا چنان شد عاقبت
کو چو شیر اندر رگ جانم روان شد عاقبت

یاد او با جان چنان آمیخت کز فرط طلب
یاد او او گشت او در جان شد عاقبت

خلق میگفتند یادش تا جنون خواهد کشید
این سخن باور نکردم تا چنان شد عاقبت

مدتی دل را توقع بود زان لب شربتی
آرزوی دل بکام عاشقان شد عاقبت

آنکه اندر پردهٔ عصمت گهی مستور بود
پرده ها افگند و رسوای جهان شد عاقبت

رشتهٔ جان مرا بگسیخت مقراض فراق
ناامید وصل تو پیوند جان شد عاقبت

هر ولی کز بی نشان میخواست تا یابد نشان | چون معین در بی نشانی بی نشان شد ثابت

غزل

در ره عشق توام درد تو همراه بس است | مونس خلوت دل آه سحرگاه بس است
ره مخوفست و شب مظلم و دشمن به کمین | رهبرم نور توکلت علی الله بس است
در حریم حرم خاص گرت ره ندهند | همت از دور زمین بوسی درگاه بس است
حسن ساقی تو پرده اگر جلوه نکرد | عکس افتاد بجام دل آگاه بس است
چو من القلب الی الرب بگشادند دری | پای دامن کش و بنشین که همین راه بس است
حشم عقل بزیر علم عشق در آر | در سپاهی که هزار اند یکی شاه بس است
همچو خورشید مکن جانب هر ذره نگاه | زانکه در فسحت دل منزل یکماه بس است
تو نکو خواه دهی و جنت وصل آن تو شد | و آتش هجر نصیب دل بدخواه بس است
گر مطیعان همه طاعت ببر دوست برند | ای معین بدرقه آه تو یک آه بس است

ردیف الحاء

مراز عشق تو دردیست در دل مجروح | که گر چه شرح دهم هم نمی شود مشروح
فتوح عالم غیبی همی کنند نثار | گهی که درگه میخانه می شود مفتوح
صباح روز ازل ساقی الست چه گفت | ابا فریق سکارا تهادروا الصبوح

چه جرعه هاست که بر خاک تن نمی ریزد	ز باده که دلم میکشد ز ساغر روح
سوار کاری میدان چرخ می سزدت	اگر ز دست نمانی لگام نفس جموح
فنور وجه حبیبی بعد ما طلعت	بلا مظاهر آیا تهر تکاد تلوح
معین به عشق ده جان مگیر عیب که مور	برد به پیش سلیمان بجز و خویش فتوح

قصیده　ردیف الدال　حمد

حمدیکه همچو بحر کرم بیکران بود	حمدیکه شکر نعمت هر دو جهان بود
حمدیکه در تضاعف ذرات کائنات	چندانکه مستزاد کنی بیش از آن بود
حمدی بدان مثابه که ادراک کنه آن	برتر ز پایه خرد خرده دان بود
حمدیکه چون عماری عزت کند روان	بر مشکب ملائکه حکمش روان بود
حمدیکه در هوای هویت همای وار	بر تختگاه ملک قدم سایبان بود
حمدیکه ظل رافتش ار بر کسی فتد	بر مسند مقاصد خود کامران بود
حمدیکه چون ز حیطهٔ جان سر برون کند	هر تار موی بر تن از آن صد زبان بود
حمدیکه چون قدم کشد از ضیق کن مکان	جولانگهش نباحیت لامکان بود
حمدیکه چون زبان دهنش زید بیان	تحسین قدسیان هم نعم البیان بود
حمدیکه در سواش ملائک فگنده ده	آنخود چه جای حوصلهٔ انس و جان بود

حمدیکه نه ملک کند انشا نه انس و جان | بل خود بذات خود متصدی آن بود
باد انشار بارگه قدس کبریا | کان مصعد محامد قدوسیان بود
آنچه نا قصیکه بگویندگان + | کی درخور خدای حق عز و شان بود
لا احصی ست تحفهٔ خاصان درآنجناب | این گفتگو چه لائق آن آستان بود
در اوج کبریاش فگندست بال عجز | آن شاهباز قدس که عرشش آشیان بود
اولی نشان مخفی چه جوئی ازو نشان | هر ذره بی خدائی او صد نشان بود
چشمت چو نیست پرده ز رخ کی برافگند | صاحب نظر کجاست که او خود عیان بود
آنرا که پرده ها ز نظر برگرفته اند | در صد هزار پردهٔ دیگر نهان بود
حقا که کوششی تو بجائی نمیرسد | گر بکششش ز جانب او هر زمان بود
سد وجود بشکن اگر مرد این رهی | ورنه هزار ساله ره اندر میان بود
او بود در ازل متوحد که در وجود | جزوی نبود و تا به ابد همچنان بود
از مطلع وجود چو نور قدم تافت | از ظلمت حدوث چه نام و نشان بود
تا حسنش از دریچهٔ هستی نمود رخ | زین گفتگو بهر سر کوی داستان بود
ز آئینهٔ وجود نماید بآب و خاک | آن صورتیکه معنی روح روان بود
در نقطه گاه خاک مبین جز باعتبار | کان مرکز محاذ ز هفت آسمان بود

اندر دهان خاک نهد نفس ناطقه ... تا از زبان غیب ترا ترجمان بود
گنجی که شاه عشق نهد در دل خراب ... نقد دو کون در عوضش رایگان بود
هر هفت دوزخ از تف دل یکشراره ایست ... هر هشت خلد یک گل ازین بوستان بود
دیو و ملک بنقطهٔ دل در تنازع اند ... چون سعد و نحس کشتن تو فلک اقتران بود
عقل و هوا فرشته و دیو اند در نهاد ... با جسم و جان نشان همه مشکل تعبان بود
جان از درون حکمت و تن از شهوت است ... نقصان این مقوی و رجحان آن بود
کم خوردنست مایهٔ حکمت در آن فزای ... سود دلست گرچه که تن را زیان بود
تن مرکبیست بسته بر آخر نه بهر رزم ... آن به که روز معرکه لاغر میان بود
دل چیست در بحر صفا دان کرا سزد ... آنرا که چون صدف همه تن استخوان بود
جان چون مسیح گر رهد از مهد مریمی ... با روح قدس تا بفلک هم عنان بود
هر کس که پا بدامن همت کشد چو کوه ... از تند باد حادثه اندر امان بود
وانرا که دل بکف بود از بهر دوست ... دل همچو بحر باشد و کف همچو کان بود
وانرا که دیده تر بود از آتش درون ... چو ابر بر بساط جهان درفشان بود
در محنت فراق چو دل میرود ز دست ... در لذت وصال به بین تا چه سان بود
از ذره ذره اش بچکد قطره قطره خون ... با هر دلیست که عشق تو در امتحان بود

هر مرهمی ز غیر تو بر دل جراحت است — زخمی که از تو میرسد آرام جان بود
یا رب بحق سید کونین مصطفی — کش جسم و جان خلاصهٔ کون و مکان بود
شاهی که تخت سلطنتش گر برون زنند — قدرش فراز مملکت کن فکان بود
آنخواجه کز حریم حرم تا فضای قدس — گاه عروج نه فلکش نردبان بود
آن خرقه پوش فقر که بر دوش عرشیان — از گرد دامن کرمش طیلسان بود
یاران اهل بیت که در دار ضرب عشق — بر نقد دوستی رقم نام شان بود
زایشان شنیده ام که ز لطف تو بندگان — هر چه گمان برند یقین آن عیان بود
نومید چون شود دل و جان امیدوار — جائی که رحمت و کرم بیکران بود
دارد معین برحمت حق منتهای تو — امید از آن زیاد که اندر گمان بود

غزل

ای از ظهور نور تو کون و مکان پدید — از عرش تا بفرش ز نور تو آفرید
شمس و قمر بگو که انوار انبیا — اندر ظهور خویش ز نور تو مستفید
بر روی هر که بسته سعادت در عطا — وقت دعا سپرده بدربان تو کلید
شد در تشیید شمشیر سلطنتش گردن استوار — اندر ربقهٔ متابعتت هر که سر کشید
جانان که ز معین چو آهوی وحشی رمیده بود — بر بوی مشکنافهٔ زلف تو آرمید

تو بحر رحمتی و من آلوده گناه — پاکم بشوی ای ز تو پاکی هر پلید

هر دیده را تحمل دیدار دوست نیست — جز دیده که وام کنند از تو اهل دید

از جام صاف عیش کسی چاشنی گرفت — کز خم عشق دردی درد تو درکشید

زانم چه غم که هر نفسم عمر کم شود — چون مهر تست در دل و جان میدهم نوید

خواهد معین که حسن تو بیند معاینه — خرسند تا بکی شوم از گفت و از شنید

غزل

ای تو سلطان دار ملک وجود — همه عالم طفیل تو مقصود

مرکز محور وجود توئی — که به تو قائمست هر موجود

اول و آخر بجان و به تن — ظاهر و باطنی بحشمت وجود

مبدات از کجاست منه بدا — منتهی تا کجا الیه یعود

ز اولت نام از آن محمد شد — کاخرت راست عاقبت محمود

گر ملک سر کشد ز خدمت تو — همچو ابلیس میشود مردود

شده جام جهان نمای دلت — مظهر اسم شاهد و مشهود

جام جانت ز دوده صیقل عشق — از برای ظهور نور شهود

تا نموده ز جام هستی تو — هرچه بود است و هست خواهد بود

می فرستد معین درود بتو | حق تعالی ز من شود خوشنود

غزل

در جان چو کرد منزل جانان ما محمد | صد در گشاد در دل از جان ما محمد

ما بلبلیم نالان در گلستان احمد | ما لؤلؤیم و مرجان عمان ما محمد

مستغرق گناهیم هر چند عذرخواهیم | پژمرده چون گیاهیم باران ما محمد

از درد و زخم عصیان ما را چه غم چو سازد | از مرهم شفاعت درمان ما محمد

امروز خون عاشق در عشق اگر بریزد | فردا ز دوست خواهد تاوان ما محمد

ما طالب خدائیم بر دین مصطفائیم | بر درگهش گدائیم سلطان ما محمد

از آستان دیگر ما آمدیم بر سر | وانرا که نیست باور برهان ما محمد

ای آب و گل سرودی جان و دل درودی | تا بشنود به یثرب افغان ما محمد

در باغ و بوستانم دیگر مخوان معینی | باغم بسست قرآن بستان ما محمد

غزل

اگر لباس حدوثم بدر کنی چه شود | مرا ز سر حقیقت خبر کنی چه شود

بکوی خسته دلانی که جان رسیده بلب | اگر برسم عیادت گذر کنی چه شود

که سر نهاده برین در که در گشاده نشد | شبی بصدق برین در بسر کنی چه شود

دلا جمال خدا چشم سر نمی بیند
اگر بدیدهٔ سر یک نظر کنی چه شود

گر اعتدال هوای محبتش خواهی
هوای خویشتن از سر بدر کنی چه شود

بگو بعقل که تا چند شش جهت گردی
جهات را همه زیر و زبر کنی چه شود

بگفتمش چه سفرها معین بپای تو کرد
بگفت یک قدم از خود سفر کنی چه شود

غزل

مگر فصل بهار آمد که عالم سبز و خرم شد
مگر وصل نگار آمد که دل با عیش همدم شد

بیا همچون خلیل امشب نظارت کن برون بنگر
که نور حق پدیدار از همه ذرات عالم شد

هزاران جام هر لحظه بکام دل همی ریزد
ازان دریا که یک قطره نصیب ابن ادهم شد

دلم را ناله و افغان چو نی زان رو معین آمد
که تقسیم ازلی با شد صدا گر زیر و گر بم شد

چو در دل در دمید آنشه ز روح خویشتن [illegible]
ز غیب الغیب شد آگه دلی کو محرم دم شد

ملائک بهر یک قطره بمانده چون صدف تشنه
هزاران بحر بی پایان نثار خاک آدم شد

دل من هم نمیخواهی دل غمگین بدست آور
چو دل غمگین بحشتی آمد غمها جمله بیغم شد

اگر با یار خود باشی ترا دوزخ بهشت آمد
وگر بی یار خود مانی ترا جنت جهنم شد

الا ای ناصح عاقل صلاح از ما چه میجویی
ترا شیخی نصیب آمد مرا رندی مسلم شد

اگر با دیدهٔ ارنی ز هستی سوی مستی رو
قدح جانی خدائی بین که بر مستان دمادم شد

مگر آن ساقی وحدت نقاب از رخ برافگنده ‌‌ ‌ ‌ که جام و باده یکسان گشت و بحر و قطره و شبنم شد

مرا میگفت کای عاشق بمعشوقی رسی آخر ‌ ‌ ‌ بحمد الله که از عالم برفتم تا که آن هم شد

چو بحر عشق موجی زد سحاب جود باران شد ‌ ‌ ‌ وجود واجب و ممکن مثال بحر و شبنم شد

ز هستی چون جدا گشتم حریم کبریا گشتم ‌ ‌ ‌ چو من از خود فنا گشتم چه گویم هر چه گویم شد

معین را در غم آنکس بمنبر در سخن آورد ‌ ‌ ‌ که در گهوارهٔ طفلی قرین ابن مریم شد

غزل

چشم بگشای که دیدار خدا جلوه نمود ‌ ‌ ‌ دیده شو یکسره و بر بند در گفت و شنود

عکس رخسارهٔ ساقی بنمود از رخ جام ‌ ‌ ‌ هوش و آرام ز مستان می عشق ربود

ساقی عشق مرا روز ازل باده چشاند ‌ ‌ ‌ تا ابد هم نفسم مستی دیگر بفزود

یارب این مستی من زان می بزم الست ‌ ‌ ‌ یا ز هر لحظه غمم باده و یکسر پیمود

دل چو آئینهٔ حق آمد و صیقل غم عشق ‌ ‌ ‌ ای خوش آن دل که می عشق غبارش زدود

آن دلی کز ظلمات بشری یافت خلاص ‌ ‌ ‌ عکس انوار خدا بود در او هر چه نمود

عکس حق تو و عکس تو در آئینهٔ جان ‌ ‌ ‌ عکس عکس تو یقین دان که جهان عین تو بود

باده صافست مپندار که رنگین شده است ‌ ‌ ‌ آن ز همرنگی جامست که شیشه رخ بنمود

عشق تو زد از نقاب رخ علم روز نه ‌ ‌ ‌ تا که دید آفتاب لب بشر عدم نور وجود

ذرهٔ هستی من از پی خورشید ازل — گرد از این ذره نه کن فیکون میل صعود
موج دریای قدم شبنم امکان برداشت — شد نهان غیب شهادت همه در بحر شهود
از پس پردهٔ همی پیدا نشان از من و ما — من و ما رفت همو ماند چو برقع بگشود
اول و آخر و ظاهر و باطن همه اوست — که همو بود و همو هست و همو خواهد بود
عشق بی پرده همی باخت معین با رخ دوست — پیش از این کز من و ما نام و نشان نیز نبود

غزل

این چه سوداست که اندر سر ما می‌جنبد — این سر رشته ندانم ز کجا می‌جنبد
جنبش رشتهٔ عشق از طرف تست ازلی — میلت اندر دل عشاق چرا می‌جنبد
کشش تست که کوه دلم از جای ببرد — دل نه کاهی ست که از باد هوا می‌جنبد
جنبش سایه چو از جنبش شخص ست مدام — سایه از شخص مپندار جدا می‌جنبد
هر کجا شاخ گلی هست در اطراف چمن — همه از تقویت باد صبا می‌جنبد
دست از دامن عشق تو نخواهیم گذاشت — سنجد تا رمقی در تن ما می‌جنبد
نخل عشق تو به باغ دل خود نشاند معین — بین که در صرصر غم هیچ ز جا می‌جنبد

غزل

گر آه آتش بار من یک شعله بیرون زند — این آتش پنهان علم بر گنبد گردو

ستر نهان پیدا شود کون و مکان یکتا شود
دل غرق آن دریا شود کو موج جیحون زند

ای دل تو مشکوة وی طغرای آیات وی
آئینه ذات وی کس پیش تو دم چون زند

از خنده گر ریزد نمک بر ریش جان آید همه
وز غمزه گر خنجر کشد هم بر دل محزون زند

والله که در درگاه جان چون شهد شیر آرد نمک
لیلی اگر تیر امتحان بر سینه مجنون زند

عشق از ورای لامکان زد خیمه اندر باغ جان
از خلوت خاصی چنان تخت خود بیرون زند

مفلس چو یابد گوهری چشد ز هر بد اختری
مسکین معین هر در زدان لعل دیگر گون زند

غزل

مرا در دل بغیر از دوست چیزی در نمیگنجد
بخلوت خانه سلطان کسی دیگر نمیگنجد

درون قصر دل داریم شاهی که گر گاهی
ز دل بیرون زند خیمه بچرخ و بر نمی گنجد

بصد مسند هر دل خیالش کی زند تکیه
که مهد کبریای او بهر منظر نمی گنجد

تنت گر چند موی شد حجاب جان بود ورا
میان عاشق و معشوق موی در نمیگنجد

صفیر لا ترغیبی بگوش مرغ جان آمد
که در اوج هوای عشق بال و پر نمی گنجد

نفی ذات خود بودن ز اثبات صفات الله
ترا افسر چه کار آید چو اینجا سر نمی گنجد

صدای چهر صد عاقل بمحشر نگذرد دیگر
مسائلی که در عاشق امروز بمحشر نمی گنجد

رموز عشق اگر خواهی ز لوح دل تو آن را
که حرفی از ورای آتش به دفتر نمی گنجد

ز بحر عشق یک قطره طلوع سر منصور نیست | بطرف همت عاشق ازین کمتر نمیگنجد
بآن جامیکه من خوردم نهان ماند اسرارم | شراب عشق در جوش است و در ساغر نمیگنجد
معینی گر همیخواهی که سر عشق زبان رانی | مقام آن سر دار است بر منبر نمیگنجد

غزل

مگر صبا ز سر کوی دوست می آید | که از زمین و زمان بوی دوست می آید
چه رشکهاست که از یاد می برم هر شب | که روی او ز چه بر روی دوست می آید
ز کوی دوست چو عاشق کشنده دارد پای | کمند شوق هم از موی دوست می آید
وفا چگونه کند عقل و هوش با من مست | چنین که جام پیاپی دوست می آید
هر آنچه آیدت از غیب نیک و بد منگر | همین بس است که از سوی دوست می آید
ازین مصائب دوران منال شادان باش | که تیر دوست به پهلوی دوست می آید
بیا بوعظ معینی رموز عشق شنو | که از حکایت او بوی دوست می آید

غزل

فیض خدا که بر دل آگاه میرسد | ایدل بهوش باش که ناگاه میرسد
بگذر ز فکر روزی رزاق را شناس | بنگر چگونه رزق تو دلخواه میرسد
ای تشنه بوادی عصیان امیدوار | کامواج بحر رحمت الله میرسد

در باغ جان شگفته شود صد گل مراد
زان نفحه کز نسیم سحرگاه میرسد

زد پیک عشق حلقه سحر بر در دلم
آورد مژده که شهنشاه میرسد

در شاهراه سینه در افتاد غلغله
گفتند شاه عشق ازین راه میرسد

گفتم چه پیشکش کنمش پیک عشق گفت
هین ما حضر بیار که از راه میرسد

یعنی شراب اشک و کباب جگر بیار
با آه و ناله کز دل او آه میرسد

چون تحفه پیش بردم و اندر برم کشید
مانند کهربا که به پرکاه میرسد

جاییکه زاهدان هزار اربعین رسند
مست شراب عشق بیک آه میرسد

بی یار خود سفر مکن از هیچ ره معین
تنها مرو بباش که همراه میرسد

غزل

واقف آن است که دل واقف اسرار شود
جامی آنست که جان طالب دیدار شود

گنج مخفی چو ببازار در آمد است
عارف آن به که زخلوت سوی بازار شود

تیغ دانی زچه زد خیمه بصحرای ظهور
تا رخش از آینه کون نمودار شود

دو چه دانم که درین واقعه بسر گردانم
چه عجب گر جگرم ریش دل افگار شود

خلق گر مهر ظهور است چرا محجوب اند
هیچ دیدی که حجب موجب اظهار شود

چون حجابش منم آخر زمیان خیزم
تا همو دیده و بیننده و دیدار شود

اودر آئینه من چهرهٔ خود می بیند | خود بخود واسطه مطلوب و طلبگار شود

حاصل آنست که این مسئله پیچاپیچ است | وین سخن مشکل اگر راست بدشوار شود

اوچو خود عارف خود آمده ما محو و هیم | بس نهان از که بدو هر که پدیدار شود

قدر جوهر نشناسد مگر آن جوهری | که صدف بشکند و خود دُر شهوار شود

پردهٔ آب و گل از روی دل و جان بردار | تا همه ظلمت هستی تو انوار شود

نیست اغیار که آئینه یار نه همه | تو ز آئینه رخش بین که هویدا شود

هر که در بزم بقا جام بقا نوش کند | دست در حبل انا الحق زده بردار شود

عکس رخسارهٔ ساقی چو فتد بر رخ جام | رو بمیخانه کند زاهد و خمار شود

هر کرا عقدهٔ زلف تو در آرد بکمند | بگسلد رشتهٔ تسبیح و بزنار شود

آنچه رازیست که از پرده برون می افتد | تا دل بیخبران واقف اسرار شود

یعنی آن لطف و عنایت که خداوند مراست | چه عجب باشد اگر بنده گنهگار شود

چون بپرسیدن بیمار خود آئی سحری | تندرستان همه زین واقعه بیمار شود

تو بخوابی و سرت یار گرفته یکبار | چشم بخت بود آن روز که بیدار شود

هر که چون نقطه نهد یک قدم از خود بیرون | اندرین دائره سرگشته چو پرگار شود

انهمه باده که بر جان معین بیمود | دل سرمست ازان نیست که هشیار شود

غزل

دگر که غمزهٔ ساقی کرشمه فرمود ❊ که هوش و صبر ز مستان بزم عشق ربود

نه عقل ماند نه عشق و برفت ظلمت و نور ❊ بسوخت آتش غیرت هر آنچه بود نمود

چو آفتاب محبت بتافت روشن گشت ❊ که در برابر هر ذره آفتابی بود

چه صیقلیست ندانم شراب وحدت خاص ❊ که زنگ غیر بکلی ز جام دل بزدود

ز زنگ غیر چه جام دلم مصفی شد ❊ ز ذره ذرهٔ من نور حق جمال نمود

حدیث خود بزبانم بر اهل مجلس گفت ❊ بگوش مستمعان راز خود ز خود بشنود

گشاد کار معینی ز قبض و بسط مجوی ❊ بیا که ساقی وحدت سر سبو بگشود

غزل

راه بگشائی که دل میل ببالا دارد ❊ پرده برگیر که جان عزم تماشا دارد

باز دل کز شرف قصر ازل کرد نزول ❊ باز پرواز کنان میل بهمانجا دارد

دلم از عین عدم رفته سوی قاف قدم ❊ صعوه را بین که هوس صحبت عنقا دارد

من اگر خود نروم ور کشدم جانب خود ❊ هم از آن سلسلهٔ عشق که با ما دارد

گه بسجود خواند و گاهی خودم میراند ❊ آه ازین غمزه که با عاشق شیدا دارد

حسنش ار نه ز پس صد پرده چنین جلوه گرست ❊ وای زان روز که آنچهره هویدا دارد

امروز من به بوی او سرگشته ام در کوی او
فردا که بینم روی او دانی که حالم چون شود

بوی خم وحدتش ما را نه ما بیگانه کرد
یارب که ماند آشنا روزیکه می افزون شود

هر کس خورد رطل گران لابد سود سرش عیان
اسرار وحدت آن زمان در سینه کی مکنون شود

من مست آن پیمانه ام وز بوی او دیوانه ام
لیلی اگر همخانه ام گردد چو من مجنون شود

او ساقی و مستش منم پیمانه در دستش منم
در روی نگاهی میکنم تا کی رخش گلگون شود

چون می رخش گلگون کند دل ناله را افزون کند
او را چو خود مجنون کند تا حال دیگرگون شود

معشوق با عاشق شود عاشق بمعشوق می رسد
او چون بسوی عاشق رود هنگام ناز [illegible] شود

مسکین معینی تا کنون در شام غم مانده ز زلف [illegible]
ای ماه اگر آئی برون استاره اش میمون شود

غزل

روزیکه یار جام صفا پر ز می کند
عاشق در آن وفا ز جفا یاد کی کند

ساقی اگر هزار شراب افگند بجام
عاشق همین مشاهده حسن وی کند

حسنی که هر بهر صفت آرد تجلی
گر خاک مرده ست که فی الحال حی کند

اسرار عشق در دمد اندر نی دلم
خود نغمها سراید و نسبت به نی کند

هر سجده یکه مست خدا می کند روا
کان عربده نه مست کند بلکه می کند

سر داد می [illegible] نهد [illegible] عقل را
دست قضا بتیغ فنا پاش پی کند

گر صد هزار نامه نویسد هنوز چنین بنگهد	مشکل اگر ز عشق تو یک حرف طی کند

غزل

هر کسی را در ازل رزقی مقدر کرده اند	در برای هر یکی کاری مقرر کرده اند
عشق را آمیزشی دادند با جان در دلم	پیش از آن کاب و گل آدم مخمر کرده اند
عاشقان از زین پری رویان شده زنجیر بلا	اینچنین دیوانهٔ زلف معنبر کرده اند
ای بسا دلها درون سینه کاندر بزم عشق	زآتش سوز فراقش عود مجمر کرده اند
ای بسا مردان ره کاندر طریق جستجو	چون عجوزان چادر او بار بر سر کرده اند
رب ارنی تا این سر بزد از موسی اولیس	کین زمان هم طالبان از غیب سر کرده اند
لیند ایوا عنه بجای جنبش دعوت کنی	کین گدا را وعدهٔ انعام دیگر کرده اند
ساقی باقی دهد در بزم جان جام طهور	هر دلی را کز غبار تن مطهر کرده اند
نی بکام دل بگنجد نه اندر جام جان	باده کز بهر مستان بساغر کرده اند
پرتو نور شهود افتاد در قصر وجود	کز شعاعش حجرهٔ دل را منور کرده اند
یارب این جان با صورت جانان مست	آنچه از وی خانهٔ دل را مصور کرده اند
عکس نور ذات بر مرآت جان شد منعکس	زین مرا آئینه با حسنش برابر کرده اند
سر بسر ذرات عالم مظهر انوار اوست	جمله را آئینه دار حسن دلبر کرده اند

جان بمهرش عاقبت بیرون پروین دام تن | گرچه مرغ روح را بی بال جبریل پر کرده اند

جان که باشد تا کند عزم زمین بوسی ایک | ذره را سرگشته خورشید انور کرده اند

گرچه شاهان را تخت و تاج زینت میدهد | جلوهٔ مسکین معین هم تاج و منبر کرده اند

غزل

نغمهٔ عشق گر آن سوی جهان می آید | بمشام دل ما از عالم جان می آید

تازه شو ای دل پژمرده که چون آب حیات | بحر جودیست که سوی تو روان می آید

خیز ای عقل تو از چار سو پنج حواس | کز نگار من از آن راه نهان می آید

همچو خورشید نما روی که ذرات جهان | از زمین تا به فلک چرخ زنان می آید

دل که با یار نشیند برت ایجان چه کند | بسکه از صحبت اغیار بجان می آید

غنچهٔ گل که بگلزار جمالت نشگفت | بلبل دل چه عجب گر به فغان می آید

آتشی هست نهان در جگر سوختگان | آه کان آتش پنهان بعیان می آید

ز آتش غم که بکانون دل افروخته اند | یک زبانه ست که گاهی بزبان می آید

گرچه هر موی زبانی شود از سر نهان | بجز اگر سر موی به بیان می آید

رقم عشق کشیده است بطغرای وجود | هرچه اندر عدم آباد جهان می آید

هیچکس نقطهٔ صفت خارج ازین دائره نیست | گرچه بیرون رود آخر بمیان می آید

هرچه از کمن غیب آمده تا عالم خلق
همچنانش که فرستاده چنان می آید

ز اعتبارات تفاوت نکند اصل مراد
گر یکی کعبه و آن دیر مغان مے آید

اینچه سازست که در پردهٔ عشاق روند
کر سماعش دل و جان رقص کنان مے آید

حیف کین بے بصران تا بابد بیخبر اند
زانچه در دیدهٔ صاحب نظران می آید

دم گرم بنگر و ز سر تحقیق بدان
کاتشی هست که دود از سر آن می آید

آتش عشق تو در جان معین افتاد است
هر دمش بوی دل سوختگان می آید

غزل

چنان از روزن دل نور آن دلدار مے آید
که خورشید جمالش از در و دیوار میتابد

اثر آن از ظلمت تن سیر و جانم که هر ساعت
مرا از مطلع دل لمعهٔ انوار می تابد

اگر از خواب غفلت سر برآری از زبان گنگی
که خورشید تجلی بر دل بیدار می تابد

چو حسن دوست ظاهر شد دل از کونین فارغ شد
چو جان محو موثر شد رخ از آثار مے تابد

مسلمان را مرا عشقست اگر منکر نه بنگر
چگونه نور تصدیقم ازین اقرار می تابد

جمال یار میخواهی بذرات جهان بنگر
که هر ذره ست مرآتی کزو دیدار می تابد

مگر تاب آورد سرپنجهٔ شیر تجلی را
ولی کز عشق دست عقل دعوی دار میتابد

بنار عشق صوفی خرقهٔ پشمین بسوزد به
که از هر موی او صد رشتهٔ زنار می آید

ز استغناش زخم لن ترانی میخورد موسی … پس انوار تجلی بر کُهِ کهسار می تابد

ز حسن دلربای هر چه بیاید همه دارد … ولیکن عاشقان خویش بسیار می تابد

کجا گردد بسر فی الحقیقت هوشیار آنرا … هر آنچه از سر مستی بر دل خمّار می تابد

دلا اسرار مردان را مشو منکر که می ترسم … شوی محروم از آن سر که بر اسرار می تابد

مکن با ژنده پوشان سرزنش کاهل دانش را … بزرگی از ورای جبّه و دستار می تابد

سخن بشنو معینی غم مخور از آتش دوزخ … که موسی را جمال یار اندر نار می تابد

غزل

من چه گویم که مرا ناطقه مدهوش آمد … بردلم ضابطهٔ عقل فراموش آمد

سیل با نعره از آنست که از بحر جداست … و آنکه با بحر در آمیخته خاموش آمد

نکتها دوش دلم گفت و شنید از لب یار … نه که هرگز بزبان رفت نه در گوش آمد

شاهد غیب کشادست نقاب از رخ خویش … تو نه محرم از آن پرتو روپوش آمد

زاهد از کوی مغان پای کشیدی امشب … بقدم رفت و از آن کوچه و بردوش آمد

شب هجر تو که جان از بدنم کرد وداع … روز وصل تو دگر باره در آغوش آمد

سخن تلخ که چون می ز لبت می گذرد … بر حریفان همه زهریست که مرا نوش آمد

چه گهرهاست کزین سینه برون میریزد … بحر اسرار الهی ست که در جوش آمد

هر کرا ز آتش عشق و قرار رست میشود ساقی | کز معینی ز ازل بیخود و مدهوش آمد

غزل

عاشقان گرچه بصد پرده نهان آمده اند | با تو در مرتبهٔ کشف و عیان آمده اند

از وراء تتق غیب نمودی رخ خویش | کین اسیران بجمالت نگران آمده اند

مطرب عشق تو چون پردهٔ عشاق نواخت | عاشقان نعره زنان جامه دران آمده اند

عاشقان مست جمالش نه که امروز شدند | همچنانش که فرستاد چنان آمده اند

می پرستان پی آن جرعه که بر خاک فگند | مست در کوی خرابات از ان آمده اند

عکس خورشید رخش تافت چو بر عرصهٔ خاک | اندرین دیر فنا از پی آن آمده اند

باز این روز نه کن فیکون ذره صفت | سوی خورشید رخش چرخ زنان آمده اند

وه چه جای تن خاکی که دران بزم وصال | عاشقان از دل و جان نیز بجان آمده اند

غزل

عشق از لامکان نزول کند | در دل عاشقان نزول کند

رفت در دیده که شاه جهان | اندرین خاکدان نزول کند

جان شود جمله قالب خاکی | جان جان چون بجان نزول کند

گنج را چون خرابه میباید | در دل عشق ازان نزول کند

تو برون رو ز در که تا شه عشق | اندرین خانمان نزول کند

هیچکس را امتحان درین منزل — تا کسی یکسان نزول کند
چون دل از غیر دوست خالی شد — لطف حق آن زمان نزول کند
پادشاهی ست در دل تنگم — که اگر در جهان نزول کند
هر دو عالم شود چو گرد و غبار — جمله در لامکان نزول کند
چیست دل شاهباز عالم قدس — کی درین آشیان نزول کند
چون معین خاک آستانه اوست — هم درآن آستان نزول کند

ردیف الراء

راه باریک ست شب تاریک منزل دور دور — میدمد صبح قیامت خیز ازین خواب غرور
همچو عیسی خرم مستورگان عشرب — چون خران تا چند باشی بپایگاه دستور
بلبل جانت ز گلزار وصال آمد ولیک — در قفس با خار هجران گشته قانع از ضرور
جان و دل اندر لباس آب گل گشته پدید — حسن معشوق از جمال عاشقان کرده ظهور
در حریم حرمتش با و منی را بار نیست — با و من غیر ند و خلوت خاص و سلطان غیور
کی کشاید دست غیرت در بروی هر کسی — تا نگیرد از خود و خلق جهان یکسر نفور
در وحدت تا ز قعر بحر عشق آید بکف — اول از دریای هستی بایدت کردن عبور
عود دل در مجمر سینه بنار غم بسوز — نزم قدسی را معطر ساز از عطر بخور

چو نسیم عشق بگشاید نقاب از روی دوست | عاشقان را میل کی ماند سوی حور و قصور
من از آن جامی که در روز ازل نوشیده ام | همچنان سرمست خواهم بود تا روز نشور
جرعهٔ زین بادهٔ جان بخش اگر ریزی بخاک | ناله های هو هی عشق برخیزد ز اموات قبور
روز اول خود دمیدی جان بتن بیواسطه | روز آخر هم تو خود دم جان من بی نفخ صور
ظلمت کثرت بجنب نور وحدت گشت محو | سایهٔ امکان برفت از پرتو الله نور
نعرهٔ منصور برخیزد ز ذرات من | آنچه باده ست اینکه می اندازدم در شر و شور
خم وحدت صد هزاران رنگ را یکرنگ ساخت | غیب حاضر گشت و حاضر گشت غائب در حضور
گر دل مسکین معین از جا رود معذور دار | چون ندارد تاب انوار تجلی کوه طور

غزل

ای ترا بر طور دل هر دم تجلی دگر | طالب دیدار را هر گوشه موسی دگر
یکدو حرفی خوانده ام در پیش استاد ازل | تا ابد بر دل رسد هر لحظه معنی دگر
چند فرمائی بترک دنیا و میل بهشت | کان بهشت خلد پیش ماست دنیای دگر
روح قدسی گر دمد بر آدمی و جان بتن | هر دو روز از مریم ایام عیسی دگر
در ازل قاضی عشقم داد منشور بقا | لاجرم آمد معین و کرد دعوی دگر

غزل

وه که بر پای صنوبر می نهد شمشاد سر   زلف یار من گر بر پای او بنهاد سر

میکشیم جور ترا تا سر نه پیچیم در کفن   حاش لله کان نه مان هیچ پیچیم از بیداد سر

زاهدم میکرد منع سجده در پیش بتان   رومی یارم دید از شرمش بپیش افتاد سر

بر سر شادمانی خفت شیرین را چه غم   شام هجران بر پلاس غم نهد فرهاد سر

کار گر افتاد تیرت دوش بر جان معین   تا سحر نالید مسکین عاقبت بنهاد سر

ردیف الزاء

ذرهٔ از اثر مهر نشد فاش هنوز   تو چه دیدی ز هوا داری ما باش هنوز

آفتابیست که خورشید فلک سایه او   چون کند جلوه در آئینه خفاش هنوز

اینکه در صورت نقش اینهمه حیران شدهٔ   باش تا جلوه کند چهره نقاش هنوز

چون صدف غوطه بدریا زن و لب تشنه برآ   در عطش در طلب قطرهٔ ما باش هنوز

او ز ما بر طرف از ناز و دلم میگوید   که نهانی نظری هست سوی ما ش هنوز

از لگد کوب فراق تو شدم خاک چه گرد   از سر کوی تو بادم نبرد کاشش هنوز

با حریف غم تو هر دو جهان باخت معین   نقد جان میطلبد از من قلاشش هنوز

غزل

یار دور بر روی اصحاب طلب بگشاد باز   صیت اهل من تا به اندر جهان در داد باز

رخ نمود و دل ربود و باز اندر پرده شد
داغ دیگر بر سر داغ کهن بنهاد باز

رخت هستی مرا بر آتش هجران بسوخت
خرمن عمر مرا بر باد غم برداد باز

از یمین و از یسار قلب من در تاخت عشق
عقل مغلوب مرا خر در خلاب افتاد باز

گفتمش رخ باز کن گفتا بخواهی سوختن
گفتم ار سوزم بسازم هرچه بادا باد باز

شهر معمور دلم کز سیل هجران شد خراب
شاید از معمار وصلت شود آباد باز

باز جان من که شد محبوس در دام آب و گل
گر تجرد خوانی شود از قید تن آزاد باز

گفتمش عکس جمالت چون مرا موجود کرد
تا بمانم زنده زان قوتم بباید داد باز

لمعه از پرتو نور تجلی زد علم
طور هستی مرا بر کند از بنیاد باز

گفت با هستی من لاف از وجود خود مزن
کی توان کردن دکان با لاتر از استاد باز

در طریق جستجو از عاشقی بنشین معین
در ره فقر از طلب کی میتوان استاد باز

ردیف الشین

مرا ز هر دو جهان دولت وصال تو بس
وصال چیست که آمد شد خیال تو بس

بصدر مسند شاهی وصول ممکن نیست
گدای راه نشین را صف نعال تو بس

چو چنگ زخمه غم میخورم ز عشق و خوشم
نوا زشم ز همین زخم گوشمال تو بس

چو جام دل ز جمال تو گشت عکس پذیر
نگاه جلوه دل آئینه جمال تو بس

کمال دوست چو تکمیل ناقصات کند	تو ناقصی و همین ناقصی کمال تو بس
اگرچه داد اَطِعنا نمی توان دادن	ولی قبول سمعنا و امتثال تو بس
معینیا زچه ذوالجلال می طلبی	تو عاصی و ترا لطف ذوالجلال تو بس

غزل

ما نمیگوئیم نعمت یا بلا خواهیم و بس	بلکه مادائم رضای دوست را خواهیم و بس
گر رضای دوست ما را در بلا خواهد رسید	ما همیشه خویشتن را مبتلا خواهیم و بس
خلق از حق نعمت و فضل و عطا خواهند و بس	از خدا صبر جمیل اندر بلا خواهیم و بس
زاهدان اینجا عمل خواهند و در عقبی بهشت	این نمیخواهیم آنهم خدا خواهیم و بس
هرکسی از تو بقدر خود مرادی خواستند	نامراد خویشتن از تو ترا خواهیم و بس
هرکسی خواهد که ماند در جهان باقی ولیک	ای معینی ما فنا اندر فنا خواهیم و بس

ردیف الشّین

دل زسوز عشق و داغ یار باید پرورش	چون زر خالص که اندر نار باید پرورش
آه دردآلود هرشب تا فلک خواهم رساند	کز نسیم صبحدم گلزار باید پرورش
دل ز نخل قامتش در زیر بار آمد ولیک	میوه آن بهتر که اندر بار باید پرورش
اصبعین عشق اندر دل تصرف میکند	خوشدلی کاندر کف دلدار باید پرورش

سر نهان کی تواند کرد پیدا پیش خلق　　آنکه اندر پرده اسرار یابد پرورش
وآنکه در دار وجودش غیر حق دیار نیست　　همچو منصور آن زمان بر دار یابد پرورش
وحدت اندر صورت کثرت نماید جلوه　　نقطه اندر کسوت پرگار یابد پرورش
در گلستان حقیقت چون گل نو باوه　　گل میان صد هزاران خار یابد پرورش
ای معین از نشترهای حسودان غم مخور　　چون دل عشاق از آزار یابد پرورش

غزل

اگر بی پرده نتوانی که بینی پرتو ذاتش　　بذرات جهان بنگر که هر ذره ست مرآتش
جمال حق ز مرآت صفاتش میکند جلوه　　صفت در کسوت افعال و فعل از عین آیاتش
چو جسمت مظهر جانست و جانت مظهر اعیان　　چو اعیان مظهر اسما و اسما مظهر ذاتش
تجلی طور را گرچه ز هیبت ساخت صد پاره　　ولیکن تا ابد تابد جمال حق ز ذراتش
من از کنج خراباتی جمالی دیده ام والله　　که چندین سال میجستم بمحراب مناجاتش
مرا از یک دو جام می چنان حالی بدست آمد　　که صد سالک نخواهد یافت در طی مقاماتش
معین با عشق پرداز و دریغ از عمر خود میخور　　وزان تحصیل بیحاصل که ضایع کرد اوقاتش

غزل

بنه سر بر خط فرمان خطی در جهان درکش　　بشو لوح من و ما را قلم در این و آن درکش

بیرو پای هوائی کن هوای صحبت وی کن
بساط نه فلک طی کن قدم در لامکان درکش

تو شهبازان یاهو را مخوان در باغ خود جورا
برو مرغ هوا جو را بدام امتحان درکش

مرا بردا و بمیخانه که ای سرمست دیوانه
بگیر این رطل و پیمانه بیاد من روان درکش

چه باعث شد سلیمان را که گوید مور بیچارا
بدریا رو نهنگان را بیکدم در دهان درکش

چو دادی جام منصورم فگندی در شر و شورم
چو میدانی که معذورم چه میگوئی زبان درکش

منم گوئی تو چوگانی منم مرکب تو سلطانی
مرا هر سو تو میرانی و میگوئی زبان درکش

بگردت مست و دیوانه برفتم همچو پروانه
مرا ای شمع فرزانه بگیر اندر میان درکش

اگر خواهی تو بنمائی بعالم حسن و زیبائی
مرا مجنون و شیدائی ببازار جهان درکش

در آن روزی که بنمائی جمال خود بمشتاقان
معین را سوز چون سرمه بچشم عاشقان درکش

ردیف الفاء

تا دل نگشت غرقه دریای من عرف
ناورد چون صدف گهر معرفت بکف

هر کس نهد بخاک درش رخ چو آفتاب
بر تارک سپهر نهد پایه شرف

ریحان و گل بروضه جانست قوت دل
در شوره زار تن نکند میل هر علف

موسی روح را چه غم از اژدهای نفس
چون از جناب قدس رسد وحی لاتخف

انسان این سلاله آب و گلست و بس
در سلک در کسی نکشد مهره خزف

از صد هزار قطره باران یکی مگر — گوهر شود بتربیت اندر دل صدف
سرمایه حیات متاعیست بی بها — مپسند کان بهرزه شود رایگان تلف
صیت محبتم بمحبوبم از چیست — گر نیست ابتدای محبت از ان طرف
در انتظار مقدمت از نور کبریا — بر کنگر جلال کشیده هزار صف
گر صد هزار تحفه رسد از تو هر دم — مقصود ما توئی و طفیلیست آن تحف
هر دم معین کشاده ز دل صد خدنگ آه — لیکن چه چاره گر نرسد تیر بر هدف

ردیف الکاف

حمدیکه بر صحائف اطباق نه فلک — توقیع بر کشیده که الکبریا لک
حمدیکه خود رقم زده بر صفحه قدم — کانرا بهیچ حادثه ممکن نگشته حک
حمدیکه در تصدی او فاز من سلک — حمدیکه در تخلف او خاب من هلک
حمدیکه جوهریش زند سکه قبول — روزی که از امتحانش همه جلوه بر محک
ذات خدای هر دو جهان راست که هست — بر طبق بد عاش مسجل هزار صک
ذرات کائنات زبان بر کشاده اند — اندر ادای نکته توحید یک بیک
بر ذات پر کمال تعالی از دو لا لتی — آیات کنفکان ز سما گیر تا سمک
بانیست و لبس معامله نیک و بد از انکه — وهاب بی رجوعی و بیاع بی درک

عکس جمال تست در آئینهٔ حواس — یکرنگ گشته در نظر حسن مشترک

روز ازل بگردن آدم فگند عشق — قید محبتی که هر آن را مباد فک

لاف از کمال نحن نسبح کجا زدی — یک نکته گر ز عشق شدی کشف بر ملک

گر نغمهٔ ز عشق شنیدی بسماع چرخ — در رقص خویش خرقه در انداختی فلک

مفتی شرع منکر عشق ست ازو بپرس — زان سگ که گشت محو نمکسار سر نمک

گو سگ نمانده است و بکلی نمک شده است — هر کس که نیست باورش این نکته بک

از ساکنان آستانهٔ پیر خانقاه — گر درک این سخن نکند رفت تا درک

جائیکه نور مطلع حق الیقین بیافت — زآئینهٔ دلش که زداید غبار شک

هر چند ناکسم سگ اصحاب دولتم — گنجم مگر بفضل تو در سلک من سلک

یارب معین چو بی ز عمل نیستش و لیک — دارد ز فضل تو طمع صد هزار لک

ردیف اللام

من دری بودم نهان در قعر بحر لم یزل — عشق غواصانه ام آورد بیرون زان محل

من در دریای عشقم چند مانم در صدف — من چو مرآت خدایم چند باشم در بغل

از صدف آیم برون بر تاج عزت جا کنم — نور گیرند از فروغم ماه و خورشید و زحل

من غلام روی یارم گرچه ماهم در جهان — من گدای کوی عشقم گرچه شاهم فی المثل

گر کند دست اجل قصر وجودم خشت خشت — اصل بنیاد محبت هیچ نپذیرد خلل

دل ز من بردی و گفتی در بدل وصلت دهم — چون مسیح خود پسندیدی چرا ندهی بدل

من چرا از اهل دلم فانی نخواهم شد ز مرگ — چون نوید وصل می آرد چه ترسم از اجل

طالبان در خورد خود هر یک مرادی خواستند — عاشقان دیدار یار و زاهدان حسن عمل

سر عشق از عرش و فرش و لوح و کرسی حل نشد — ای معینی کی توان کردن بیان در یک غزل

ردیف المیم

مراد دیده و دل هر زمان بود و مادام — نثار روضهٔ پرنور صدر و بدر دو عالم

چه مظهریست که مبعوث شد بر اول و آخر — بظاهر است موخر بباطن است مقدم

بصورت از بشر آمد ولی ز روی حقیقت — ز فرق تا بقدم رحمت خداست مجسم

بعالم دل و جان بود شاه تخت رسالت — میان مکه و طائف هنوز قالب آدم

بروز حشر بظل لوای او شده واثق — بسان امت او جمله انبیای مکرم

نهاده پای عزت شب دنی فتدلی — فرود پایهٔ جاهش وثاق عیسی مریم

چو از دنی زده بیرون قدم ز مصعد ادنی — بیک دو گام گذشته از اوج طارم اعظم

اگر نه سرور سرور ظهور نور تو باشد — فروغ عیش که بیند درین سراچهٔ ماتم

طفیل ذات تو هژده هزار عالم از آن شد — که پیش بحر ندارد وجود قطره شبنم

ز ابر جود چو شد فیض رحمت متقاطر　　فضای روضهٔ جان شد زمین فیض تو خرم

هزار غم ز گناهست بر دل من و هردم　　فزوده ام غم دیگر هزار بار بران غم

معین ز خواهی ار برگشای لب بشفاعت　　که دل پریست ز درد و لب تو چشمهٔ مریم

معین چه تحفه فرستد بغیر اشک ز دیده　　کند درود بپائی روان بسوی تو هردم

غزل

اندر آیینهٔ جان عکس جمالی دیدم　　همچو خورشید که در آب زلالی دیدم

خیره شد دیدهٔ عقل از لمعات رخ دوست　　باوجود از پس صد پرده خیالی دیدم

همچنین بود که در آیینهٔ جان بنمود　　عین ذاتست ولیکن بمثالی دیدم

من اگر واله و مدهوش شوم معذورم　　که در آیینه عجب حسن وجمالی دیدم

عاشق و مست من از روز الست آمده ام　　عقل و هشیاری خود امر محالی دیدم

هستی رفت و بود لنا هستی مطلق باقیست　　آنچه من هجر با مید وصالی دیدم

بزم وحدت که در آن گشتم از تنگ مشوه　　چون ز تنگی بگذشتم چه مجالی دیدم

در بیابان هوایت همه ملک و ملکوت　　کمتر از پشه گی بی پر و بالی دیدم

تا معین ذره صفت رفت پی نور ازل　　نه طلوع و نه غروب و نه زوالی دیدم

غزل

سوی من آ که ترا یار وفادار منم | هرچه داری بمن آور که خریدار منم
گر تو شاهی و دولت عزم تماشا دارد | بر من آی که باغ و گل گلزار منم
ور گر از رنج معاصی دل تو گشته ملول | سوی من آ که طبیب دل بیمار منم
نه همین صاحب سجادهٔ خلوتگاهم | ساقی میکده و مطرب خمار منم
ای که در صومعه‌ها طالبم می پایی | کو برون آی که اندر سر بازار منم
هوس خرقهٔ صدپاره و تاج دیباج | بنه از سر که ترا جبه و دستار منم
بیدلی گم کن و از بیکسی خویش منال | که ترا در همه جا دلبر و دلدار منم
تو بهر محرم که ز راز دل خویش مگوی | که بخلوتگه جان محرم اسرار منم
تا یکی نقطه صفت دایره می پیمایی | تو چو مرکز بنشین گرد تو پرگار منم
گوهر معدن صورت خزف هستی است | در تنگ بحر معانی در شهوار منم
همه تن شخص معین سوخت چنان آتش عشق | که شدم آخر و گفتم که مگر نار منم

غزل

بگشای پرده از رخ و بردار ابهیم | حسنی بمن نمای بنفرای مستقیم
محروم گشتم از طیران در فضای قدس | تا بال جان برشته و قالب مستقیم
شهباز آشیانهٔ قدسیم که عرش ج | گر قید تن فرو نکشد سوی چستیم

واعظ از کوی دوست سوی جنتم مخوان
بنگر که از کجا بکجا می فرستیم

من مست و می پرست نه امروز گشته ام
سرمست و بیخود از می بزم الستیم

من در جمال بت رخ بتگر بدیده ام
توحید مطلقست کنون بت پرستیم

در بحر آشنائی او غرق گشته ام
الحذر تا سفینهٔ هستی شکستیم

دل ذره ذره گشت ز نور تجلیت
لیکن ز هر شکست بود صد درستیم

نور ظهور ساقی باقی کند طلوع
چون جام دل ز دوده شد از زنگ هستیم

بگذار تا روم ز جهان آستین فشان
کز آب دیده دست ز عالم بشستیم

برخاست شغل شادی عیش از دل معین
تا در درون سینهٔ محزون نشستیم

غزل

من یار ترا دارم و اغیار نمیخواهم
بخیز از تو که دل بردی دلداری نمیخواهم

خاریکه ز درد تو خست مرا در دل
من خستهٔ آن خارم گلزار نمیخواهم

گر جلوه دهی بر دل نقد دو جهان گویم
من عاشق دیدارم دینار نمیخواهم

سریکه مرا با تست با غیر تو چون گویم
تو دانی و من دانم اظهار نمیخواهم

اندر حرم جانم کس را نبود منزل
غیر از تو درین خلوت دیار نمیخواهم

خون میخورم از دستت و آزار نه پندارم
کان خاطر نازک را آزار نمیخواهم

من باده نمی‌نوشم اما چو توئی ساقی ... اندر تن خود یک رگ هشیار نمی‌خواهم
عاشق که ترا خواهد با غیر نیارامد ... جنات نمی‌خواهم انهار نمی‌خواهم
دنیا طلبد غافل عقبی طلبد عاقل ... من عاشقم و بیدل جز یار نمی‌خواهم
از هستی خود بگذر بگذار معین افسر ... جائیکه نگنجد سر دستار نمی‌خواهم

غزل

ای نور عشقت تافته اندر سویدای دلم ... بگرفته نور عشق تو پنهان و پیدای دلم
بنمود نور خود بمن چون آتش از نخل بدن ... اسرار خود گفت او بمن بر طور سینای دلم
در تافت نور طلعتش از آسمان عرش ... بگرفت نور وحدتش مجموع اجزای دلم
مسکین دلم بیخویش شد جویای آن ماه روشنش ... رب ارنی گوی شد بیچاره موسای دلم
موسی در آن روز نبرد از لن ترانی زخم خورد ... دل هیچ اندیشه نکرد ای وای واویلای دلم
هر کس بخود آمد بدر از جنبش هم آن جگر ... دل چون ز خود آمد بدر او گشت جویای دلم
دل در پی آن روی نکو می‌رفت هر دم کو بکو ... بنهاد قید زلف او زنجیر بر پای دلم
نور تجلی صبحدم از مطلع دل زد علم ... نورش فزون شد دمبدم بگرفت صحرای دلم
من سوی او بشتافتم وین پرده‌ها بشکافتم ... الحمد لله یافتم مقصود و ماوای دلم
گفتم چه یابم زو جدا آرام گیرد دل کجا ... چون دیدنش شد بیشتر فریاد و غوغای دلم

در مجلس مسکین معین یکدم نشین صد در مچین | بنگر چه درهای ثمین وادست وز پای دلم

غزل

صفات و ذات چو از هم جدا نمی بینم | بهر چه می نگرم جز خدا نمی بینم

مگو که دیده حادث قدیم کی بیند | همین بس است که من خویش را نمی بینم

ترا چو آئینه تیره است چشم نابینا | مخور فسوس که من هم چرا نمی بینم

زمن مپرس که آن ماه را کجا دیدی | چو من بجای نرفتم بجا نمی بینم

بهر بلا که تو خواهی بیاز مای مرا | که در مشاهده تو بلا نمی بینم

زمن بهر چه کنی یاد راضیم حقا | که هرچه از تو رسد جز عطا نمی بینم

بهر طرف که مرا می بری بحمد الله | که خویش را ز تو یکدم جدا نمی بینم

عروج جان معینی براوج او ادنی | بجز متابعت مصطفی نمی بینم

غزل

تا من باو پیوسته ام از غیر او ببریده ام | من حل عقد عقل را در یک گره پیچیده ام

ترسم نه از دوزخ بود بیمم از برزخ بود | امید و بیم هم بود از غیر نشنیده ام

با مالک دوزخ بگو کز من مراد خود مجوی | هر لحظه من از عشق او در دوزخ سوزیده ام

ای گو برضوان جنان در پرده پنهان شو روان | کامروز از عین عیان من حسن یار دیده ام

نه حور خواهم نه ملک عرش جویم نه فلک
اینها نخواهم یک بیک عشق دگر ورزیده ام

شهباز عشقم در زمین نی مرغکی ام دانه چین
از بهر صیدی انچنین از دست شه پریده ام

یا بلبلی ام گل طلب اندر گلستان طرب
هر دم بدستان عجب از بهر گل نالیده ام

تا دلبر گلگون من وان لیلی موزون من
گفتا که ای مجنون من من گوشه بگزیده ام

تا هم نمی آرد یقین ته آسمان وته زمین
با رفعت قدر چنین اندر دلت گنجیده ام

گه مرکزی ام در میان گه نقطه ام بی نشان
گاهی چو پرگار روان در گرد تو گردیده ام

دادا و مرا پیمانه ها کردم تهی خمخانه ها
وز ترس این بیگانها خاکی بلب مالیده ام

نی هرزه میگوید معین برخیز و نزدیکم نشین
بوکن دهان من ببین تا از چه می نوشیده ام

غزل

ما بکلی ترکش از بهشت و حور و غلمان فارغیم
از نعیم هر دو عالم بهر جانان فارغیم

قوت از خوان ابیت عند ربی خورده ایم
آن غذا نوشیده ایم از آب و از نان فارغیم

طفل جانرا دایه لطف ازل می پرورد
لاجرم از مهد و شهد و شیر پستان فارغیم

همچو لاله داغها بر دل نهادم تا کنون
همچو گل در باغ وصل از داغ هجران فارغیم

ما کزان لبها حیات جاودانی یافتیم
از طلبگاری خضر و آب حیوان فارغیم

واعظا عشاق را خوش نیست ترغیب بهشت
ما بدیدارش ز باغ خلد و رضوان فارغیم

ما که عشقیم کز قید طبایع جسته ایم / وا م تن بگسیخته وز دانه جان فارغیم

ما چو بیرون رفته ایم از تنگنای کن فکان / در فضای لامکان از تضییق امکان فارغیم

ما ز فنا چون نظر بر عین معنی رفت و بس / از وسائط در ظهور نور عرفان فارغیم

ما که از عین الیقین حق الیقین را دیده ایم / از دلیل ظنی و تشکیک برهان فارغیم

چونکه در غیب هویت اعتبار غیر نیست / از ظهور اسم در مرآت اعیان فارغیم

هرچه دیدیم یا حجاب اوست یا خود عین اوست / لاجرم از عشق و عقل و کفر و ایمان فارغیم

ما به پشتی گرم بار امانت می کشیم / وز ظلومی و جهولیهای انسان فارغیم

سلطان جهان در حکم و در فرمان ماست / از گزند حاجب و تهدید دربان فارغیم

حاجبی اندر میان عاشق و معشوق نیست / ما بجانان متصلیم و از رقیبان فارغیم

در ملامت رو معین خلق آنچه خواهد گو بگو / ما کنون از مدح و قدح جمله خلقان فارغیم

غزل

من نهنگ بحر عشقم تا بکی دم درکشم / کشتی تن بشکنم نقد دو عالم درکشم

ساقیا از ساغر جان باده وصلت چشان / تا بکی از خون دل جام دمادم درکشم

خاک شد چشمم برامش ای صبا گردی بیار / تا بجای سرمه اندر چشم پرنم درکشم

روح قدسی سجده آرد پیش آن حسن و جمال / گر نقاب آب و خاک از روی آدم درکشم

درون قصر تن بر تخت دل سازم مقام / طیلسان استوار عرش اعظم در کشم
گر کشم دست طمع از آستین هر دو کون / پای درد من بر اوج هفت طارم در کشم
گر شگافم دلق هستی را بمقراض فنا / رشته کی در سوزن عیسی مریم در کشم
پای کوبان میروم سوی فلک تا زان نشاط / جامه ازرق ز دوش اهل ماتم در کشم
پرسیدم تا عقل را بر عشق دعوی میرسد / من برین توقیع لی والله اعلم در کشم
ساقیا اهل طرب را جام شادی ده که من / در میان دردنوشان دردی غم در کشم
دمبدم تای عشقش در معینی میدمد / فاش خواهم کرد تا هر شش شالم در کشم

غزل

ترا می خواهم ای دلبر که بینم / توئی مقصود من دیگر که بینم
مرا چشم از برای دیدن تست / تو رخ بنمائیم پس دیگر که بینم
جمال ساقی من می نماید / بمرآت می و ساغر که بینم
چنانت دیده ام از دیده و دل / که نشناسم بچشم سر که بینم
هزاران در ز دل سویت کشادست / ترا می بینم از هر در که بینم
رخت گر بینیم ورنه بمیرم / چو خواهم مرد آن بهتر که بینم
معین امروز میخواهد وصالش / ندارد صبر تا محشر که بینم

غزل

این چه یارب که اندر نور حق فانی شدم
مطلع انوار فیض ذات سبحانی شدم

ذره ذره از وجودم طالب دیدار گشت
تا که من مست از تجلیهای ربانی شدم

زنگ غیرت را ز مرآت دلم بزدود عشق
تا بکلی واقف اسرار پنهانی شدم

من چنان بیرون شدم از ظلمت هستی خویش
تا ز نور هستی او آنکه میدانی شدم

گر ز دود نفس ظلمت پاک بودم سوخته
زامتزاج آتش عشق تو نورانی شدم

خلق میگفتند کین ره را بدشواری روند
ای عفاک الله که من یارب بآسانی شدم

دمبدم روح القدس اندر معینی میدمد
من نمیدانم مگر من عیسی ثانی شدم

غزل

چو من ز بادهٔ عشق تو مست و بیخبرم
هم از جمال تو بینم بهر چه درنگرم

تو هر حجاب که خواهی فرو گذار که من
بنعرهٔ که زنم صد حجاب را بدرم

چو در میانه نماند حجاب مانع چیست
که بیپر بارم از هفت چرخ در گذرم

چه جای هفت فلک کز فراز طارم عرش
هزار منزل دیگر بیک قدم سپرم

چو ارزنیست برم هفت چرخ و هشت بهشت
سزاست گر دو جهان را بنیم جو نخرم

درخت عمر مرا امید دیدن تست
اگر بغیر تو بینم ز عمر بر نخورم

معین نظر ز خدا باقی ست ای والله	که عرش و فرش ندارند تاب یک نظرم

غزل

تو خاصه ز ما باش که ما نیز ترا ایم	در هر دو جهان مقصد و مقصود تو ما ایم
گر یک قدم از کوی طلب سوی من آئی	من صد قدم از راه کرم پیش تو آئیم
ما گنج نهانیم و تو مفتاح فتوحی	هم از تو برای تو در گنج گشائیم
ما بر صفت خویش ترا جلوه نمودیم	تا از آئینهٔ ذات تو خود را بنمائیم
تو آئینهٔ صافی و ما نیز چو خورشید	در آئینه تابیم و حرارت بفزائیم
چون زنگ گل از آئینهٔ دل بزدودند	جان نعره بر آورد که ما نور خدائیم
جز نور جمال تو در آئینه چه تابد	آن دم که غبار از رخ آئینه زدائیم
تو بحر قدم بودی و ما شبنم امکان	ما با تو چنانیم که گوئی همه مائیم
در عالم توحید نه یاریم نه اغیار	آن لحظه که از پردهٔ هستی بدر آئیم
از شش جهت کون گذشت ست معینی	از جا چو برونیم چه گوئی که کجائیم

غزل

من بلبل عشقم کنون سوی گلستان میروم	بوی از آن گل یافتم اندر پی آن میروم
چون آب جو گشتم روان یاد سر باغ جنان	جامی بمن ده از دست آن سرمست و غلطان میروم

من عندلیب بیخودم کز عشق گل نالان شدم
نی نی که من تا آن هدهدم سوی سلیمان میروم

یا صفدری ام صف‌شکن هو ده دو نیدان تن
افتاده بند از پای من اکنون به میدان میروم

صد بند را بگسیختم وز دشمنان بگریختم
با لشکرش آمیختم تا پیش سلطان میروم

در راه دیدم دلبری عاشق‌کشی غارتگری
در سر کشیده چادری یعنی که پنهان میروم

گفتم که اندر نیم‌شب صبحی دمیده بوالعجب
گفتا که هر شب بطلب بیمار پرسان میروم

عشاق را می بینم هم بس جانب خود میکشم
گر پیش من نایند هم من پیش ایشان میروم

باشد ز قید جسم و جان مطلق معینی بر کران
دیگر سبکبارم از آن صد راه آسان میروم

غزل

پرده بر می‌افتد از رخسار او بگشای چشم
می‌نماید لمعهٔ انوار او بگشای چشم

شاید ار دیده نه بگشائی سوی خورشید تصویر
لیکن اندر دیدن دیدار او بگشای چشم

جان قدسی کرده نرخ دید نقش لال عشق
گر تو جان داری درین بازار او بگشای چشم

دیده است حسن مونثر بی‌چه نساط گر ندید
باری در آئینهٔ آثار او بگشای چشم

هیچکس بیخار غم یک گل درین بستان نچید
گر گلت باید بزخم خار او بگشای چشم

بندگان در خواب سلطان پاسبانی میکنند
در سپاس دیدهٔ بیدار او بگشای چشم

دوست را صد پرده است هر یکی بر دیده است
پس معینی زانتظار او بگشای چشم

آن نه منصورست کاندر دار انا الحق میزند | نیست غیر حق کسی در دار او بگشای چشم
دیده بربست است زاهد تا نبیند روی یار | ای کیا فروغست روز یار او بگشای چشم
کار و بار خود معینی در سر کار تو کرد | بر امید یک نظر در کار او بگشای چشم

غزل

ما بهر وصال از دل و جان نیز گذشتیم | در وصل نخواهی تو از آن نیز گذشتیم
در بحر فنا غرق رضای تو چنانیم | کز جوی مراد دو جهان نیز گذشتیم
عمری ز پی نام و نشان تو دویدیم | ما در طلبت از نام و نشان نیز گذشتیم
در پای نگه نفس بهیمی چه کند دل | کز مرتبهٔ روح روان نیز گذشتیم
یک جام بیاد که تن دل شد و دل جان | یک جام دگر داد و ز جان نیز گذشتیم
ناگاه رسیدیم بهر چیز که جستیم | از پا ننشستیم و از آن نیز گذشتیم
دیدیم عیان چهرهٔ منصور بو سجهی | کز ضابطهٔ شرح و بیان نیز گذشتیم
از تفرقهٔ عاشق و معشوق رهیدیم | فی الجمله نه آنیم و ز آن نیز گذشتیم
این طرفه که هم نقطه و هم دائره ماییم | وز دائرهٔ دور زمان نیز گذشتیم
در منزل مقصود که خلوتگه قدس است | از حادثهٔ کون و مکان نیز گذشتیم
از عین عیان دید معین حسن تو امروز | کز وعدهٔ فردا و جهان نیز گذشتیم

غزل ۱

چشم غیرست درین پرده چسانش بینم
بهتر آنست که از دیده جانش بینم

او چو از دیده بدیده کیم می بیند
چاره آنست که من نیز چنانش بینم

بی نشانیست نشان طلب اندر ره عشق
بی نشان تا شده حاشا که نشانش بینم

رفت آنوقت که بر روی نگران می بودم
وقت آنست که بر خود نگرانش بینم

پرده گو برفگن امروز ز رخ ورنه مرا
صبر آن نیست که فردا بجنانش بینم

خواهم اول که ز سر تا بقدم جان گردم
تا چو جان در همه پیدا و نهانش بینم

حسنش از پردهٔ هستی معین می تابد
باشد این پرده که افتد که عیانش بینم

غزل

براه عشق چو پای حدوث پی کردم
بیک قدم که زدم هر دو کون طی کردم

ازین سراچهٔ فانی قدم زدم بیرون
چو عزم بارگه کبریای وی کردم

بسوخت از نفسم پردهای هفت فلک
کنون که غسل طریقت بآب می کردم

ز دست بخت خرد انچه خورده بود دلم
بجرعهٔ ز می عشق جمله قی کردم

دمید نای عشق تو راز نا بد دلم
من از سلیم دلی نسبتش بنی کردم

دمید روح قدس در معین مسیح صفت
ببین که مرده دلان را چگونه حی کردم

غزل

چو من از هستی خود دور باشم — بخود هم ناظر و منظور باشم
چو جام و باده و ساقی مهیاست — روا باشد که من مخمور باشم
ز جام وحدتم یک جرعه بخش — که در دار فنا منصور باشم
ازان جامیکه چون سر انا الحق — برآید بر زبان معذور باشم
ز تاب عکس خورشید حقیقت — چو ذره مظهر آن نور باشم
ندارد تاب نور چشم خفاش — همان بهتر که من مستور باشم
ز شهر عشق می آید معینی — عجب نبود اگر مشهور باشم

غزل

جام دیدار خدا کرد چنان مخمورم — که خمارش ننشیند به بهشت و حورم
مست اگر نعره زند نعره زمی دان نه ازو — مست حقم نه کم از مست مِی انگورم
آهِ سوزان ز دل آن دم که فرستم بفلک — گر بسوزد پر و بالِ ملکی معذورم
روز و شب با من و من در طلبش سرگردان — مشکل اینست که هم واصل و هم مهجورم
او بصد مرتبه نزدیکتر است از رگ جان — من بصد مرحله افسوس که از وی دورم
روح قدسم بقیود بشری گشته اسیر — همچو خورشید که در مشت گلی مستورم

از چه در سایهٔ تن ذره صفت گم نامم / من که خورشیدم و در عالم جان مشهورم
پرده از پیش بر اندازم و گویم که کیم / لیک ترسم که بسوزد دو جهان از نورم
مسند سلطنتم بر سر افلاک زدند / تا که سلطان ازل داد رقم منشورم
موسی دل که بطور بدنم گفت ارنی / یعنی از جام بقا باده بده مخمورم
جرعهٔ داد از آن بادهٔ وحدت که مرا / نه کنون موسی دل ماند بجان طورم
منکه در دیر فنا لاف اناالحق زده ام / عشق بر دار فنا داده می منصورم
حرفی از سطر تجلیش اگر برخوانم / دانی آن لحظه که بر لوح قدم مسطورم
من چو آئینهٔ دل نظری افگندم / گشت معلوم که هم ناظر و هم منظورم
بار غم گرچه بمقدار شکیب ست معین / لیک پیداست که تا چند بود مقدورم

قطعه

گه چو احمد در شب معراج وصل / از حرم تا صوب اقصی میروم
از زمین تا سدره وز سدره بعرش / بر براق برق آسا میروم
از فلک بگذشت وز انس و ملک / از دنی سوی تدلّی میروم
قاب قوسین ست و او ادنی حجاب / بی حجب تا حق تعالی میروم
من نمیدانم درین بحر عمیق / گه نشسته ام استاده ام یا میروم

ردیف النون

حمدیکه پرگهر بود از وی دکان جان
شکریکه پرشکر بود از وی دهان جان

حمدیکه جان بیان کندش از ادای دل
شکریکه دل ادا کندش از بیان جان

حمدیکه در قلائد انعام درکشد
لولو بحر خاطر گوهر زکان جان

حمدیکه در عزیمت گلشن سرای قدس
بربام عرش بر دو از نردبان جان

حمدیکه چون هما فگند سایهٔ شرف
براوج بارگاه قدم ز آشیان جان

یادا نثار بارگه واجب الوجود
بستایدش مگر دل من از زبان جان

مانند آفتاب جهانتاب روشن است
آثار پادشاهی او در جهان جان

جان و جهانم اوست ولی چون بجویمش
اندر جهان نیابم و یابم میان جان

عالم نشان آدم و آدم نشان اوست
همچون بدن نشان دل و دل نشان جان

تن زنده چون بجان شد و جان زنده شد بدوست
تن جان خود شناسد و جان نیز جان جان

در شوره زار تن بدمد صد گل مراد
چون فیض حق نزول کند ز آسمان جان

گر وصل دوست مطلبی جان بده معین
زیرا که سود عاشقی آمد زیان جان

غزل

ای ذات تو بر بساط کونین
سر دو جهان و در بحرین

چشم دو جهان به تست روشن — در دیدهٔ جان تو قرة العین
آلوده نشد بسیر عرفان — دامان تو از غبار کونین
کی نقد امانتم سپردی — گر تو نشدی ضمان آن دین
از شین شفاعت تو آن رست — در روز قیامت از جنان شین
عقل از سفر براقِ عشقت — تا چند کند سوال الی این
در دائرهٔ معاد و مبدا — موهوم خطی فتاده فی البین
زاهد شدنِ دنی تدلی — آن دائره گشته قاب قوسین
آن خطِ توهمی بر انداخت — تا عکس جدا نباشد از عین
سرش ز غبار غیر دارست — مانندهٔ آفتاب از غین
از تابش بادهٔ معیت — روشن شده جام ثانی اثنین
از صیقل معرفت زدوده — ز آئینهٔ دل کدورت رین
بی نقطهٔ وحدتش معین — رین دل طالبان نشد زین

غزل

گر بچشم عاشقان بینی جمالِ خویشتن — همچو من آشفته گردی در خیال خویشتن
چون همای عشق موران را بر در قصر قبا — من درین ایوان نمی پرم ببالِ خویشتن

من چو مرآت ویم حسن از جمالش برده ام — جز جمال او نمی بینم مثال خویشتن
آئینه مغرور حسن خویشتن هرگز نشد — بلکه می بیند جمالی در جمال خویشتن
ساقیا وقتست اگر جامی بمستان میدهی — کز خماری مانده ام اندر ملال خویشتن
باده خواهم که بستاند مرا از من تمام — تا چو منصور آنزمان یابم وصال خویشتن
قطره زان باده کوه طور را صد پاره ساخت — عاشق مسکین کجا ماند بحال خویشتن
از برای طوطیان باغ قربت می برم — تنگ تنگ شکر از شیرین مقال خویشتن
آن گلی کاندر سحر بشکفت در باغ دلم — بلبل طبع معین را کرده لال خویشتن

غزل

چو قصد بارگه کبریا کند دل من — فراز عرش بود کمترین منزل من
مرا بجاذبهٔ عشق میکشد سوی خود — کسیکه دست محبت نهاد در گل من
بگفتمش بتو واصل که میشود گفتا — ز خویش هر که ببرید گشت واصل من
چو ماه بودم و بس جامهٔ سیاه شدم — چو آفتاب رخت رفت از مقابل من
خسوف من نه زبهر قصور خورشید است — ولی زمین بدن گشته است حائل من
ز خرمن دو جهان گر نشد جوی حاصل — بسینه تخم محبت بس است حاصل من
معین ز سوز دلم شمهٔ چو بنویسد — ز خامه دود بر آید ز آتش دل من

غزل

چشم دیگر بایدت تا حسن او دیدن توان — گوش دیگر تا کلام دوست بشنیدن توان
رشتهٔ جان را اگر پیوند با وصلت بود — خرقهٔ تن را ز سر تا پای بدریدن توان
چون بگوش مرغ جان آمد صدای ارجعی — این قفس بشکستن و سوی تو پریدن توان
گر تو خواهی تیغ راندن وقت بسمل در گلو — در میان خاک و خون چون مرغ غلطیدن توان
بر امید آنکه دامان تو گیرد دست من — در سحر ریزیدن و در خاک پوشیدن توان
هر زمان در باغ رخسارت گلی دیگر شگفت — یارب از گلزار تو هرگز گلی چیدن توان
از غم مسکین معین هر دم بدرد مبتلاست — ای طبیب عاشقان بیمار پرسیدن توان

غزل

عشقت دل و جانم را تا کرد جدا از من — جان و دل من دیگر نشناخت ترا از من
بر شمع جمال تو پروانه صفت گشتم — یک شعله پدید آمد بستاند مرا از من
شب تا بسحر هستم اندر حرمت محرم — چون روز شود پوشی رخسار چرا از من
هر چند که واگشتم او در پی من آمد — او کرد وفا افزون چون دید جفا از من
تا از کف آشنائی یک جام بقا خوردم — بزدود می وحدت زنگار فنا از من
منصور صفت گرچه زین دیر فنا رفتم — صد نور همی گیرد آن دار بقا از من

خواهی که رخش ببینی در چهرهٔ من بنگر | من آینهٔ اویم او نیست جدا از من
دل و بس قران اندرین قالب | بشنو ز مشام جان آن بوی خدا از من
گفتا که چو برگیرم برقع ز جمال خود | دانی که زمی باشد مستی تو یا از من
گفتم چو معین زین می صد جام اگر نوشم | دم در کشم و ناید چون کوه صدا از من

غزل

مرا ان چو نزد تو ایم تو ئی وسیلهٔ من | منم چو آینه و حسن تو جمیلهٔ من
دران زمان که زیاران دوستان ببرم | تقربم بتو بهتر که یا قبیلهٔ من
تو کار بنده بتدبیر خویش سازی به | که مشکلات کجا حل شود بحیلهٔ من
کجاست عشق که تا بگذرانم رحجاب | که سدّ راه شد این عقل پر عقیلهٔ من
ز قید تن بجه بانم لبسان خر خلاب | براق عشق چو بربسته در طویلهٔ من
چنان مرا بخیالت خوش او فتاده وصال | که حور عین نتواند شدن حلیلهٔ من
بریز روغن عرفان درین زجاجهٔ من | چراغ عشق برافروز از فتیلهٔ من
معین که دست تهی میرود بدرگه دوست | مگر که هم کرم او شود وسیلهٔ من

غزل

دلا بچشم حقیقت جمال دوست ببین | ز مظهر همه اشیا ظهور او دست ببین

ولا تو حسن خدا دیدۂ غلط نه کنی — که در جمال خدا جلوه گر همو ست ببین

مرا ز دیدن ساقیست مستی ای هشیار — نه مستیم ز شراب و خم و سبوست ببین

بگوش ظاهر و باطن حدیث عشق شنو — بچشم صورت و معنی جمال دوست ببین

لب از حدیث فروبند گوش جان بگشا — درون پردۂ دل آنچه گفتگوست ببین

مگر تو دعوی عشقش همیکنی شاباش — تو فارغ از طلب او بجستجوست ببین

بمغز جان معینی نهان شده است کسی — چنانکه جان من اندر درون پوست ببین

غزل

سوخت از بهر تو جان و جگر سوختگان — این چه روزست که آمد بسر سوختگان

سوخت سرتا قدمم جمله درین دوزخ هجر — به محمد که رساند خبر سوختگان

دیده خون ریخت ز سوز و بجگر آب نماند — آتش افتاد درین خشک و تر سوختگان

ایکه هر شب بدلم آتش دیگر زده — هم بیندیش ز آه سحر سوختگان

بر جگر داغ نهادی و دگر میریزی — نشکر خنده نمک بر جگر سوختگان

همدمم نیست بجز ناله و آه سحری — هر که باشد بگریزد ز بر سوختگان

آتش عشق معین شعله چنان زد بر دل — که بود دوزخ سوزان شرر سوختگان

غزل

این درد که من دارم باکس نتوان گفتن — سوز دل عاشق را با خس نتوان گفتن
پیش دل خود که دردی تو همی گفتم — دل نیز رمید از من زین پس نتوان گفتن
هر چند بتن زین درد واپس ترم از هر کس — چون پیش تو جانبازم واپس نتوان گفتن
پرواز دلم از تن تا صید کنم جانرا — شهباز همایون را کرکس نتوان گفتن
بیمار لب لعلت بر بستر خون خسپد — بالین غریبان را اطلس نتوان گفتن
تقصیر بسی دارم پیش تو ولی عیبم — در رویم اگر گوئی در پس نتوان گفتن
سر غم عشقش را با خلق معین کم گوی — احوال سلاطین را با کس نتوان گفتن

غزل

از پس پرده جمالی مینماید کیست آن — آنکه یکیک پرده از رخ میکشاید کیست آن
تا بکی چون احولان بینی لباس مختلف — آنکه هر دم در لباسی مینماید کیست آن
جام می بر کف نهاده عکس خود دید در آن — هر زمان در باده مستی میفزاید کیست آن
من یقین دانم که بیرونست از شش جهت — آنکه هر دم از ره دیگر در آید کیست آن
در مقامرخانهٔ عشق از متاعی هر دو کون — هر چه دید اندر کف دل میرباید کیست آن
گر ندارم هیچ اما عاشق آن دلبرم — کو دهد مر عاشقانرا هر چه باید کیست آن
چون بگیرد ظلمت غم ساحت دل شام هجر — آن مهی کز برج جان ناگه برآید کیست آن

گل بتخت ناز و حشمت خورده گیری میکند	بلبلی کانجا زبان در هم نخاید کیست آن
گر بصورت همچو بلبل محو گل گشته معین	آنکه در گل از معنی می سراید کیست آن

غزل

میدمد بوئی ندانم تا کدامین دوست این	بوی عشق است اینکه می آید ز سوی دوست این
جان چو بویش بشنود بر خود بدرد پیرهن	روح پاکست این نمیگنجد درون پوست این
آنچه نورست اینکه جان چون ذره سرگردان او	آفتاب انور کی دارد جمال دوست این
این همان جانست کو هر طرف میجست دل	کین زمان لب بر لبم بنهاده و بر روست این
بر دل عاشق زند هر لحظه عشقش نشتری	زخم آن نشتر ببین بنگر چه خوش دلجوست این
دل که بر خوان وصال دوست ننشیند گریست	خام سوزی دارم اما زان سگان کوست این
بادهٔ هو چون بیا هو ریخت بر جان معین	از دلش تا عرش صد جا نعرهٔ یاهوست این

غزل

تن میان خلق و جان نزد خداوند جهان	تن گرفتار زمین و روح در هفت آسمان
تن نشانه گشت تیر حادثات دهر را	روح اندر خلوت خاص از دو عالم بی نشان
گوهری در خاتمی میبود یک چندی قرین	شد جدا از خاتم و آمیخت هم با اصل کان
قطرهٔ بر داشت ابر قدرت از دریای جود	باز آن قطره بدریا رفت شد همرنگ آن

قطره را گر ابر از دریا نبردی در هوا
دُرِ شهوار از کجا بودی بگوش مهوشان

گوهری آورد در بازار عالم در فروخت
هم بخود دلال گشت و خود خریدار خود همان

از پس پرده معین بنگر که از سلطان غیب
عشق خود با خود همی نازد بنام عاشقان

غزل

آتش عشق تو در جان من افتاد کنون
رفت آرام و قرارم همه برباد کنون

آنکه بر هر رگ جان زخم تو خوردم چون چنگ
چه عجب گر نکنم از دست تو فریاد کنون

گرچه دل در خم چوگان بلا افتاد است
جز تحمل چه توان کرد چو افتاد کنون

شاه عشق آمد و شهر دل من ویران کرد
لیک صد گنج بهر زاویه بنهاد کنون

خلق گویند که این شهر چرا ویران شد
وه که ویران نشد این بلکه شد آباد کنون

مدتی بستهٔ زندان طبیعت بودم
دست غیب آمد و بندم همه بگشاد کنون

ساقی بزم خدائی در میخانه کشاد
صد هزاران خم خمخانه بمن داد کنون

تا رخ ساقی ما پردهٔ عزت برداشت
طور هستی مرا کند ز بنیاد کنون

آنهمه باده که از جام صفا خورد معین
همچنان از طلب خویش نه استاد کنون

غزل

من نه آن رندم که از می سرگران خواهم شدن
گر نهی لب بر لبم مست آن زمان خواهم شدن

حالیا باری چو نی دم درکشیدم در فراق | چون لبت بوسم من آمدم در فغان خواهم شدن

این زمان مستم زمن از غمزهٔ ساقی مپرس | چون شوم هشیار در شرح و بیان خواهم شدن

من همی گفتم چو بینیم گویمش احوال خویش | من چه دانستم که آنگه بی زبان خواهم شدن

زورقم شد غرق در بحر آشنائی مشکلست | یارب از گرداب حیرت بر کران خواهم شدن

بی نشان گشتم من اندر جستن آن بی نشان | عاقبت در بی نشانی بی نشان خواهم شدن

گفتمش بهر تو تا کی در جهان خواهم دوید | در طلب تا چند نزد این و آن خواهم شدن

گفت زین و آن چه جوئی جز خود زانکه من | در تنت چون جان ز پیدائی نهان خواهم شدن

آینهٔ هستی خود را صیقلی میزن که من | گرچه پنهانم ولی آخر عیان خواهم شدن

زاهدا از من صلاح و عافیت دیگر مجو | زانکه من در عشق رسوای جهان خواهم شدن

گر امید دیدنشین بود من از کنج جحیم | واللّه از هر سو سوی خلد جنان خواهم شدن

از مضیق کنج عالم کی بود دانی عبور | آن زمان کاندر فضای لامکان خواهم شدن

نقد کونینم بکف گر نیست بر دامان جان | آستین افشان برون زین خاکدان خواهم شدن

ذرهٔ خاکم ولی با همت دارم دوستی | پای کوبان تا فراز آسمان خواهم شدن

از نفخت فیه من روحی دمیده در معین | لاجرم چون روح قدسی جمله جان خواهم شدن

تمت

رسید یک نظر از شاه دلنواز بمن   فتاده سایهٔ آن سرو سرفراز بمن

همای قدس که بودیم سایه پرور او   هزار شکر که افگند سایه باز بمن

دلم چه فائز آسیب روزگار شود   رسد ز فیض تو صد گونه اهتزاز بمن

مرا که پایهٔ جاهست فوق نه طارم   ز خدمت تو رسیدست اعتزاز بمن

زمین دولت سلطان عاقبت محمود   اگر رسد چه عجب منصب ایاز بمن

چو رو بعالم غیب آورم باستقبال   عرائس فلک آیند پیش باز بمن

بگوئمت که بوقت ظهور سر وجود   رموز عشق چه گفتند اهل راز بمن

که تا مقید قید وجوب و امکانی   نیاز ز وی بود دارد چنانکه ناز بمن

چگونه سود توان برد از دکان که دره   قناعتست بمثقال و حرص آز بمن

نشسته منتظرم تا که پرده وا جلال   بدست غیب کشاید در فراز بمن

زدوده زنگ تن از جان جان کنی جلوه   حقیقت تو در آئینهٔ مجاز بمن

وفا ز عمر چه جویم که هر نفس که زدم   چنان برفت که دیگر نگشت باز بمن

بهر دمی قدمی میرنهم دلی چه کنم   که عمر کوته و ره می شود دراز بمن

متاع جان و جهان می دهد بشنیدم   دگر غنیمت پیاپی تبرک و تاز بمن

هر آنچه سوخت لبم از چنین شنیدستم   ایا سپهر که میسوزیم لباز بمن

بود که ختم سعادت کند بجود و آب | چنانکه فاتحه در فتح هر نماز من
سپهر با تو بنازد معین تو رو بحق آر | مگر کند نظر لطف کارساز من

غزل

من شراب عشق را پیمانه ام ای عاشقان | آن پری را دیدم و دیوانه ام ای عاشقان
زان فسون کان لب بگوشم خواند در روز ازل | در زبانها تا ابد افسانه ام ای عاشقان
گفتمش بنمای رخ گفتا که دیدار مرا | دیده باید ورنه من پنهان نه ام ای عاشقان
من چو حسن بیکرانه در چهره بت دیده ام | بعد ازین سر بر در بتخانه ام ای عاشقان
جذبهٔ نور جمالش میکشد سوی خودم | گوئیا او شمع و من پروانه ام ای عاشقان
اندرین کاشانهٔ ویرانه کی منزل کنم | من که با شاه جهان همخانه ام ای عاشقان
با دل اشکسته گفتم تو کجا و او کجا | گفت او گنج است و من ویرانه ام ای عاشقان
تن چو بحر و دل صدف دلبر چو در پنداشتم | نی او بحر است و من دردانه ام ای عاشقان
تا تنم دل گشت و دل جان گشت و جان جانانه شد | نی تنم نی دل نه جان جانانه ام ای عاشقان
گر میان ما و ساقی صد هزاران پرده است | میدراند نعرهٔ مستانه ام ای عاشقان
تا معین گشت آشنا با یار خود اندر جهان | من دگر اندر میان بیگانه ام ای عاشقان

غزل

تن چو از خاکست او را خاک باید شدن | جان ز افلاکست بر افلاک میباید شدن
گر تو خواهی ورنه در آتش بباید سوختن | چون ز معشوقش او را پاک میباید شدن
در طریق عشق وادیهاست کاندر قطع آن | کاهلی کی میتوان چالاک میباید شدن
ای دل از تیر قضا تا کی توان کردن حذر | همچو صید بسته فتراک میباید شدن
گر عروج جان معینی بایدت بر نه فلک | در رکاب خواجه لولاک میباید شدن

غزل

چشمه سار دل که شد محجوب سنگ تن | تیشه بردار و این خر سنگ او را هم شکن
آب حیوان ست اندر ظلمت هستی تو | ماهی شو خویش را در آب حیوانی فگن
ور چه سوزست اینکه ماهی مضطرب از بهر آب | با وجود آنکه دارد در دل دریا شکن
گرچه ماهی بر سر تابه بسوزد هم چو ماهی آتشست | زین همه آتش که افتادست اندر جان من
دل مرا در سینه میسوزد همه شب تا بروز | ز آتش هجرانش چون شمعی که سوزد در لگن
لیک چون شمعی که بر بالین بیماران بود | نی چو آن شمعی فروزان در میان انجمن
بلبل جانم که مینالد بدام آب و گل | نوحه غم میسراید بهر مرغان چمن
چون ز باغ وصل آمد سوی زندان فراق | جای آن دارد که نالد از پی حب وطن
بلبلا تا چند مینالی درین مجلس سرای | قوت از بازوی حق جو وین قفس بهم شکن

محنت هجران به یعقوب از پیراهن رسید ‌‌ ‌ عاقبت هم مژدهٔ وصلت رسید از پیرهن
چون تو مرآت خدائی هر چه هست از خیر و شر ‌ ‌ اندرین آئینه می بین و بر و پیشم مزن
چون دل مسکین معین آئینهٔ تست ای کریم ‌ ‌ آئینهٔ خود را صفائی ده ز نور خویشتن

ردیف الواو

ای صدای بلبلان در صحن بستان حمد تو ‌ ‌ وی نوای مرغ جان در باغ ایمان حمد تو
تاب خورشید شهود افتاد در قصر وجود ‌ ‌ گفت ذرات جهان پیدا و پنهان حمد تو
قرعهٔ قسمت در آن روزی که می انداختند ‌ ‌ نعمت آمد قسم جسم و قسمت جان حمد تو
مشکل از شکرش همین نعمت برون آیم که چون ‌ ‌ بر زبان قاصر من گشته آسان حمد تو
گر نبودی حمد معراجی ز قصد قرب تست ‌ ‌ کی شدی سرفصل الفاظ قرآن حمد تو
حامدان گر عرش را مدح فرش ره کنند ‌ ‌ تا اوج عزت پایه ناید بپایان حمد تو
گنگ شد مسکین معین هم خود ثنای خود بگو ‌ ‌ بهتر آن باشد که من گویم بدینسان حمد تو

غزل

من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو ‌ ‌ چون نگویم چون مرا دلدار میگوید بگو
هر چه میگفتی بمن هر بار میگفتی مگو ‌ ‌ من نمیدانم چرا این بار میگوید بگو
آنچه نتوان گفتن اندر صومعه با زاهدان ‌ ‌ بی تحاشی بر سر بازار میگوید بگو

سر منصوری نهان کردن نه حد چون منست
چون کنم هم ریسمان هم دار میگوید بگو

گفتمش رازیکه دارم با که گویم در جهان
نیست محرم با در و دیوار میگوید بگو

آتش عشق از درخت جان من بر زد علم
هر چه با موسی بگفت آن یار میگوید بگو

گفتمش من چون نیم در من بدرم میدمی
من نخواهم گفتن این اسرار میگوید بگو

ای صبا گر پرسدت کز ما چه میگوید معین
این دو بی را از زبان بردار میگوید بگو

غزل

نور تجلی میرسد ای طور دل صد پاره شو
ای مرغ جان بشکن قفس زین خاکدان آواره شو

بنهاد استاد ازل بنیاد این قصر ترا
بگذر ز نقش آب و گل حیران آن گلکاره شو

این هفت کوکب از فلک آتش گل با عود
تو نور جان چو دل طلب یاهی ز هفت استاره شو

خواهی خمارت کم شود ساقی طلب جامی
در هم شکن خم و سبو اندر پی خماره شو

در کوی بدنامی همه امید شد یا دلبری
آنچه رفته ناموس من گو صد هزاران پاره شو

گفتی چو بیچاره شوی آنگه ترا چاره کنم
والله که بیچاره شدم بیچارگان را چاره شو

تا چند در مهد زمین چون کودکان باشی معین
بر چین بساط و ما و طین وارسته از گهواره شو

غزل

آئینهٔ وجود من چون گشته منظر تو
گرچه نبود قابل شد خوب در خور تو

خورشید بود می من آئینه زآمین | گشتم چو ماه روشن اندر برابر تو
هر جا که رخ گشود حسن تو بینم هم | هر قید وا زود بر دوم چون گشت مظهر تو
گفتم ز خود خبر کن گفتا ز خود گذر کن | وانگه بخود نظر کن تا کیست در بر تو
بگذر معین ز کثرت اندر مقام وحدت | آن شاه تاج عزت بنهاد بر سر تو

غزل

بیا در بزم او اول یکی حرفی ز من بشنو | دران اسرار با او حی یکی طرز سخن بشنو
اگر اسرار وحدت را ز من باور نمیداری | تو گوش هوش خود بگشا ز سر جان و تن بشنو
برافگن نور ظلمت را ز ره بردار کثرت را | پس آنگه سر وحدت را تو هم از خویشتن بشنو
نیاز عاشقان و ناز معشوقان چه میپرسی | زبان چون سوسنی گنگست از فرع چمن بشنو
گهی کز شوق میالم خبر کی دارم از عالم | رخی بر خاک میمالم که ایجان دردمن بشنو
جوابی میرسد هر دم بگوش من از آن عالم | که من راز تو بشنیدم تو اکنون راز من بشنو
معین درکش می باقی نه لب بگشا بساقی | پس آنگه درد مشتاقی از آن خوب ختن بشنو

غزل

نعلین بر پا فگن و بر عرش معلا رو | آنجا که نه جا بود بی جا شو و تنها رو
ای قطره نواز بحری هر چند جدا افتی | گر سر بفلک سائی هم جانب دریا رو

مرغ دل هر زاهد تا باغ جنان پرّد — ای دل تو از آن بگذر بر قبهٔ اعلی رو
مانند جعل تا کی بر هر حدثی پری — چون بال و پری داری بر سوی بالا رو
ای بی ادب مسکین زافعال چه میجوئی — تعلیم خدا خواهی در مکتب اسما رو
گفتی که بیر در از من پنهانست نمی یابم — زان راه که میدانی اندر دل شبها رو
چون جانب ما آئی هم راهبرت مائیم — همراه مجو جز ما چون میروی با ما رو
این قید حدوث از پا بردار معین یکبار — زان ره که رسیدستی هم در پی خود وا رو

غزل

در آئینهٔ جانم بنمود خیال تو — جستیم دل از عالم از شوق جمال تو
من محنت هجران را امروز خریدارم — سرمایهٔ سود من سودای وصال تو
ایوان مراد ما از عرش فزون باشد — زان رو صفت خود را بستیم ببال تو
از خون دل عاشق مینوش بجای می — در مذهب عشق آمد این باده حلال تو
ناقص نشود کامل هرگز بکمال خود — بگذر ز کمال خود اینست کمال تو
در صدر وصال آرند عشاق معینی را — ره نیست روا باشد در صف نعال تو

غزل

از مطلع دل زد علم یک لمعه از رخسار او — شد ذره ذره هستیم سرمست انوار او
یا آنکه ذرات تنم هر یک هزاران دیده شد — یک ذره هم دیده نشد از پرتو رخسار او

حسنش چو آید جلوه گر طاقت نیارد چشم سر — از دیدهٔ دل کن نظر تا بنگری دیدار او

عشقش نهال باغ جان میوهٔ وصال جان و دل — تو بر نخواهی خوردن زان هم اوست برخوردار او

بگذر ز کوی آب و گل در رو بقصر جان و دل — با سر خود بین متصل سر ساز هم از اسرار او

عاشق ز راه معرفت بگذشته از فعل و صفت — وین عاقل غافل صفت سرگشته در آثار او

اظهار حسن دلبری می‌بین ز هر مه پیکری — پیداست در هر مظهری آن حسن و آن اظهار او

منصور کی بود آن زمان کو زد انا الحق برملا — زنهار غیر حق مدان و یار اندر دار او

گویند یار یار شو تا چند باشی یار خود — نی نی که یار خویش شو تا چند باشی یار او

پر شد جهان یکسر از او شد نیک و بد منظر او — مومن از و کافر از و در قید تو زنار او

خواهد کند در خود نظر آئینه سازد از بشر — یارش کند زیر و زبر حیرانم اندر کار او

در ظلمت آباد عدم یک شعله از انوار قدم — در هر دلی کو زد علم انسان نمود اقرار او

در پردهٔ آتش مگر حسن تو آمد جلوه گر — پیر مغان کردان نظر کس چون کند انکار او

ز اسماء صفت بشناختم بوی از تجلیها یافتم — زلف تو بر هم تافته آن حلقهٔ زنار او

مسکین معین در یک غزل بنمود اسرار ازل — بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

غزل

هستی مطلق ... ز نور خود چو دار او — از ... نشین هست شو دریای جود او

در حسب آفتاب کجا ذره را بقاست — اندر جوار سایه نماید وجود او
تا ور چون صدف گهر وصل او بکف — تا دل نگشت غرقهٔ بحر شهود او
ز آئینهٔ دلست نمودار حسن دوست — زنگ وجود تست حجاب نمود او
کو شعلهٔ ز عشق که در جان خود زنم — تا وارهم ز ظلمت هستی و دود او
عاقل چه پی برد که فنا مایهٔ بقاست — و اندر زیان عقل نهاد و نه سود او
از تار عنکبوت چه پروا همای را — وا نیست بهر صید مگس تار و پود او
بینی چو جان ز قید حوادث بدر پرد — بر ذروهٔ دنی فتدلی صعود او
از روح خاص خویش چو بسید حق آدمی — ور نه کجا ملائکه کردی سجود او
از گنج عشق برده جهان مایه زین عجب — کاندر دو کون یافت نه هیچ از نقود او
باشد چو جان معین غم عشق حق مقیم — تا هست غم عشق ز بود و نبود او

ردیف الهاء

پیش ازان کاستاد فطرت نقش [illegible] — پایهٔ قدرت فراز کون و امکان ساخته
قالب آدم چو از خواب عدم سر داشته — خاک پایت طوطیای دیدهٔ جان ساخته
همچو بسم الله بر منشور قرآنش خدا — تا قیامت همعنان مانند عنوان ساخته
اندران عنوان ز رحمت کرده نام ابن [illegible] — تیغ چشم جانت ختم بر انس و بر جان ساخته

دشمنان از کین تو بر نار حرمان سوخته | دوستان از مهر تو با نور ایمان ساخته
شهسوار دولت تو چونکه در میدان چرخ | عشق از بدر و هلالت گوی و چوگان ساخته
خواجهٔ عالم تو بودی لاجرم بنّای صنع | از برایت چتر و طاق هفت ایوان ساخته
در وحدت را که هیچ بیند عز بحر قدم | حق درون حقهٔ جسم تو پنهان ساخته
از برای ما حضر پیش گدایانت خدا | هشت جنت با هزاران حور و غلمان ساخته
راه جنت گرچه دشوار است پیش دیگران | بر گنهکاران این امت چه آسان ساخته
نار نمرودی بر ابراهیم گر شد گلستان | آتش دوزخ بر این امت گلستان ساخته
بهر فرزند خلیل ار گوسفند آمد فدا | بهر این امت فدا از نوع انسان ساخته
گوهر وصلش بنقد هر دو عالم میخرند | لیکن از بهر گدایانت تو ارزان ساخته
یا رسول الله بحال عاصیان کن یک نظر | تا شود زان یک نظر کار فقیران ساخته
رحمة للعالمینی بر معینی رحم کن | کز جهالت خویش را محکوم شیطان ساخته

غزل

ای کوس دولت تو بلند بر فلک زده | عشقت علم بسینهٔ هر یک یک زده
آئینه دار طلعت تو بوده آفتاب | خرگاه زر طناب از آن بر فلک زده
مه لاف حسن زد بفلک لاجرم شگاف | از تیغ سیاست تو آن بر فلک زده

از صفحهٔ سپهر نشد حل مشکلات
دیو بلکه کرده خدمت تو السلام ایتو
دانسته نقد بیغش صاحب عیار زده
در بزم خاص محرم الا الله آمده
در نعت خواجه دو سرا رو زده

زان نسر اختر قمر نقطه شیرکش زده
در اوج کبریایی تو پروبال ملک شده
صراف عقل نقد تو چون بر محک زده
چون تیغ لا اتبارک بر شتر کرده
کوس محبت تو سما تا سمک زده

غزل

یک قطره بحر قدرت او هر دو عالم ریخته
زان قطره صد دریا شده در کام عالم ریخته

نور تجلی ریز علم هر صبح از مسیح علم
کوه وجود هم لاجرم چون طور از هم ریخته

از جمله ذرات جهان نور تجلی بین عیان
زیرا که بحر بیکران در ظرف عالم ریخته

چون دیده خورشید سر تا که نگاه ...
موج هوا شب تا سحر چندانکه شبنم ریخته

شه چون خورد جام صفا بر خاک ریزد جرعه‌ها
زان جرعه شراب عشق ما بر خاک آدم ریخته

من عاشق دیوانه‌ام در میکشم خمخانه‌ها
زان می که یک پیمانه بر عرش اعظم ریخته

نار محبت از ازل میسوخت تا روز ابد
دل را که عشق لم یزل در بوتهٔ غم ریخته

چشمیکه از انوار دید خورده است او
از حسرت دیدار او اشک دمادم ریخته

عشق از ولای فلک آتش زد اندر یک یک
وانگه بداغ ماتمت جای مرهم ریخته

خورشید می در دل ازان میزند ایام زبان | چون جلوه آهنگران کز ضرب سیدم ریخته
در تافت خورشید یقین از مطلع جان معین | والله که فیضی اینچنین بر هر دلی کم ریخته

غزل

جانیکه بذاقش مزه عشق مزیده | از لطف کریمان شده وقرب خریده
در قید تعلق نتوان داشت اسیرش | مرغیکه زدام سر زلف تو پریده
سالک که در اول قدم این ره نشد رخی | ره رفته بسی لیکن بجائی نرسیده
از گلبن عشق خارستم خورده نبالید | آن دیده که در گلشن جانان چو تو دیده
جانم چو گل از غنچه برون آید ازان باد | کو وقت سحر پرده ز روی تو کشیده
کو محرم جان تا ز دل آرم بزبانش | آن نکته که گوشم ز لب عشق شنیده
دریای کرم موج محبت زده صد بار | در ما همه در رشته جان تو کشیده
دانی که محبت چه بود لولوی منشور | آن دانه اشکیکه ز چشم تو چکیده
از بزم الست آمده سرمست معینی | زان جرعه که جانش ز می عشق چشیده

ردیف الیاء

اگر بچشم حقیقت وجود خود بینی | قیام جمله اشیا بود خود بینی
وجود هستیت نار موسوی گردد | اگر برون کنی از سر تو دود وجودنی

ز قعر لجهٔ توحید دُرِ عشق بر آر / که گنجِ مخفیِ حق را به نقد خود بینی

بقصر عشق ترا پایه از سر توحید است / که تخت هر دو جهان را فرود خود بینی
تو چون فرشته نظر بر جمال دوست گمار / نه چون لعین که همین سر بسجود خود بینی
ازین حضیض فنا ات چه بگذری شاید / که تا دنی فتدلی صعود خود بینی
بیا ز خانه برون آ و نور دوست نگر / تو چند شیشهٔ سرخ و کبود خود بینی
اگر ز آئینه زنگ حدوث بزدائی / جمال شاهد حق در شهود خود بینی
به بند دیدهٔ اغیار که تا ز عین عیان / وجود دوست چو جان در وجود خود بینی
بیا ببزم گدایان شه نشان خود بست / که تا نتیجهٔ احسان و جود خود بینی
در آنمجلس مسکین معین شوریده / که نقل و باده ز گفت و شنود خود بینی

غزل

گوهر عشق چو در چشمهٔ تن می طلبی / دل چو دریا کن اگر دُرِّ عدن می طلبی
چه روی دشت و بیابان پی آهوی تتار / زلف او بوی اگر مشک ختن می طلبی
باز عشقی تو درین دام که آرام مجوی / سوی او باز پرار ز آنکه وطن می طلبی
نکته جستم از آن منطق شیرین بسوال / گفت بنگر که کلامم بچه فن می طلبی
من بجانم نه دلم نی به تنم چند مرا / گه ز جان گاه ز دل گه ز بدن می طلبی

بر سر عرش و دیدم که بگو یار کجاست
گفت با تست شب و روز چه می طلبی

عاقبت پرده بر افگند که ای شیدائی
جام می گیر اگر شربت شکر می طلبی

گیر در دار بقا جبل انا الحق در دست
چند در دیر فنا دار و رسن می طلبی

عندلیب چمن عشق شو ای طائر قدس
گر تماشای گل و صحن چمن می طلبی

خانه خالی کن از اغیار و بجو یار معین
کین محالست که ضدین معاً می طلبی

غزل

چو از جمال نقاب لطیف بر اندازی
دهان ظهور وجود مرا عدم سازی

ز نور حسن چو رخسار شمع آرائی
کمین ملامت پروانه بجان بازی

نقوش مهر تو از مهر دل نخواهد رفت
اگر در آتش عشقم چو موم بگدازی

چو چنگ میکشیم این که شان خم فراق
مراد هم آنکه به بزم وصال بنوازی

سپاه درد و بلا صف کشند از چپ و راست
نقاب با علم عشق چون بر افرازی

همین دلست که آئینه است در دستش
گهی چو گوی بهر جانبی که می تازی

ولی ملاحظه احیان چو رخت بربستند
تو خواه آئینه سازی و خواه گو بازی

هر آئینه که تو عکس جمال خود بینی
اگر در آئینه دل تجلی اندازی

رموز عشق معین از تو با تو میگوید
چرا که همچو نفس همدم و هم آوازی

عجز راز دل خود نمیتوانم گفت ‌‌‌— تو راز من بشنوی به که محرم رازی
معین بیکی نظر از خاک برگرفته است — بدان امید که باز از نظر نیندازی

غزل

ای که اندر عین پیدائی نهانی کیستی — هر چه در فهم و گمان آید نه آنی کیستی
جمله اشیا ز حد وصف شد معلوم خلق — ای که بیرون از حد وصف و بیانی کیستی
ای که در هر مظهری نوعی ظهوری کرده — در لباس جمله اعیان عیانی کیستی
نی بدن از تو خبر دارد نه جان از تو اثر — تو چو جان از بسکه پیدائی نهانی کیستی
ای که همچو شهد و شیر اندر رگ جانی روان — جان شیرین منی با جان جانی کیستی
منزل بی یسمع و بی ینطق به عالم درزدی — ای که سمع و نطق هر گوش و زبانی کیستی
جمله ذرات جهان هر یک نشان ذات تست — با وجود این نشانها بی نشانی کیستی
در فراق آرایش دردمندانی و لیک — در وصال آرام جان عاشقانی کیستی
جام شش سوی جهان از عکس رویت [illegible] — تو برون از شش سوی و کون و مکانی کیستی
من بجست و جوی تو هر دم روم دیوانه وار — وی عجب با هر سر مویم با من روانی کیستی
با معینی گفت هر سو تا بکی خواهی دوید — هست نزد خود هر چه میخواهی تا بدانی کیستی

غزل

تو مظهر لمعات جمال معبودی / ولی دریغ کز آئینه زنگ بزدودی
درخت هستیت از نار عشق پاک بسوز / که تا تمام نسوزی مقید دودی
چو مفردان مجرد ز پردها بدر آئی / چو بستگان چه گرفتار تاری و پودی
زیان و سود چو در دست اختیار تو نیست / زیان تو هم ازان شد که طالب سودی
عدم وجود بگردد که در حقیقت حال / مجاز بر تو نهادند نام موجودی
سحر ببام فلک طبل عشق میکوبند / چه شد که یک سحر آواز طبل نشنودی
درآ بعرصهٔ میدان که در بدایت حال / ز جملهٔ منتهیان گوی عشق بربودی
تو قدر خود به ازین دان که در هوا فضل / همه طفیل تو اند و توئی که مقصودی
هنوز آدم و عالم نبود نام و نشان / که در سراچهٔ وحدت جلیس حق بودی
ملک بسجدهٔ آدم قیام ننمودی / اگر عیان نه بدیدی جمال معبودی
شهید عشق شو ای دل که نزد اهل شهود / یکی ست مرتبهٔ شاهدی و مشهودی
اگر بکوه رسد قطره رود از جا / زبادهٔ که بجا بیدریغ پیمودی
کدام باده قوی تر ازین تواند بود / که حسن خویش بما بیحجاب بنمودی
نه ذره ذره شنو نعره های منصوری / کنون که از رخ تابان نقاب بگشودی
هلاک من ز تو و اجتناب از تو محال / مریض عشق ندارد امید بهبودی

هزار بار کشیدم هزار بار غمت	تو بار دیگر و بار دگر بیفزودی
ز بار عشق بنالد معین ولی خود گوی	که پشه چند کشد بار پیل محمودی

غزل

بخدا غیر خدا در دو جهان نیست کسی	صد دلیلست ولی واقف از آن نیست کسی
نکته سر محبت چو نهان از من و تست	لاجرم در صدد شرح و بیان نیست کسی
مسند عزت و خلوتگه وحدت خالیست	از ازل تا به ابد درخور آن نیست کسی
لاجرم عاشق و معشوق ز خود ساخته‌ایم	تا که بردی بجز از وی نگران نیست کسی
اینهمه زمزمه کز سینه خود بشنوی	تو چه گوئی که درین خانه نهان نیست کسی
زنده دل را چه غم از رفتن جان از ره راز	زانکه دل زنده باین روح روان نیست کسی
دل و جان عاریتیم گر برود عمر تو باد	آبحیات دل من غیر تو جان نیست کسی
دعوی عشق درین معرکه هرگز نکند	اگر از جان و دل خویش بجان نیست کسی
بار عشق تو معینی بدل و جان بکشم	که هوادار تو تنها بزبان نیست کسی

غزل

اگر ز مستی خود چشم دل فراز کنی	نخست دیده بدیدار دوست باز کنی
دمی ز هستی خود بگذری به از صد سال	که روز روزه بداری و شب نماز کنی

چو سرو دست طمع گر کنی از خود کوتاه
سزد که پای درین انجمن دراز کنی

بلندییت بتواضع نهاده اند بسر
تو خویش را نتوانی که سرفراز کنی

ز کعبتین فلک نقد جان نخواهی برد
چو عرض شعبده با چرخ حقه باز کنی

بناز کی ببری منزل مقصود
مگر سلوک رهش از سر نیاز کنی

گرت بناز برانند هر که آخر کار
بصد نیاز نخوانند ترا و ناز کنی

ز بندگی بنشینی بتخت سلطانی
اگر تو خدمت محمود چون ایاز کنی

غزل

مرا ای ساقی وحدت بده از می جرعه‌ای زان سان
که هر دم از همه با خویش برآید از دلم هی

نگر انجم چه می‌جوشی چو می در وی تو می‌ریزی
نگو اینی چه بینائی چو چشم خود مسیرد روی

چه با دوست این نمیدانم که جام دل بپیچیده
چنان از رنگ صافی شد که دیدم یار را درو

بدیدم دلبری چون مه شده از حسن او واله
مرا در بر کشید آنگه که از من هیچ با کی

مقاماتی بدیدم من حکایاتی شنیدم من
بجائی رسیدم من که کس آنجا نبرده پی

ز عقل خود برون رفتم بیابان جنون رفتم
بمیخانه درون رفتم بدیدم خم‌ها پر می

روان یک جرعه پر کردم بیاد لعل خود یارا
فنا از خویش گشتم هم بقائی یافتم زان می

نه عصیان ماند نی طاعت شدم محو اندران ساعت
چنان گشتم در آن حالت که من گم گشته‌ام در وی

معینی بس کن اندیشه که در دیوان عمل — بشو زان دفتر معنی نگردی یک ورق باطل

غزل

گهی که از رخ تابان نقاب لطف گشائی — ز عاشقان بنگاهی هزار دل بربائی

بیا ز باده برون آر این حجله پرده بر افکن — که نیست سوختگان را دگر شکیب جدائی

چگونه صبر توان کرد در فراق جمالت — که هر زمان بدلم صد هزار بار درآئی

بیک حجاب که برداشتی دلم بربودی — جهان نماند و جان هم اگر جمال نمائی

درا بمجلس مستان درآ دمی که شود آنجا — که جرعه‌ای بچه ریزند از شراب خدائی

چه جرعه جرعه خواری مستان حق نصیب تو آید — ز هر حجاب که باشد تمام خود بدر آئی

به نیم جرعه دل مستان زنند هزار انا الحق — خموش باش معینی اگر بخود تو گدائی

غزل

دلا چو محرم آن دلبر یگانه توئی — قضا چو تیر بلا میزند نشانه توئی

دگر فسرده کانون عشق آتش شوق — شراره که برآید از آن زبانه توئی

تنم چو دائره و نقطه در میانه دلم — دلم چو دائره و نقطه در میانه توئی

بگفتمش از چه بهانه تو در حجابی گفت — وجود تست حجاب من و بهانه توئی

همای عشق بدام حدوث کی گنجد — چو مرغ عنقائی در قید آب و دانه توئی

چو حلقہ منتظری بر در دو نمیدانی	کہ طالب خودمی و درون خانہ توئی

معین برآ بمنبر بگوی نکتۂ عشق
کہ بلبل چمن عشق در زمانہ توئی

خاتمۃ الطبع

بر ضمیر منیر مہر نظیر ارباب چید و شوق و خاطر خطیر اصحاب حال و ذوق واضح و لایح باد کہ درین زمان تقدس نشان دیوان معرفت تبیان قطب سپہر عرفان شیخ الموحدین افصح المتکلمین سلطان العارفین معین الملۃ و الدین حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح تیمناً و تبرکاً برای افادہ طالبین و افاضہ راغبین در مطبع جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک اودہ اخبار سابق ازین چند بار طبع شدہ بود الحال در شاخ مطبع موصوف واقع کانپور بماہ جون سنہ ۱۸۹۳ء بار دوم منطبع شد

... خالق مکین و مکان و فضل صانع زمین و زمان

دیوان ظفر

مطبع فیض عام واقع دہلی میں بزیور طبع مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور کسکو حمد خدائے جلیل کا | اسجائے بیزبان ہے وہن قال و قیل کا
پانی مین اوسنی راہبری کی کلیم کی | آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا
اُسکی مدد سے فوج ابابیل نے کیا | لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا
پیدا کیا وہ اُس نے بشر عوج بن عنق | پل جسکی ساق پاسے تہا رود نیل کا
پہرتا ہے اُس کے حکم سے گردون پر آندن | چلتا ہے یہان عمل کوئی جبر ثقیل کا
بلوایا اپنے دوست کو اُسنی وہان جہان | مقدور پر زدن ہوا جبرئیل کا

کیا پائے کنہ ذات کو اوسکی کوئی ظفر
وہان عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

فروہ اے دل کہ میرے پاس وہ یار آویگا | خاک راہ اُسکی ہنون گا وہ سوار آویگا
اسلیئے صید گہ عشق مین ہم صید رہے | کہ کبہی صید فگن پہر شکار آویگا
دیکھ اے دل تو نہ پی جام محبت کی شراب | بے مزہ ہو دیگا جس وقت خمار آویگا
دم لیون ہے مرا آج تجھے آنا ہے | مجکو کیا گرچہ پس از مرگ ہزار آویگا
تو جو آئینہ صفت غیر سے ہو جائیگا صاف | تیری جانب سے مرے دل مین غبار آویگا
یہ نہین بک ہے گلہ کہتا نہین کوئی ہین | کتنیان ہو لین گے جب بار در شمار آویگا

٢

[illegible] ہوا پر نہ ہوا — اور لریہ سے ترا ظلم نہ ہوا پر نہ ہوا

سنکر احوال جگر سوز غریب عاشق کا — ہائے افسوس تجھے غم نہ ہوا پر نہ ہوا

کشتۂ ناز کے افسوس جنازہ پہ ذرا — چشم پر آب تو اکدم ہوا پر نہ ہوا

چارہ گر کی نہین تقصیر بہت کی تدبیر — کارگر زخم پہ مرہم ہوا پر نہ ہوا

سنکے نالون کو مرے ہو گئے تہہ پانی — سر فتر گان بہی ترا نم ہوا پر نہ ہوا

قتل نے آگیا دم ناکہین اپنا لیکن — یار اپنا کبہی ہمدم ہوا پر نہ ہوا

میرے جانب سے پڑی گرہ دلمین تیرے — سست پیمان تیرا محکم ہوا پر نہ ہوا

ہون وہ آزادہ کہ جون سرو کسیکی خاطر — قد تعظیم مرا خم ہوا پر نہ ہوا

رات ہمسایون نے اوٹہہ اوٹہہ کے دعائین — شور و نالہ مرا مدہم ہوا پر نہ ہوا

تہہ کی صدا ہے قدرت نے دلی تیرا سا — کسی مخلوق پہ عالم ہوا پر نہ ہوا

کہلکہلا کے ہنسے گلشن مین ہزارون غنچہ — دل ہمارا خوش و خرم ہوا پر نہ ہوا

اے ظفر دیکہی عقبے مین کیا حال اپنا
چین دنیا مین تو اکدم ہوا پر نہ ہوا

آیا نہ اگر نامہ و پیغام کسی کا — آخر ہے کوئی روز مین یہان کام کسیکا

وین جان تو ہم غیر کو دو بوسہ ستم ہے — لیجائے کوئی اور ہوا نام کسیکا

اس چشم کی گردش سے ہوں کہو نکرنہ برباد — گھر چہوڑے ہے کب گردش ایام کسیکا

وہ کرتے ہین آرام سدا غیر کے گھر مین — کیا کام اونہین جائے ہو آرام کسیکا

شب ہالۂ مہ رشک سے گرد و پیہ نہ نکلا — چہلا جو پڑا دیکہا لب بام کسیکا

ساقی نہ کہلا بہید کہ اندہا ہے فلک کیون — مدت سے اوندہا ہوا ہیں خام کسیکا

جو ہے وہ مرے نام سے ہی عشق مین آگاہ
بدنام ظفر ہے نہ غرض نام کسیکا

ہینے دنیا مین آکے کیا دیکہا — دیکہا جو کچہہ سو خواب سا دیکہا

ہے تو انسان خاک کا پتلا — ولیک پانی کا بلبلا دیکہا

[illegible]

٣

اب نہ وہ سکے ظفر کیکو دل
کہ جسے دیکہا سو بیوفا دیکہا
ڈالے ہوئے گردن جو مرا نامہ بر آیا
کچہہ مطلب دل یار کا معلوم کر آیا
صورت ہے بتون کی کچہہ اللہ کی قدرت
ہر جلوہ مین اک اور ہی جلوہ نظر آیا
گر فکر مین ہو راہ کے تو شہ کا کرو فکر
اے غافلو دیکہو سر روز سفر آیا

باندہی تیرے ہاتہون مین جو گل غیر نے مہندی — آنکہون مین مرے دیکہے لہو اوتر آیا

ٹوٹیگا پڑا خاک کے بستر پہ وہ تا حشر — آرام کی گٹہری کو جو ہستی مین وہ سر آیا

کیا حرف زبان پہ تیرے آیا تہا کہ اے شمع — گلگیر تیرے سر پہ جو منہہ کہولا آیا

کیا جانے بنی قیس پہ کیا دشت جنون مین — جو خاک بسر آج بگولہ نظر آیا

اک ہم ہی نہین بیخبر آئے جہان مین — جو آیا جہان مین ہے سو وہ بیخبر آیا

غزلیات — مین شرم سے عصیان کے ہوا سر بگریبان — ظفر

جسوقت خیال آیا ادہر کا ظفر آیا

چشم مین دنبالہ دیکہہ اُس بت گمراہ کا — مست آہو منہہ مین کیا تپہ لئے ہے گاہ گاہ

کونسی مسکین کی عزت ہے فرشتون مین ہے دہوم — دیکہکر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا

خال کا جل سمجہو اُس زنخدان کے قریب — آگیا ہے ہاتہہ زنگی کے کنارہ چاہ کا

کہکشان کا خط نہین ہے صاف آتا ہے نظر — عکس فانوس فلک مین ہے یہ شمع آہ کا

منزل الفت مین غمکو مین جدا کیونکر کرون — مجہکو ہے اسکا سہارا ہے یہ توشہ راہ کا

اُسکی دندان پر نہین یختین مسی کے دیکہنا — ہے قلم کیا جا بجا ہے لکہا اسم اللہ کا

رتبہ عالی سے اسکی آسمان بہی پست ہے

اے ظفر جو خاک پا ہے فخر عالی جاہ کا

خوشی خوشی ہے جو خط نامہ بر لے آیا — یہ کچہہ نہ کچہہ ہے خوشی کی خبر لئے آیا

ممانعت نہ کر اتنی خدا سے ڈر ظالم — ہمین ہے شوق ترا تیرے گہر لے آیا

قدم رکہی ہے دہی عاشقی کے میدان مین — کہ جو قتیل یہ ہے اپنا سر لئے آیا

جب اشک آتا ہے مژگان تلک تو جگر لیکر — تو ساتہہ اپنے لخت جگر لئے آیا

ہزار آنکو وہ کہینچتے ہین پر اون کو — مرا ہے جذبۂ دل کہینچکر لئے آیا

بچے کب اُس بت صیاد وش سے طائر دل — کہ دام دوش پر ہے زلف کو لئے آیا

کہان وہ جاوین کہ میرے نظر سے ہو غائب — تصور اونکو ہے زیر نظر لئے آیا

جون آتا ہے تیرے مژگان کا ذکر شہر تاہی — مرے لئے ہے ارایہ نشتر لئے آیا

ظفر ہے واسطے ہر طفل کے مہیا شیر — کہ رزق ہو ساتہہ اپنے بشر لئے آیا

کرے وہ لیکر ہاتہہ کو اپنے اگر اونچا — یقین ہی ہو سکے اسلام زمزم کا بھی سر اونچا

دماغ اتنی ... کا جواب عرش سے بہی — بنایا جاتا ہے ... گردون سے بھی کر اونچا

کرا جو اتنا او ... نہ نکلا وہ قیامت تک

٢

کمال عشق کی دربار کا ہے کسقدر اونچا — کہ سر دون اسی یار و دیکہنا کہ دار اونچا

... اپنے سر سے ... اونچا

اوٹہایا اپنے سر سے ... ہم

جب ... ظفر اونچا

... جان ... اونچا

... آسمان ... ہوگا

خاک ہو کر بگولے کیطرح چلین نہین
حج اکبر ہو جیسے کعبہ دل سے حاصل
جائیگا جبکہ نہ خاک ترا سوختہ جان

حال ابتر ہے یہ کچھ تیرے ہوا خواہ کا ہو نگا
ہو خیال اُسکو بہلا کسلئے درگاہ ہو نگا
گرم ہو جائیگا پانی وہین سب چاہ ہو نگا

اے ظفر وسلے ہو ہمین خاک رہ فخر الدین
معتقد ہین نہ گدا و نگاہون نے شاہ ہو نگا

کیا وصف جبین مین کہون اُس ماہ جبین کا
یا صبح ہے یا آئینہ یا ہے ید بیضا
یا مشتری و زہرہ یا مہر درخشان ہے
یا تخت ہورین ہے کہ سے لوح سیمین

اک تختہ سراسر ہے وہ فردوس برین کا
یا صفحہ رخسار کسی شوخ جبین کا
یا جلوہ پر نور ہے یا ماہ مبین کا
یا صفحہ سادہ کسی الماس نگین کا

کیا زور مین شعر کی یہ تو نے نکالی
ہے وصف ظفر اسمین بیان اوسکی جبین کا

نہین دیکھ یہ بہتر ستانا کسی کا
عزیزو مرے آگے ذکر دل یہ
مجھے یاد آتا ہے عرش ہین کیے یارو
کبھو تو سنا کر ذرا گوش دل سی
مجھے یاد کر کے آنسو بہاتا
نسبت ہاتو ناصح کہ مدت سے مین ہون
ہو ونگا دل تیر مژگان بن اوسکی
نشانا کرو میری جانب سے اب تم

کڑھانا کسیکا کڑھانا کسیکا
نہ لانا کسیکا نہ لانا کسیکا
رولانا کسیکا رولانا کسیکا
فسانہ کسیکا فسانہ کسیکا
بہانہ کسیکا بہانہ کسیکا
دوانہ کسیکا دوانہ کسیکا
نشانہ کسیکا نشانہ کسیکا
لگانا کسیکا لگانا کسیکا

قوافی بدلکر ظفر پڑھ غزل تو
رہے تا نہ آگے ٹھہرنا کسیکا

جلا جی نہ دل مفت سے کسی کا
کھلا بھی تو ہان اے ستمگر کسیکا
نہ سن تیغ ستم سے فسانہ
تکیہون نہ تیغ کسی کا
نہ پابی رہا اب غنچہ دہن سے
بہلا ہوسے اپنے ایسا کسیکا
کہان شوخ ہے ایسا میرے وہی
دل اوسکا سے کسطرح
کہ بس کب پڑے ہے کسی پر کسیکا
جو مژگان کا عالم ہے اب اوسکی ہر دم
نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسیکا
یہ جی چاہتا ہے کہ سر ہی کا ماربن
اوٹھا کر ہم اُس در سے پھر کیا
بدل بحر اور قافیہ کو ظفر تو
کہ خوش ہو وے دل شعر سنکر کسیکا

۵

دیگر

غم دل کس سے کہون کوئی بھی غمخوار نہین
اور اگر پوچھنے کوئی قابل اظہار نہین
زلف کے پیچ سے چھٹ سکتا نہین کوئی دل
کونسا دل ہے کہ جو اس مین گرفتار نہین
سیکڑون ہین جگر افگار ہزارون دل ریش
پاس تیرے کوئی خنجر کوئی تلوار نہین
کیا تیری چشم سیاہ مست کی کیفیت ہے
جسکو اب دیکھو وہ بیہوش ہے ہوشیار نہین
مرثیے خاک دریارِ عشاق ظفر

غم فرقت کے سوا
چپکا رہنا ہے بہلا
اور یہ پیچ پہ پیچ
ہے عجب دام بلا
تیرے ہاتھون مین لیکن
ہان مگر ناز و ادا
کہ جہان ہے بدمست
اے بت ہوش ربا
کہ جو ہونا ہو سو ہو

رات بھر غم یار نے سونے نہ دیا
صبح کو خوف شب تار نے سونے نہ دیا
شمع کیطرح مجھے رات کٹی سولی پر
چین سے یاد قد یار نے سونے نہ دیا
یہ کراہا تیرا بیمار الم درد کے ساتھ
کسی ہمسایہ کو بیمار نے سونے نہ دیا
اے دل آزار تو سویا کیا آرام سے رات
مجھے پل پر بھی دل زار نے سونے نہ دیا
مین وہ مجنون ہون کہ زندان مین نگہبان کو
میری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

یاس و غم رنج و تعب میرے ہوئے دشمن جانان
اے ظفر شب انہین چار نے سونے نہ دیا

مری آنکھ تبدلی جب تلک وہ نظر مین
کھلی آنکھ تو نہ خبر رہی کہ وہ خواب تھا
دم بسمل اے بت عشوہ گر خوشی عید کی سے
خم تیغ تیرا جو سامنے نظر آیا مثل
کہو اس تصور یار کو کہون کیون نہ ہو
کہ یہی تو وحشت فراق مین مجھے رہنمائے

نور جمال تھا
کہ خیال تھا
ہو سئے بیٹھے
ہلال تھا
حضرت محبت کے
وصال تھا

اسما وہ بین تھا کہ کہون کیا مین یہ
وہ جب آگیا مرے سامنے تو نہ
کیا وفا کہان
فقط ایک وہم و خیال تھا

نہین عشق اسکا تو ایک رنج ہمین کہ قرار و شکیب ذرا نرہا
غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نرہا

مطلع ثانی

دیا اپنی خودی کو جو ہمنے اوٹھا پردہ سا بیچ مین تھا نرہا
رہے پردہ مین اب نہ وہ پردہ نشین کوئے دوسرا اس کے سوا نرہا

نہی حال کی جب ہمین اپنی خبر رہی دیکھتے اوروں کی عیب و ہنر
پڑی اپنے برائیون پر جو نظر تو نگاہ مین کوئی برا نہ رہا

ترے زلف رخ کے خیال مین کونسی دن اوٹھی نہ فتنہ روز جزا
تری زلف کے دہیان مین کونسی شب مرے سر پہ ہجوم بلا نرہا

ہمین ساغر بادہ کے دینے مین کرے دیر جو ساقی تو ہائے غضب
کہ یہ عہد نشاط یہ دور طرب نہ رہیگا جہان مین سدا نہ رہا

کئے روز مین آج وہ مہ لقا ہوا آکے جو سامنے جلوہ نما
مجھے صبر و قرار ذرا نہ رہا اسے پاس حجاب ذرا نہ رہا

ترے تیغ و خنجر کی آب رواں ہوئی جبکہ سبیل ستم رواں
گئے کتنے ہی قافلہ خشک زبان کوئی تشنہ آب لقا نہ رہا

مجھے صاف بتائے نگار اگر تو یہ پوچھون مین رو رو کے خون جگر
ملے پاؤن سے کسکی ہین دیدہ تر کف پا جو رنگ حنا نہ رہا

اسے چاہا تہا مین نے کہ روک رکھون مرے جان بھی جائے تو جانے ندون
کیا فریب لاکھ کروڑ افسون مگر وہ نہ رہا نرہا نہ رہا

لگی یون تو ہزارون ہی تیر سے ستم کہ تڑپتے رہے پڑے خاک پہ ہم
ولے ناز و کرشمہ کی تیغ دو دم لگی ایسی کہ تسمہ لگا نہ رہا

ظفر آدمی اوسکو نجانئے گا وہ ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش مین یاد خدا نرہی جسے طیش مین خوف خدا نہ رہا

کبھو ہمنے بیان اپنا نہ پایا
جب پایا اوسے بیگانہ پایا
کہان ڈھونڈا اوسے ڈھونڈنے والا نہ پایا
سراپا ہیں ہو گردون ہے پایا
ملال عیش سرکش نہ پایا
عجب رنگ صرصر شعلہ
اور آکر نشان سے نہ پایا
صاحب استقلال پایا

۷

اوسے پاتا نہین آسان کہ ہمنے
تو جبتک آپکو کہو یا نہ پایا
دوا کا درد دل مین کس سے پوچھون
طبیب عشق کو ڈھونڈا نہ پایا
گریبان چاک کیا کہ سینہ مین بھی
جنون سے ہاتھ سے ٹانکا نہ پایا
بہار جلیس دم بہاری کسی
چمن مین بیٹھ اک پتہ نہ پایا

ظفر دل جانے یا ہمکو کون جانے

نہ پایا او سمجہ کیا اور کیا نہ پایا

مرغ دل یون تری مژگان نے لیکر گانتہا — خجل مین ہو شاہین نے کبوتر گانتہا

جائے حسرت ہے کتار رگ جان سے میرے — کفش پا کو نہ کیسنے مرے دلبر گانتہا

نقش مندسے باہم ہو دم سرد مرا — مین نے اس تیر کو اسطرح ستمگر گانتہا

ہے سے ہر بات پہ او گہڑے تو یون او ظالم — نہین معلوم تجہے غیر نے کیونکر گانتہا

کشمکش سے یہ اسیرونکی وہ کوٹا کہ ظفر

رشتہ دام کو صیاد نے پہر کر گانتہا

ظفر

غزلیات

آپ نے خوب کیا کاٹ کے مکر پہینکا — پر میری لاش کو کیون کوچہ سے باہر پہینکا

تیرے گہر جاتی ہے نت نامہ دل نے ہون یہ تو — کبہہ زمین پہ مجہے اور گاہ فلک پر پہینکا

روش برگ خزان دیدہ گلی ہے کوسی — اے صبا تونے ہمارا تن لاغر پہینکا

ہون مین وہ سنگ دستان فلک نے مجکو — گردش دہر کی گوپن مین پہر کر پہینکا

دل و زون کو مرے لے تو لیا اُسنے ظفر

لیکے جب چلنے لگا ہاتہہ مین لیکر پہینکا

نہ ہرگز درد دل سے مین کراہا — غرض پوشیدہ الف کو بنا ہا

محبت کی یہ مضے ہین کہ مین نے — وہی چاہا کہ جو کچہہ تونے چاہا

عیان ہے صفحہ مرخ پہ تیرے خط — کہ ہے تنخواہ بوسون کا سیاہا

نہ کر منظور تو سر نہان فاش — لکہی ہے دیکہہ وا زنگشت اوٹہا ہا

فقیرون سے تو پوچہو لذت عشق — اہا ہا ہا اہا ہا ہا اہا ہا ہا

ظفر کو باز رکہہ اعمال بد سے — خطا بخش کرم گار آلہا

صرفت العمر فی لہو و لعب — قاہا ثم آہا ثم آہا

ظفر ہے عرض یہ ہے فخر الدین سے

کہ شاہا دین پناہا تکیہ گاہا

کسی سے ہے جو ذکر رنگ روبرو بلبل اگر گل کا
تو وہ منہ پہیر کر سنتا ہے پہر قصہ اگر گل کا
گلابی ہے جو بلبل ہو رہی سرشار سے آتی
خدا جانے کیا ہے کہی ہو کر کے جام گل کے
عدم کو گلشن ہستی سے ہنستے ہنستے جاینگا
گر جوش خندہ گل ہے اب سے عمر گل کا
ہزارون کیا کے گل ہاتہہ سے بنایا گلدستہ

ہمارے دشمن گل ہے چہپایا مہر سے سرخ
ہمارے وحشت خانہ سے جو یہ تہی سرخ
ہزار رنگا رہ اسکا ہے دشت تاج سے سرخ
تھا ان عاشق کی سر شاخ تن بہ معشوق کا سرخ
داغ زبان پہ لیکے سے ہو بیکسی سے دیکہا
ظفر یہ اور صبا ہی ہی لیکر سب سے سرخ
اشک الدم لیکے سر کی ہی تیرے سے صبح سرخ

کہون کیا رنگ اُس گل کا اہاہاہا ہا ہا
ہوا رنگین چمن سارا اہاہاہا اہاہاہا

چمک چہرے کے ہے وہ کس کس فریبی اگر چمو
فری لیتا ہو ہمین کیا کیا اہاہا اہاہاہا

خدا جانے حلاوت کیا تھی اب تیغ قاتل مین
لب ہر زخم ہے گویا اہاہا اہاہا اہاہا

شرار و برق مین کیا فرق مین سمجھون کہ دونو مین
ہے اک شعلہ بھبوکا سا اہاہاہاہا اہاہاہا

ملا کر دو آنکھین ساقی کا کہ جام عشق سے مجکو
دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہاہاہا اہاہاہا

مری صورت پرستی ہے کہو کنین کیا
کہ اس صورت مین ہو کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
کہ ہے اُمڈا ہوا دریا اہاہاہا اہاہاہا

ہمنے شہسوار قلم کو اپنے جب جولان کیا
ملک معنی کا قلمرو یک قلم میدان کیا

جون شرار سنگ ہمکو عشق کی گرمی نے آہ
دفعتًا پیدا کیا پھر دفعتًا پنہان کیا

دیکھ غافل صانع قدرت کی توصنعت گری
اکمشت خاک کو کیا صورت انسان کیا

بار عصیان لے چلے دنیا سے رکھکر سر پہ ہم
کیا کہین اپنے سفر کا ہمنے کیا سامان کیا

وصف کس کے عارض روشن کا لکھا جائیگا
صفحہ اپنا چرخ نے جو شبکو یون افشان کیا

ملگئے خاک مین کیا کیا صورتین
چشم نقش پا کو حسن نے حیران کیا

اے غفلت پر ظفر جائے تاسف ہے کہ آہ
ہمنے سب کچھ جانکر جو آپ کو نادان کیا

یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

اپنا دیوانہ بنایا مجھے ہوتا تونے
کیون خردمند بنایا نہ بنایا ہوتا

خاکسار کے لئے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا

تشنۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکین کا تیری شانہ بنایا ہوتا

صوفیون کی جو نہ تھا لائق صحبت تو مجھے
قابل جلسہ رندانہ بنایا ہوتا

تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی مجھے
تو چراغ در میخانہ بنایا ہوتا

شعلۂ حسن چمن مین جو کہیا یار نے
ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا
روز محشر وہ دنیا مین خرابی ہے بہت
ایسی تیری کو ویرانہ بنایا ہوتا
ہے پیالب جو چمک ہے سے شراب سے جہاں
یہ جو صورت تمہاری مین نقش گذرا
روبرو خیال مرے دل مین

9

اودہر وہ کہاتا ہوا ولیکن پیچ و تاب آیا
خیال کر کے کیا سماہی دیدہ و دل مین
نہ دن کو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا
تمہارے نقش کف پا کے بوسہ لینے کو
زمین پر سایہ کی مانند آفتاب آیا
وہ تیغ صاف تر آئینہ رو برو جس کے
جب آیا تو شرم سے پانی ہو کے عرق آب آیا
جب آ بطرہ مشکین کا دل مین خیال آیا
زبان پر میرے وہ مین ذکر مشک ناب آیا

تیرا سخن ہے ظفر کہ سامنے تیرے
ہوئے خاموش مخفور نہ کچھ جواب آیا

گور گنج فراغ ہے اپنا ۔ داغ ہے اپنا چراغ ہے اپنا
کون گنج حزن مین ہے دمساز ۔ ایک دلسوز داغ ہے اپنا
اشک خونین مین بادہ گلگون ۔ دیدہ پرخون ایاغ ہے اپنا
وعدہ وصل ہے جو اسکل ہے ۔ آج دل باغ باغ ہے اپنا
ڈہونڈہتا ہے خدا کو تو زاہد ۔ ہمکو قصد سراغ ہے اپنا
جیسے اُس مہ جبین کے عاشق ہین ۔ آسمان پر دماغ ہے اپنا

غزلیات

اے ظفر کیجئے پہ سیر وسعت دل
کہ یہی باغ و راغ ہے اپنا

ظفر

دیگر

الفت کا ملا ہم کو مزا یار کسیکا ۔ سچا کبھی ہوتا نہین اقرار کسی کا
گر ہم ہین گنہگار تو کر خاک کا پیوند ۔ پردہ نہ اوٹھا چرخ ستمگار کسی کا
جون آئینہ آب حیرت دیدار تر ہے ۔ رہتا ہے کھلا دیدہ بیدار کسی کا
رونیکا رہیگا یہی عالم تو پھر اکدن ۔ گھر اوسکا ڈوبا دیدہ خونبار کسی کا
شانہ سے بل کیونکر کرے اپنا سر سر ۔ دل زلف بتان مین ہے گرفتار کسی کا
تک یونہی خبر برق صفت اوسکی لینا ۔ پہلو مین تڑپتا ہے دل زار کسی کا

سنتے کو مین سے رکھ اپنے ظفر کو
محتاج نہ کر حیدر کرار کسی کا

دیگر

دن کو جانا تمہین منظور جہان ہو جانا
پر جو آجانا ہوا دہر سے تو یہان ہو جانا

آنسوؤن کا مرے آنکھون سے روان ہو جانا
اور مرا راز نہان سب پہ عیان ہو جانا
دوستی کرکے ہین سب انداز تمہارے معلوم
پہ کہین تم میرے دشمن جان ہو جانا

10

قدر وہ یار کی کیا جانے سکھایا ہے کس نے
حکم و دل مین وہ بے تیر و سنان ہو جانا
دیدیا ہے دل ... جان جہان ہو جانا
... نصیبون مین جو ہر سو اسکے ... جہان ہو جانا

عشق و مساز اگر ہو تو عجب کیا جانون

استخوان کا مرے لبریز فغان ہو جانا

یون تو پروانہ بھی جلجائے ہے پر مشکل ہے

عشق مین مری طرح سوختہ جان ہو جانا

دیکھئے جاؤ مری جان ہے کیونکر جاتی

ابھی بالین سے مرے جاتے کہان ہو جانا

روسیاہی سے فقط نام و نشان کی خواہش

اے نگین چاہئے بے نام و نشان ہو جانا

گھر سے عاشق کے نہ جانا تھا خفا ہو کے تجھے

کہ ترا جانا اور اسکو خفقان ہو جانا

ہمکو دکھلائے ہے ہر لحظہ جمالِ جانان

دل کا صاف اپنے ظفر آئینہ سان ہو جانا

دیگر

لاغری سے حال اپنا کیا کہون کیا ہو گیا

جلگیا گل کا جگر اس دلِ آتشناک سے

اپنے زخمی سے ترق کر تو جو بولا جنگ جو

جبکہ دریا مین پڑا ساقی کا عکس تاب رخ

آدھی میری کرانعی اوڑ کے کاٹا چسخ کو

حسن جو تیرا دو چند آیا نظر تو شرم سے

پشت لعل لب یہ جب نکلا زمرد فام خط

کھلکھلا سارا جہان گیا دو تہہ احوال مین

مین زمین پر نقش پائے مور گویا ہو گیا

قطرۂ شبنم نہین ہے یہ پھپولا ہو گیا

ٹوٹے یون زخمون کے ٹانکے ایک ٹرا قا ہو گیا

ساغر خورشید اک حلقہ بھنور کا ہو گیا

زہر اس کا یہ چڑھا اوسکو کہ نیلا ہو گیا

ماہ کامل جون مہ کینعتہ آدھا گیا

ساغر یاقوت یہ گویا کہ مینا ہو گیا

چشم کی مانند حبب یا نون کا چھالا ہو گیا

ہے یہ وحشت بھی بلائے موذی کہ مجکو اے ظفر

ہر قدم پر نیش کژدم مار صحرا ہو گیا

دیگر

ہوا تو قال ہوا آپکی فرقت مین

یون ہی جانا تھا

مجھے شکوہ نہین تمہارے سے مری قسمت مین

یون ہی جانا تھا

رقیب اشتیاق پر ٹیکی آگ ناز ان

ہین ہوئے دوسرے بھی شفقت

کرے اشکا و شتاب ہے بھی

11

ہین یون ہی تھا

نہ بولے منہ سے

اچھا کیا ہم نے جو کچھ بیخودی مین ہم

ہین خاموش رہنا لازم اس صحبت

مین یہی تھا

اوڑائی خاک ہم نے خوب طرح مجنون کو

کیا طاقت

که وه تو گیا اس وادی وحشت مین یون ہی تہا

نه پرا اعرض غیرون کی ہوا اس طرح کیا باعث
گذارش کرتا بنده بہی تو وہان خدمت مین یون ہی تہا

تم اچہے وقت آپہنچے وگرنه ہم تو مرجاتے
اراده ہوچکا اپنا عدم فرقت مین یون ہی تہا

دل بیمار جب ہمنے کہا تہا کر علاج اپنا
که آیا فرق کچہه تیرے ابہی طاقت مین یون ہی تہا

نه بچی جائے گریز اے دل اگر تجکو محبت مین
تو آیا تو ارے دیوانه اس آفت مین یون ہی تہا

دکہاکر غیر کو صورت مجہے کیون رشک سے مارا
که مین تو مرا دیدار کی حسرت مین یون ہی تہا

ظفر تم دیکہتے ہو جسطرح آئینه کو حیران
کل اونکو دیکہکر مین بہی رہا حیرت مین یون ہی تہا

غزلیات دیگر ظفر

جام و صبو و خم سے نه بہر اک اسمین کا اک اسمین کا
قطره چکہا دے ساقی پر اک اسمین کا اک اسمین کا

جیسے چشم مین آنسو مین کب ہوتے صدف مین ایسی ہین
دیکہو چشم غور کہر اک اسمین کا اک اسمین کا

باغ جہان مین جو ہین دو نو نخل جفا و نخل کرم
نام نیک و بد ہے ثمر اک اسمین کا اک اسمین کا

پایا جو سیاره قرآن ہمنے دل سے پاره کو
آیا ورق جب پیش نظر اک اسمین کا اک اسمین کا

حال دل و احوال جگر کیا آه تبه دین اپنا ہم

۱۲

غزل ردیف بائے موحده

[illegible]

الله

[illegible]

[illegible]

ردیف ج

[illegible]

۱۵

[illegible]

ردیف ج

[illegible]

زلفون سے تمہارے ہون پریشان زیادہ
دیکھو مری اس حال پریشان ہین صورت

ہون عاشق سر باز ارجھے بلہوس آکر
دکھلائیگا کیا عشق کے میدان ہین صورت

ہے صاف تیرے تجمہ کی اختر ہین شباہت
ملتی ہے مہ نو کی گریبان ہین صورت

یوسف بھی ہوا ئے شوخ تیرا محو تماشہ
کھنچوا کے جو بھیجین تیری کنعان ہین صورت

دیوانہ ترا بن کے جو ہین خاک اڑا دون
مجنون کی بگڑ جائے بیابان ہین صورت

تجھ بن یہ شکل ہوئی کہ پہچانتے ہین دوست
مشکل ہے مری کلبہ احزان ہین صورت

کیا دیکھتا ہے آئینہ اسے شوخ پری رو
دیکھ اپنی ظفر کی دل حیران ہین صورت

ردیف ٹ

پلا نہ غیر کو صہبائے مشکبو کی گھونٹ
پئے گا رشک کا ظالم کوئی لہو کے گھونٹ

نہین ہے فیض سے محروم کوئی ساقی کے
کسو کے جام نصیبو نہین ہے کسو کی گھونٹ

تمہارے شربت دیدار سے ہین سب سیراب
نہین نصیب مین پر آس آرزو کی گھونٹ

سکندر آب تھا سے پھر آیا تشنہ خون
لا نہ ایک بھی جبد امتی جستجو کی گھونٹ

ظفر نہین جو عزہر آب سے زیادہ تلخ
شراب الفت خوبان تند خو کی گھونٹ

ردیف ث

تجھسے آزردہ ہون کیا جان طلبی کی باعث
ہم تو ہین تنگ صنم جان بلبی کے باعث

سب کار جہان ہیچ سکا رجہان ہیچ	اس ہیچ سے امید ہو اے پہلوان ہیچ
جن ناموروں کی جہان زیر نگین تھا	اب ڈھونڈھیے تو انکا ہے کہین نام نشان ہیچ
مانند حباب اک نفس مین ہے خراب	اس منزل فانی مین ہے بنیاد مکان ہیچ
اک عمر ہے مایہ دنیا سے گران بار	آخر جو دیکھا تو بجز بار گران ہیچ
خوبان جہان کا ہے تو کیا محو تماشہ	جن کی کمر ہیچ ہے جنکا کہ دہان ہیچ
اس باغ مین تھوڑی سی بہار اور پھر ہے سیر	اے تو گل خندان مجھے تشویش خزان ہیچ
ہو جنس تنگ مایہ ہیچ جنسی کی تہ خوبان	یہ جنس یہ بازار یہ گوہر یہ کان ہیچ
آواز طرب گوش دل محو فنا سے	جز نالہ و فریاد بجز آہ و فغان ہیچ
جو ہونے ہی ہو گی نہین امکان کہ نہو وے	پھر فلک سے کیا فائدہ غیر خفقان ہیچ
پایانہ بجز داغ سیہ کاری یک عمر	نقش قدم قافلہ عمر روان ہیچ

غزلیات

کیا دیکھین ظفر خانہ ہستی کا تماشا
اس وہم کدہ مین ہے بجز وہم گمان ہیچ

ظفر

مال و دولت عزو شان ہیچست و ہیچ	این ہمہ ہیچ و گمان ہیچست و ہیچ
از جگر کاوی چہ حاصل چون نگین	در جہان نام و نشان ہیچست و ہیچ
کاروان عمر ما ہر دم روان	ایک گرد کاروان ہیچست و ہیچ
بے جمالت دولت دنیا و دین	کین خیال این و آن ہیچست و ہیچ
از برائے ہیچ ہیچ اے دل ہیچ	در نگاہ عاشقان ہیچست و ہیچ

گرنہ بیند جلوہ حسن ظفر
این تماشائے جہان ہیچست و ہیچ

دل مرا الجھا ہوا ہے یار کے بالون کے بیچ	کیا تماشا ہے کہ اک طائر ہے سو جالون کے بیچ
چشم بلبل دیکھ جسکو پائل حیرت ہوئے	جلکین کے گل ہی ہین تیرے رو بالون کے بیچ
جس طرح آتے نظر خواب مین حباب	یون دکھائی دیتے ہین تیرے بالون کے بیچ
روبرو ہوتے ہی نکلے ہی نفخ صور کا	کیا قیامت سو رہے مری بالون کے بیچ

16

[illegible] جب کبھی کرتے ہو کرم
دار بیچی کی سوزش سے مری [illegible]
[illegible]
ردیف حائے حطی
[illegible] کی صلاح
[illegible] صلاح
[illegible] کی صلاح
[illegible] کی صلاح
[illegible] کی صلاح

71

میرا رونا دیکھکر ہر رات تجھ بن مہ لقا
چرخ کے نیچے بگولا دوسرا بن جائے چرخ

روبرو اُس شعلہ رخسار گلگون کے ہو سرو
اشک انجم سے نہ کیونکر چشم مین بھر لائے چرخ

گردش چشم اُس مہ بے مہر کی دکھلاکے پھر
آتش رنگِ شفق گولا ٹھہرکائے چرخ

گر اشارہ ہو نہ اُس مہرو کے ابرو کا تو پھر
خوب سرگردان پھر آیا تو نے مجکو ہائے چرخ

جو طمع سے ہاتھ کھنچا وہی تیرے ہاتھ سے
تیغ ماہ نو کو یون ہر ماہ کیون چمکائے چرخ

چرخ کی بیمہریون سے ڈر ہی یہ اے مہروش
پاؤن اپنے بستر آرام پر پھیلائے چرخ

ہے مزا برسات کا تجھ سے وگرنہ ساقیا
توجو آوے میرے گھر ایسا نہ ہوش ن پائے چرخ

چرخ ساغر مین بھری کسکی مے گلرنگ عشق
تار بارش سے ہے بہتر پر اگر برسائے چرخ

جبتلک تجکو نہ دیکھین گے دیکھین گے اب کیا ہمین
ہوگیا زہر آب غم سے سبزہ مینائے چرخ

آنکھ اُس خورشید روش کی پھر نہ جاوے اے ظفر
آنکھین دکھلا ہین اشارہ آفتین دکھلائے چرخ

اسکی کچھ پرواہ نہین پھرتا ہے گر پھر جائے چرخ

ودیگر

عجب طرح کا ہے دن رات آسمان کو ہے چرخ

ہے چرخ سے ہوا ہے اک جہان
کو چرخ
ہوا خاک بین ہے سب کو مشکل
نقش قدم
زمین پر رکھتا کسکی نہین نشان
کو چرخ
پھری وہ چشم کی گردش جبھی سے جب ہم
ہوا ساقی

۱۸۱

نشان بنا مرے ہے [illegible]
تو چرخ
[illegible] ہے ہمارے ہمین
[illegible] چرخ [illegible]
[illegible] گردش
ہے کیا ہیے انسان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

61

دل پر آملہ سے گر ہو مقابل تو صبا	جھاڑ دے خوشہ انگور کے بن تاک پہ گرد

صرصر حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم
اے ظفر سبکی پڑی ہے رخ ادراک پہ گرد

ردیف ذال معجمہ

کیونکر خسرو کو لگین اوسکی نہ دشنام لذیذ	جسکا شیرین ہو دلا نام خدا نام لذیذ
تشنہ لب جو کہ شہادت کی ہین اونکی قاتل	کیون نہ شربت سے ہون اب دم صمصام لذیذ
یہ فرا قند شکر مین بھی نہین ہے ہرگز	لب شیرین تیرے جیسے ہین دلآرام لذیذ
یاد چشم بد مست نے ہم کو ساقی	وقت مے نوشی کے لگتے ہین بادام لذیذ
لگ کے تو نخل محبت مین دلا ہو پختہ	یعنے ہوتا نہین ہرگز ثمر خام لذیذ
ہے کہان سیب ولایتی مین حلاوت ایسی	بوسہ جو تیرے ذقن کا ہے گل اندام لذیذ

جو مزہ بادہ الفت مین ظفر ہے دیکھا
ایسی ہوتی نہین ہرگز مئے گلفام لذیذ

چھپایا تو نے ہے کسکا کواڑ مین کاغذ	دھرا ہوا ہے جو پٹ دراڑ مین کاغذ
لکھے جو مصرع شیرین کو کوہکن کے عشق	تو برگ لالہ ہو مہری پہاڑ مین کاغذ
کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پر بیٹھی	مجھے جو دیکھا چھپایا نواڑ مین کاغذ
جلے ہے مضمون جو سوز دل پڑھ کر	کسے ہے پھینکو پرے بھاڑ مین کاغذ
یہ کسکی خانہ خرابی کی تم ہو سے درپے	دبا کے لکھہ کے جو تعویذ اوجاڑ مین کاغذ
کھلا نہ ہمپہ کہ یہ کیا وہ زیب مسند ناز	چھپا کے دیکھ ہے تکیہ کی آڑ مین کاغذ
اگر ہے قیس کو منظور اشتہار جنون	تو لکھہ کے باندھ دے ہر ایک جھاڑ مین کاغذ
گلی مین آسکے ہے قاصد ہجوم غیرونکا	سنبھالے رکھیو ذرا بھیڑ بھاڑ مین کاغذ
کرین رقم ہے اگر حال پایمالی دل	رہے ہمیشہ قلم کی لتاڑ مین کاغذ
الٰہی خیر ہو بگڑ گیا ہے وان قاصد	قبول وے نہ کہین وہ بگاڑ مین کاغذ

رہے جو خط و کتابت کی چھیڑ اوس سے ظفر

[illegible] اس پیرہن پھاڑ مین کاغذ
تسلی بخش دل ہے یار کی تصویر کا کاغذ
مصور ہے یہ کاغذ بھی عجب تاثیر کا کاغذ
مجھے اسکے نامہ پر مضمون وصل یار کی دولت
پہنچا نامہ کا کاغذ نسخہ اکسیر کا کاغذ
دل بیتاب کو تسکین ہوئی کیا قاصد کی باتون سے
نہ آئے جبتلک اوس یار کی تحریر کا کاغذ
مرے خط کو [illegible] رکھدیا ہے [illegible]

۳۴

بنا آئے نشانہ جب کبھی [illegible] کا کاغذ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مضمون [illegible] عاشق [illegible] کا کاغذ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

١٨

[illegible]

	چو مست ہو ظفر اوس چشم مست کا اوسکو بہاوے ساقی خانہ خراب کا ساغر	

دیگر

یا تو وہ رکھتے تھے سرگوشی ہمین سے اسقدر
یا لگی ہونے سخن پوشی ہمین سے اس قدر

سکو پاس اتنا نہ ہو ہر بات پر پہلو تہی
اور ہتہین ننگ ہم آغوشی ہمین سے اس قدر

ہوش مین آؤ ہمین کہتے ہو تم بے ہوش ہو
کیون میان دل ہوش بیہوشی ہمین سے اس قدر

لب پہ جان آئی ہماری لب ہوئے تیرے نہ وا
چاہئے تھی واہ خاموشی ہمین سے اس قدر

ہان نہ لو بحر عزیزون مین اوڑا دم کے دم
واہ واہ انکار ہم نوشی ہمین سے اس قدر

جون گل و بلبل چمن مین ہین سب ہنستے بولتے
سیکھی ایک غنچہ نے خاموشی ہمین سے اس قدر

کہتے ہین وہ مست آنکھین ساغر مے سے کہ دیکھ
تجھمین ہے مستی و بیہوشی ہمین سے اس قدر

چشم وا ہین حسرت دیدار مین مدت سے ہم
اے تصور واہ روپوشی ہمین سے اس قدر

نکہت گل جو سفر کرتے ہین بے محنت سفر
اے ظفر سیکھی سبکدوشی ہمین سے اس قدر

دیگر

[illegible] ترے [illegible] رشک [illegible] نوک [illegible]

۲۲

[illegible] دل [illegible] سوز [illegible]
[illegible] گل [illegible]
ہے روش گل کی [illegible]
اب ہمین جون مین [illegible]
ہاتہ مین [illegible]
مین ہمین اور [illegible]
[illegible] مطلق [illegible]
[illegible] نالہ [illegible]
[illegible] چشم [illegible]
[illegible] جائی ہین [illegible]
[illegible] کوئی آشنا نہین
[illegible]

ہے تیری نزاکت میں کمر بال برابر | میں جانوں میاں فرق ہو گر بال برابر
اک زخم ہوا چاہیے ہو جراح خبر لے | روزن ہی جو بالائے جگر بال برابر
خط سرمہ کا اس ابروئے خمدار پہ کہ ہے | آیا ہے سرمہ وہی میں بال برابر
لاغر ہوں رنج عشق میں اس ہو کر کے | آتا ہوں سراپا نظر بال برابر
وہ پھانس ہے اک یہ پڑی کند دل عشاق | دیکھ اپنے تو سنبل سے اسی بال برابر
کچھ منقلب شہر سے تاکا جو ادھر سے | آیا وہیں شیشے میں ادھر بال برابر
اشکوں میں بھی مژگاں کا وہ عالم ہے بس اب | ہو ورنہ بحث کا نہ ظفر بال برابر

غزل بحر طویل

تری ہے پازیب و سرکار جھومر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر
ہوئے ہیں جلوہ نما چمک کر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر
در فور اشکوں کا ہے ہمارے نکلتے بالو ہیں ہیں شرارے
نہ کیونکہ ہوں عشق پر نچھاور زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر
پسینے پانوں میں ہیں نمایاں تو سر پہ داغ جنوں فروزاں
نہ دیکھیں دیوانے تیرے کیونکر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر
ذرا جبین عرق فشاں پہ تو اپنے افشاں دکھا دے مجکو
کہ تا نظر آئیں او پیکر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر
تہ سبزہ و گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنوں ہوا پہ ہر دم
نظر سب آتے تھے مجکو کیسر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر
وہ تو فوارے چھٹنے میں واں ادھر میں اشجار پر چراغاں
بنی ہے سیر اک تمیں کی اندر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر
نہ مجکو نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہے استاد پر وہ کامل
غرض دکھائے وہ میٹھا پن کر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر

دیگر

۲۳

[illegible]

برنگ شعلہ فانوس ہو پوشیدہ
تمہارا عارض روشن نقاب کے اندر

ذرا بچشم حقیقت ہو گرم نظارہ
وہ ہے دری مین جو آفتاب کے اندر

اگرچہ صاف ہے دل سادہ لوح سینہ مین
جو دیکہا ہم نے تو دیکہا کباب کے اندر

کہان ہے سینہ مین پیکان کہ وہ تو ہے
چہپا ہوا دل پر اضطراب کی اندر

ہمارے آنسوؤن مین پوچھ راز عشق ظفر
کہ جسطرح سے ہو خوشبو گلاب کی مانند

دکھلائے لاکھ وہ شاہ وزیر کا محضر
سند رکھے گا کوئی فقیر کا محضر

بروز حشر دکھلاوے گا یہ دل پر داغ
خدا کے آگے تمہارے اسیر کا محضر

فلک کے صفحہ پر چون مہر و مہ کہ مہر [illegible]
گر یہ ہے کسی روشن ضمیر کا محضر

جگر پہ اسکے نہ تو داغ یہ سمجھ گلگیر
ہوئی نجیبہ بہ شمع منیر کا محضر

ظفر نہین ہے کسی وجہ سوء تقصیر
یہ چاک ہوگا تمہارے شہیر کا محضر

۴۴

اثر نہ جاہ کا جبتک ہو طرف ثانی پر
تو وہ نگاہ کرے کسکی جانفشانی پر

کرو نہ گریہ اگر اپنی ناتوانی پر
فلک ستا رہین یہ جوان تو جو حباب پانی پر

وفا کے بدلے جفا تم کرو ستم ہے یہ
صد آفرین ہین تمہاری بھی قدر دانی پر

غنیمت سمجھ لے تو وصل گل بلبل
نہ پھول باغ مین دو دن کی زندگانی پہ

ہمارے روبرو کرتا ہے تو نوا سنجی
لگے ہین تجھکو بھی اے مرغ بوستانی پر

خط آئے پر نہ رہے گی یہ عارضی دولت
غرور حسن کا کر عالم جوانی پر

نصیب خفتہ مرے بعد عمر جاگی آج
جو چشم یار ہے کچھ آج مین مہربانی پر

ہزار حیف کہ بلبل کا صحن گلشن مین
نہ چھوڑا ایک بھی صیاد نے نشانی پہ

ہنسی کی بات نہین ہے کہ ہر سحر خورشید
نثار ہے تیری ساز زعفرانی پر

کہہ کے ہی چشم جنون کے تشکل حباب
وہ باندھتے نہین تکیہ جہان فانی پہ

ظفر ہم اپنے ہی قصہ مین ہیکی آلودہ

[illegible]

دن اور ہے رات اور زمین اور زمان اور
رہتے ہین تر خود رفتہ جہان سے وہ جہان اور

اکبار کئے نذر دل و جان تیرے دونون
اب کیا تجھے دین ہم کہ نہ دل اور نہ جان اور

دے جام پہ جام پیالے مجھے ساقی
مین بس نہ کہون منہ سے کہہ جاؤن کہ ان اور

جل جائیگی اے برق نہو دیکھہ مقابل
ہے سوختہ جانون کا دم شعلہ نشان اور

کچھہ چشم وتر و سوز جگر پر نہین موقوف
انشائے محبت کی ہیبت سی ہین نشان اور

کسطرح غم یار کو مین دل سے نکالون
جائے یہ کہان اس کا ٹہکانا ہے کہان اور

کیا ہوویگا اک چاک کو سینہ کے سے سی
دلمین تو ہزارون ہین ابھی زخم نہان اور

وورن دلمین جگہہ کیونکر نہ اس پردہ نشین کو
اس سے نہین بہتر کوئی پردہ کا مکان اور

محفل سے اوٹھا غیر کو اور اسکی عوض کو
رکھدی مرے چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور

یہ شوق شہادت کی ہے تاثیر کہ قاتل
ہوتی ہے مرے خون سے تیری تیغ روان اور

تو گھر کو سدہار اپنے خدا کے لئے ناصح
ہوتا تیری باتون سے ہے مجکو خفقان اور

مینہہ خوب برستا ہے جو ہوتی ہے ہوا بند
بہتے ہین ظفر اشک ہے ضبط فغان اور

دو جگر ہمارا ہے یہ آتا فلک پر
کہتے ہین لوگ جسکو کالی گہٹا فلک پر

یہ آہ آتشین جب چمکائی سلف اپنے
کیا تاب ہلا نے بجلی ٹہا فلک پر

شرمندہ ہوگا تیرے عارض ماہ تابان
دے رو برو سے اسکو کوئی ہٹا فلک پہ

اس مہ جبین نے جبدم دکھلائی تیغ ابرو
دلمین ہلال کیا کیا اپنے کٹا فلک پر

جوگی بنا پھرے ہے اس ماہ وش کے غم مین
خورشید سے ٹہر کر سر کی جٹا فلک پہ

وہ حسن روز افزون بڑہتا رہا ہمیشہ
سو بار نور مہ کا بڑہ کر گہٹا فلک پہ

ہو تو شہد ہمیشہ ظفر چٹا کر مسیحا
وہ شکرین لب اپنے دے گر چٹا فلک پہ

ردیف رائے ہندی

دیکھہ دلکو میرے اسکا قربلے پیر نہ توڑ
گھر ہے اللہ کا یہ اسکی تو تعمیر نہ توڑ

۲۵

[illegible]

شکن زلف کی مانند کرکے اے نوخط	لکھ سکے کب قلم مانی ارژنگ مروڑ
روکش اوسکی گل رخسار سے یہ ہوتا ہے	اے صبا کیونکہ نگوش گل خوش رنگ مروڑ
ایک دریا بھی اشکون سے پچوڑی جبدم	دامن تر کو تیرا عاشق بے ننگ مروڑ
ہاتھ پکڑون جو تصور سے بھی تو وہ کہوئے	تو میری ہاتھ کو آتا بھی نہ بے ڈھنگ مروڑ

ہنسے ایک طفل دبستان کی محبت مین ظفر
پہینکا آخر ورق دانش و فرہنگ مروڑ

ٹہہا کے غیر کو قایم نہ کر فساد کی جڑ	نکال اوسکو کہ ہے یہ بشر فساد کی جڑ
جو خط کے لکھتے ہی برپا ہون سو طرح کے فساد	تو ٹہیرے شاخ قلم سر بسر فساد کی جڑ
قیام ارنڈ کی جڑ سے بھی کم ہے دنیا کو	کچھ اصل اُسکی نہین ہے مگر فساد کی جڑ
کرے یہ ریشہ دوانی یہ آہ و نالہ سے	تو جانو ہے دل شوریدہ سر فساد کی جڑ
اوکہاڑ طمع کی جڑ کو کہ باغ عالم مین	رکھے ہو یہ شجر بے ثمر فساد کی جڑ
وہ فتنہ زا ہے نگہہ دل ہے یہ فساد انگیز	اودہر ہے فتنہ کی جڑ اور ادہر فساد کی جڑ
رکھے فلک سے جو اصطلاح کی کوئی امید	تو سر پہ دہول دے یہ فتنہ گر فساد کی جڑ
نہ ہے ثمر پر کوئی اور نہ کوئی مفسد ہے	ترا ہی نفس ہے بنیاد و شر فساد کی جڑ

ظفر جہان مین نہ ہو کوئی مفسدہ پیدا
نہ ہون زمین و زن و زر اگر فساد کی جڑ

مخمس جو دیوے صراحی شراب ناب کی توڑ
تو رکھدین ہست بھی گردن وہین حباب کی توڑ
اوٹھینگے ابر جو ساقی یونہین بکیفیت
تو ڈر ہے دین کہین توبہ نہ ہم شراب کی توڑ
سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑے تو
نہ خاطر اے صنم اس خانہ خراب کی توڑ
چمن مین اُس تن نازک سے گر مقابل ہو
نہ پریشان ابھی پنکھڑیان گل گلاب کی توڑ
نمونون کی اپنی گرانباریون سے اسے گردن
[illegible] میرے دل گرم اضطراب کی توڑ
نہ ڈال بیکلے مین دیکھ [illegible] انہیں

۲۶

[illegible] سے تو ڈر چشم پر آب کی توڑ
[illegible] لب [illegible]
[illegible] ظفر
[illegible] شراب سی کی توڑ
[illegible]

که دم کے ساتھہ ہے ہر دم یہان نشیب و فراز

فلک عروج و منزل سے اک زمانہ کو
دکھائے روشن نزد و آن نشیب و فراز

کیسی ہے جائے ہی راہ فنا کو طے ہر دم
سمجھے کچھہ نہین عمر روان نشیب و فراز

حضیض و اوج مین سیار ہین ستارے بھی
دکھاتا کسکو نہین آسمان نشیب و فراز

کہون بگولے کو کیا خاک مین گریبان گرد
کہ میری طرح سے دیکھئے کہان نشیب و فراز

دکھائے ہے سر عاشق کو قاتل سفاک
بزیر تیغ و بنوک سنان نشیب و فراز

کسیکو پست کرے ہے فلک کسی کو بلند
کہ اس ہنڈولے مین ہے ہر زمان نشیب و فراز

ہمین ہے راہ محبت مین ہر زمان درپیش
بزنگ گرد راہ کاروان نشیب و فراز

زمین کو دیکھے نہ کیونکر عصا بکف نرگس
رکھے ہے عرصہ باغ جہان نشیب و فراز

اوچھل کے دیکھہ نہ چل اسقدر تو اوسر کش
کہ تیرے ساتھہ ہے فوارہ سان نشیب و فراز

ظفر ہے راہ زخود رفتگی عجب ہموار
کہین بھی جسکے نہین درمیان نشیب و فراز

دیگر

اگر صد ۱۰۰ [illegible] قمر [illegible] از | بہونچتا [illegible] دور دراز

خدنگ ناز سے [illegible] دور دراز [illegible]

۲۷

[illegible] راہ محبت اگر ہے دور دراز [illegible] دل کو [illegible] دور دراز [illegible]

خرام یار کے نزدیک ہے بہت نزدیک
وگرنہ فتنۂ محشر ظفر ہے دور دراز

ردیف زائے

گر تو خوشی سے حرف حکایات چند روز
اے یار پھر کہان کہ یہ ہے بات چند روز

دنیا مثال فاختہ جاتی ہے جسکے پاس
رہتی ہے اوسکی پاس بدذات چند روز

تو جانے گرم سرد زمانے کو اس لئے
گرمی کبھی ہے اور کبھی برسات چند روز

بیٹھا ہے اعتکاف مین کیا زاہد کیطرح
تو اوٹھہ کی کرے سیر خرابات چند روز

ہو جلد ہوشیار کہ جاتے ہین ہاتھہ سے
غافل نشاط و عیش کے ہیہات چند روز

کچھ لطف زندگی کا اگر ہے اسی مین
ہے یہ جو دوستون کی ملاقات چند روز

فرصت بہت ہی کم ہے غنیمت سمجھ ظفر
ہنس بولکر بسر ہو تو اوقات چند روز

یون ہے ذقن پہ زلف شکن در شکن دراز
چاہ عمیق کے لئے جیسے رسن دراز

عاشق کو تیرے ہوگا نہ آرام جیتے جی
جاکر کریگا پاؤن وہ زیر کفن دراز

ناحق زبان شمع نہ گلگیر کا نشانہ
کرتی نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز

بارے کیا وہ تیشہ آخر نے مختصر
تھا جو کہ قصہ عشق کا اے کوہکن دراز

مارے ہے بیزبان دہن ختم لاف عشق
یہ تو زبان دراز ہین ہے دہن دراز

تشبیہ اسکو دون قد موزون سے کیا ترے
اے رشک گل ہے قامت سرو چمن دراز

جانے دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار
ہو جائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز

زہے کا مایہ دم واپسین نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہوا ہے ہمنشین نشیب فراز

سمجھتا آپ کو اونچا ہے اور کو نیچا
کھلے گا تجکو یہ زیر زمین نشیب و فراز

قدم سنبھال کے رکھنا کہ راہ عشق مین
ہزارون اہل اندوہگین نشیب و فراز

کبھی ہے سر تہ خنجر کبھی سنان پہ ترے
دکھائے ہے یہ تیری طرز کین نشیب و فراز

[illegible] ہم سے کوئی مسافر کوئی تو ہو معلوم
عدم کی راہ مین ہے یا ہین نشیب و فراز
[illegible] کہین بھی گرد باد کی مانند
ہمین دکھا سکے ہی چرخ بین نشیب و فراز
ہم سے نہ دور تماجنون ہو کس طرح ظفر
[illegible] دشت جنون مین کہین نشیب و فراز

ردیف سین

دل مرا لیکے کہا اپنے والیں اجی بس

۳۸

[illegible] اجی بس
[illegible] صحبت [illegible]
[illegible] اجی بس
[illegible] غم ہے
[illegible] مریض [illegible]
[illegible] مجلس اجی بس
[illegible] نقش قدم
[illegible] اجی بس
[illegible]

ناصحو کیجئے یہ پند و نصیحت موقوف
بس ہین دل ورکی ہی ملی نہین جی بس

کیون مقابل ہوئے تھے حضرت دل عشق کے تم
ہوچکا آپ کا اتنے ہی دم بس جی بس

پوچھو مت حضرت ناصح مرا آگے احوال
شکے مغموم نہو خاطر اقدس اجی بس

تار رونیکا جو باندھا تو نہ توڑا ہمنے
ہمسے ہرچند کہتی رہے ہنس ہنس اجی بس

خاک اس ورکی ہی اپنے تن عریاں کا لباس
ہم موں چاہئے کیا مخمل و اطلس اجی بس

پنجہ یار کے باندھو کے مضامین کب تک
اے ظفر سن چکے ہم بندہ محسن اجی بس

خال ابرو نہین چشم بت عیار کے پاس
نیلوفر ہے یہ کھلا نرگس بیمار کی پاس

چشم کی گرد نہین حلقہ مژگان اسکی
آتے ہین لوگ عیادت کو یہ بیمار کے پاس

دیکھ اے ابر نوبہاری تو نہ کر ہم چشمی
لعل گوہر ہین مرے دیدۂ خونبار کے پاس

مبتلا گل یہ جو بلبل ہو تو کچھ دور نہین
دیکھو ہی داغ جگر میرے دل زار کے پاس

منکشف کیون نہ ہو آثار محبت تجھپر
قبر عاشق کی ہی ظالم تیری دیوار کے پاس

حلقہ زلف اس ابرو کی ہو کیونکر قریب
رکہنے قابل کو سر چاہئے تلوار کے پاس

سوز عشق مین دل کیون نہ ہو بیتاب ظفر
جانے نہین دیتا کوئی مجھے اس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہئے تھا واقعی شیشہ بھی ہان ساغر کے پاس

زلف آشفتہ نہین خال رخ دلبر کے پاس
شاخ سنبل باعجین طرفہ ہی نیلوفر کے پاس

جیسے دل کی متصل رکھتا ہون مین تصویر یار
اور ہی صورتکا جلوہ ہی خدا کے گھر کے پاس

دل عبث ہمنے دیا ہے اسے بت کافر تجھی
لعل کی کیا قدر ہو جب تجھسی گوہر کے پاس

ہم رکھتے ہین زبان منہ کو سنبھالو اپنے
گالیان وے چلے اک بوسہ پہ بس [illegible]

مین تو سایہ سے بھی سکی لگتا ہون الحذر
جو دیوانہ سو جاو اس پری پیکر کے پاس

ابر کی کیفیتین جانے نہین بھاتی نہین
بادہ گلگون ہے شیشہ کہدی ساقی بھر کے پاس

لف کی کشتہ کا تیر کو ہی حیران [illegible]
جا نہین سکتا کبھی [illegible] کے پاس

[illegible] جاکو ظفر [illegible] سے کیون نہ [illegible]
اس غزل کو جانے پہ پڑھ [illegible] کے پاس

ردیف شین

ہو الاّنہ سے کہہ ہی اپنا پاؤ کو شاباش
شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش

بارز و نشتر نازہ ہی ہی بیداد نہ [illegible]
شاباش [illegible] ایجاد کو شاباش

اے شوخ [illegible] لب نازہ ہم [illegible]
سے [illegible] ہو سے [illegible]

۲۹

نازکی ہی ہو سکا ہم کانا صاف ہی اگر دل
فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش

اللہ اللہ کر ہوئی اتنی تو تاثیر
کہتے ہین وہ سنکر مری فریاد کو شاباش

یہ قتل کا ہے شوق کہ از جا نہ گئے گر سر
بیدار ہوا صد [illegible] سے جلاد کو شاباش

مرغ چمن قفس کو دام سے کیا کام
پر [illegible] ہوا دام یعنی صیاد کو شاباش

جو ہجر کی تھی کثرت آفات مین تشویش
سب مٹ گئے وہ ایک ملاقات مین تشویش

تو بھاگ دلا دیکھہ محبت سے کہ اس کی
ہر کام مین اندیشہ ہے ہر بات مین تشویش

گذرے ہے کوئی لحظہ جو بے فکر تو پرسون
دیتا ہے فلک اوس کی مکافات مین تشویش

پاتے نہین ہم تو کبھی رندون کی مشوش
آتی نہین بزم خرابات مین تشویش

جی کیون نہ ڈرے گرمی سے دل جو ہو شکستہ
ٹوٹے ہوئے گھر سے تو ہے برسات مین تشویش

دل نذر کرون اپنا کہ جان پیش کش اپنا
ہے مجکو ترے عذر کی مدارات مین تشویش

[illegible] کی تلعز چاہئے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

ردیف الصاد

بھری تھی ساغر مین رات ساقی نے ایسی [illegible] شراب خالص
نہ اوس کو بو چکی ہے مشک خالص نہ اوسکو بو چکی گلاب خالص

اس آرزو مین کہ کس کے پانون کے نیچے کوئی نگو تیار ہے
ادہر تو سیم آہ خالص ادہر زر آفتاب خالص

حلاوت اس لب شیرین کی حیرت قند شیرین سے
کہ جو کوئی انگبین خالص کو گھونٹ لے کے آب خالص

دل شکستہ درست میرا ہو وے کیونکر کہ [illegible] آوے
[illegible]

پنجم گیسو سے تعین سے تری وہ
ہمسر کبھی نہ ہوگا
نہ زاد عجم ظفر نگاہی کہین سے
اے یار جناب خالص
دیکھو
ہمین ہے ایک ادنی کا گذارے
اخلاص
ادھر سے ہزار سے الفت ہزار
۳۰
سے اخلاص
ہر بار ہمارے ہے برابر ہے
اخلاص
نہ سیر جاہت سے نفرت نہ
اخلاص
دلہن سے اخلاص

جو میرا دشمن جان ہے وہی ہے اس کا دوست
کرے کب ہے وہ مرے دوستدار سے اخلاص
ملا خاک مین ہے اور بھی سوا منظور
بڑھایا تم نے جو اس خاکسار سے اخلاص
نہ بول مجھسے تو ناصح کہ ہون مین دیوانہ
تو ہوشیار ہے کر ہوشیار سے اخلاص
ہر ایک شخص سے اخلاص پیار ہے تیرا
مگر نہین اسی تقصیر وار سے اخلاص
سوائے رنج ومصیبت بغیر حسرت و یاس
رکھے ہے کون دل بیقرار سے اخلاص
غرور تہا ہمین اپنے جو پارسائی کا
نہ تہا ہمارا حبیب اُس بادہ خوار سے اخلاص
جہان مین جتنے ہین بدقسمت وخراب نصیب
ظفر وہ رکھتے ہین اُس بد شعار سے اخلاص

دیگر

بوسہ کب دیتے ہین مجھکو وہ دل وجان کی عوض
بلکہ ہر بات یہ کرتے ہین نہین ہان کی عوض
زلف تیری نہ پریشان ہو بلاسے کافر
دل پریشان ہو سر زلف پریشان کی عوض
خلد زاہد کو مبارک ہو مجھے تو مل جائے
جو روش کوچہ یار و صحن رضوان کی عوض
ایسے بخت اپنے کہان ہین کہ لگین منہ تیرے
دل حسرت زدہ آئینہ حیران کی عوض
دیکھتے ہیں سینہ پر داغ کو ہین ہم اپنے
تجھ بن اے رشک چمن سیر گلستان کی عوض
پاؤن مین میرے ہے زنجیر سر موج سرشک
کوئی ہے لیجا مجھے خانہ زندان کی عوض
میرے سینے سے نکالے نہ وہ پیکان اپنا
دل کو لیجائے مرے شوقی پیکان کی عوض
خندہ لب ہو مرا برق جہان کے بدلے
گریہ چشم اگر ہو مرے باران کی عوض
اے ظفر خاک مین عاشق کے ملانے کے لئے
گردش اس چشم کی ہے گردش دوران کی عوض

جو بھیجے ہی مجنون اجاڑ مین سے خط	تو کوہ کن بھی ہی لکھتا پہاڑ مین سے خط
کواڑ کھول نہین سکتا گر وہ پردہ نشین	تو پھینکدے ہی سونکی دراڑ مین سے خط
گلی مین یار کے اغیار جمع ہین قاصد	نہ جانا لیکے تو اس بھیڑ بھاڑ مین سے خط
جلایا کاغذ اگر سوز دل کے مضمون نے	تو نامہ بر سمجھے کیا دونگا بھاڑ مین سے خط
رہا یہ مار سیہ گھاس ہی نیچے پنہان	نہ نکلا سرمہ کا مژگان کی آڑ مین سے خط
ہوا تھا کل جو مرا خط پلنگ پر سے گم	سو بارے آج وہ پایا نواڑ مین سے خط

جو خوشنویس ظفر کچھ بگاڑ کے لکھے
دکھائی اور ہی حسن اس بگاڑ مین سے خط

لکھ کے بھیجین انکو کیا ہم خاک خط	بن پڑے ہے کر ڈالتے ہین چاک خط
دور گھر ہے یار کا جائے نہ جائے	لیکے کوئی قاصد چالاک خط
مانگ اس کی یاد آئی دیکھ کر	کہکشان کا شب سر افلاک خط
تر نہ کر اشکون سے کاغذ سر بسر	لکھنے دے اے دیدہ نمناک خط
تیغ بران سے تری تڑپا نہین	بے قضا اے قاتل سفاک خط
تو نے کیا لکھا تھا جو رونے لگا	پڑھ کے تیرا عاشق نمناک خط

حاسدون سے ناک مین دم ہی ظفر
دید و وا قو سے پکڑ کر ناک و خط

ہم دم عشق کی پوچھو شرط	جان دیجئے تو کچھ ادا ہو شرط
خو تمہاری نہ جاویگی بدلی	اسمین جو چاہو ہے بدلو شرط
اپنی ہمکو رہائی ہے منظور	ورنہ تم اور ہے جیتو شرط
دل بیمار کی علاج مین ہے	وصل دیدار اے طبیبو شرط
دل نہ دو زلف سے نہین چھٹتا	اس کے چھٹنے پہ تم نہ باندھو شرط
یون کسیکو کون دیتا ہے دل	دلبری ہی دلربا کو شرط

اس کا دشوار ہے بجا لانا

بہ محبت کی اسے ظفر جو شرط

ردیف طا

دل عاشق کا ہی مضمون خال خط
جان وحشی نگاہ سے مجنون خال خط
کیا خوب نقطہ دار کتابی کیا خوب دایرہ
صفحہ پر دوسرے یار کے یون خال خط
خوبرو ریز زیر ابرو ہے رخسار تابناک
پوشیدہ زیر پوشش شگون خال خط

۳۲

سنبل و ریحان سوسن ریحان ہی یا نہین
بھیجو یار کے مضمون خال خط
کیسو ... حسن و جمال ہین
ایسا ہے ... خال و خط
زمین ناز ... کہ بے ... ہے
وہ ... مضمون خال خط
مین ... سے ظفر
... مضمون خال خط

رہیو اے دل تو اب اُس زلف رسا سے محفوظ
حق سدا تجھکو رکھے ایسی بلا سے محفوظ

رہیں سدا مشق ستم سے سرِ عشاق قلم
کوئی دیکھا نہ تیری تیغِ جفا سے محفوظ

باغِ دنیا میں جو دیکھے ہے یہ کہتا ہے اوسے
رہے یہ پھول زمانہ ہوا سے محفوظ

ہوگیا کبک دری آن میں پامالِ خرام
تیری رفتار کی ہے کون ادا سے محفوظ

میں نے اُس کاکلِ مشکیں کو نہیں چھیڑا ہے
مجکو آئینہ دکھایا ہے خطا سے محفوظ

دستِ مژگان سے اوٹھا چشم [illegible]
کاش ہر وجہ رہے تیرے دعا سے محفوظ

گل اور رنگ ہے آغشتہ بخون حسرت سے
کوئی پایا نہ تیرے فندق پا سے محفوظ

نقد دل دے ہی لیا اُس نے مرا ہاتھوں ہاتھ
نرہا شوخ تیرے دستِ حنا سے محفوظ

لوگ کہتے ہیں بھی دیکھ کے مجھسکو بخدا
اے ظفر رہیو تو اُس بت کی دعا سے محفوظ

دیگر

مجھے تو وقتِ سخن شوخ تندخو سے لحاظ
اُسے نہ شرم کسو سے نہ ہی کسو سے لحاظ

بھرآیا دل میرا سو بار پر نہ رویا میں
رہا یہ مد نظر پاس آبرو سے لحاظ

چمن میں آنکھ جھکائی اُٹھی ہی کیوں نرگس
اگر نہیں ہے کسی شوخ لالہ رو سے لحاظ

شروع میں تیاب ہوگیا ایک ساغر مے سے
کہ ٹوٹے جسکا نہ سو شیشہ و سبو سے لحاظ

۳۳

ردیف ظا

[illegible]

فلک پہ کیون رہی ہمراہ سر فرو مہ نور
جو ہو نہ اوس کو تیری لعل کفش پا کا لحاظ

دل اوسکی جنبش مژگان سے کیون حذر نکرے
کہ اس مریض کو ہان چاہیی ہوا کا لحاظ

اوٹھا کے آنکھہ نہ دیکھا چمن مین نرگس نے
رہا جو اوسکو تیری چشم پر حیا کا لحاظ

ملون مین اپنے کف پا سے اپنے دیدۂ تر
مگر ہے مجھکو ذرا سرخی حنا کا لحاظ

رکہین ہم اوس سے دلا چشم آشنائی کیا
نہ پاس یار کا جسکو نہ آشنا کا لحاظ

نہ توڑ دلکو مرے ای بت سنگین دل
تو رو خدا سے کر د خانہ خدا کا لحاظ

ظفر پلادے اوسے بھر کے ساغر خوناب
اگر اوٹھاتا ہے منظور دلربا کا لحاظ

گلی مین یار کے ہمنے رکھا قدم بلحاظ
گئے بھی تو با ادب آئی بھی تو ہم بلحاظ

ہماری شکل نے سب حال کہدیا آنسے
زبان سے گو نکہا ہمنے دل کا غم بلحاظ

ظلم وہ کرتے ہین اسپر بھی تہہ مین القاصد
اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم کا لحاظ

حجاب اوس سے حسن مین یوسف نہو سکا پر
تو ہا چھپا وہ پس پردہ عدم بلحاظ

صبا وہ چونکہ ادبھی خوب نازسے وہ گل
چمن مین جا ئیو اے باد صبحدم بلحاظ

ابھی ڈوبین رقیبون کی گھر کے گھر لیکن
ہم اونکے آگے ہمین ہوئے چشم نم بلحاظ

ظفر نہ کھینچ سکے اوس ہو کر کی تب تصویر
تو سر جہکا کے اوٹھا ئے نہ ہو قلم بلحاظ

ردیف عین

کم نہین ہے سوزش داغ دل دلگیر و شمع
بلکہ ہمسرہے ہمارا نالہ شب گیر و شمع

کب تصور اوس کا دل مین ہی اور آہ آتشین
ہین یہ فانوس خیالی مین ہم تصویر و شمع

موج اشک چشم اسے پروانہ کب ہے زیر پا

موج سودای اسے با ہم مجھہ
زنجیر و شمع

اوس شجر پر نور سے روشن ہو کیونکر
ماہتاب

ایک
شمع ہو کیونکر چراغ ہم بروبرو

ہے اجل سرپہ کھڑی یہ کھل گئی نسب کو
ظفر

۳۴

دیکھ
غضب

سلے وہ چہرہ مین آہ ہم

گل چراغ شمع
نغمہ ونگس

دیدہ نظر مین ہے ضمیر

چراغ شمع
داغ جگر

دیدہ دل شکم نے نظر تن

اور گریہ سر ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دل سوا زدہ کو مارے ہے کوڑی وہ زلف	ورنہ دیوانہ کو تو ہوتی ہے تعزیر معاف
دل بسمل نہ سنے منہ سے ترے بسم اللہ	ذبح کر نہین ہے شاید تیری تقصیر معاف
گر حباب ستم دہر یہ ہون حاصل داغ	کیا عجب ہوتی محاسب کو ہے تحریر معاف
دل دیوانہ تری زلف کو چھوڑے کیونکر	ہے سدا ہے اوسے یہ خانہ زنجیر معاف

اے ظفر حشر کو ہوجاوینگے سب تیرے گناہ
سبب دوستی حیدر و شبیر معاف

تہانہ جتبک صنم ہوش بالے واقف	حق ہے واللہ نہ تہا بندہ خدا سے واقف
دیدیا ہنسے دل اپنا تجھے افسوس کہ ہم	اسے دغا باز نہ تھے تیری دغا سے واقف
جانتے سب ہے الگ چلنے کی شوخی و ادا	پر نہین ایک رہ رسم وفا سے واقف
نہین معلوم کہ ہے کحل جواہر کیا چیز	ہم ہین اُس یار کی خاک کف پا سے واقف
جو مجھے کہتے ہین دل سکو دیا کیون تو نے	نہین اُس شوخ کی ہم ناز و ادا سے واقف
کر دیا زلف نے کافر تیرے ہمکو آگاہ	ورنہ ہم آگے نہ تھے دام بلا سے واقف
مین ہون بیمار محبت نہ کرو میرا علاج	اے طبیبو نہین تم میرے دوا سے واقف
وائے کس شوخ ستمگر سے لگاؤ دل اپنا	کہ نہ ہے تیر سے وہ آگہ نہ وفا سے واقف

ہنستے کیون گل کی روش باغ جہان مین غافل
اے ظفر ہوتی اگر یہان کی ہوا سے واقف

مجھے جو تیری جدائی کا دے ہے غم تکلیف	خدا سے کیونکہ نہ دے ایسی اے صنم تکلیف
لکھین گے ہم نہ تکلف سے اور کچھ قاصد	کرینگے خط مین رقم اپنی کیقلم تکلیف
مریض عشق کو آرام ایک دم مین ہو	کرے ذرا جو یہان وہ مسیح دم تکلیف
یہ جان کنی ہے بڑا کام مشکل الفرہاد	کہ اُس سے کوہ کنی مین کہین ہے کم تکلیف
مسافران عدم کی خبر خدا جانے	کہ اونکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف
ہزار ہے کچھ تو مصیبت مین عشق کی ناصح	اوٹھاتے جان پہ جو اس قدر ہین ہم تکلیف
قدم سمجھ کے رکھ اے دل راہ محبت مین	یہ راہ وہ ہے کہ ہے جسمین ہر قدم تکلیف

[illegible] دلین ہورہا اس سے [illegible]
[illegible] صاحب سو سہتے ہم تکلیف
دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہم نے
کہ جس سے جان کو پہونچے ہے دم بدم تکلیف

ردیف قاف

ہم نفس حسرت دیدار دم قلق

[illegible] مین [illegible]
[illegible] اوستاد [illegible]
[illegible] سنبل [illegible]
[illegible] غم سے [illegible] دل سے [illegible]
[illegible] ارض و سما [illegible]
[illegible] جان [illegible]
[illegible] جان مین باقی ہے [illegible]

آج اُس مست پہ ہے طرفہ بہار لب پہ رنگ مسی و سرخی پان	زلف آشفتہ جبین زیر عرق ہے بہم جلوہ شام و شفق

روح حاسد ہے جو منطوظفر
پڑھو قل اعوذ برب الفلق

نہین ہے درد مجھو اور کچھ سوائے فراق	طبیب تجھ سی اگر ہو تو کر دوا الفراق
بہائے چشم سے دریا بھی وہ تو بجھ نسکے	جگر مین آگ کسیکے اگر لگائے فراق
ترے فراق زدونکی مزار سے تا حشر	عجب نہین گریہ نکلے صدا کہ ہائے فراق
فراق مجکو ستاتا ہے ہان فراق کو مین	یون ہی ستاؤن اگر میرے ہاتھ آئے فراق
وصال بھی جو میسر ہوا تو خوش نہ ہوا	غم فراق کے ڈر سے یہ مبتلائے فراق
کیا خدائے جہان آفرین نے یہ پیدا	فراق میرے لئے اور مجھو برائے فراق
ڈرا نہ روز قیامت سے تو مجھو واعظ	کہ مین نے دیکھی ہین کتنے ہی روز ہائے فراق
مزے سے کیا کوئی آگاہ محبت کے	نہ جبتلک کہ ہو دل آشنائے فراق

فراق و فرق مین اک حرف کا ہی فرق ظفر
جہان ہے فراق دلون مین وہین ہے جائے فراق

ہے عاشق دل سوز سراپا شجر عشق	پہل جاتا ہے پھیپھوسے ہی اسکا ثمر عشق
ہوتے نہ اگر قاصد اشک اپنے روانہ	یارون کو پہنچتی نہ ہماری خبر عشق
نکلے ہے جو یون داغ بدل خاکسی لالہ	ہے زیر زمین کیا کوئی تفتہ جگر عشق
تہرانے لگی آتش دوزخ تو عجب کیا	دکھلائی شرارت اگر اپنی شرر عشق
کیا فائدہ اشک کو اگر چشم مین روکا	ہے زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق
بجلی گرے ایکدم اگر اس پہ بلا سے	لیکن نہ پڑے یارب کسی پہ نظر عشق

ہو گرچہ وہ داغ اُس کا فلک پر تو بجا ہے
جو آپ کو سمجھے ہو ظفر خاک در عشق

ردیف کاف

انسان کی زندگی ہے تو بس دو نفس تلک
سامان کرے ہے بیٹھ کے لاکھون برس تلک
دامن جو چھوڑا اپنا ہو دشوار ہے بری کرے
سے خار و خس تلک
کرتے ہین زنشان سے ہے بوستان و چمن
وہ بھی جو ہم سے اسکو اپنا جدا ہو سکے
دو چار ہے نہ سود ہے عجب نہین
ساقی نگاہ مست سے

ہے ہوش تجھ سے اگر ہو عسس تلک
دو گام سے کرے نہ عشق کا پیچھا اگر جرس
اس عاشق ستم زدہ کے ہوس تلک
احسان کرے اسیر قفس پر نسیم صبح
اک برگ گل بلائے چمن سے قفس تلک
سن سن کے میرا نالہ و فریاد اے ظفر
خاموش ہین زمانہ مین تو سو جرس تلک

٧٨

[illegible]

رکھتے ہین غمزہ تیرے اپنے بقدر حوصلہ
رنج و لعب جدا جدا اور درد و الم الگ الگ

شرح فراق کا اثر دیکھ کے خط مین نامہ بر
کرتا ہے قلم ہے یک قلم حرف و قسم الگ الگ

ہمسے لگاؤ آپنے رکھا جو ظاہرا تو کیا
کرتے ہو ور غیرون سے قول و قسم الگ الگ

ہائے غضب کہ جتنا مین اُس سے زیادہ الگ چلون
اُو تنا ہی مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

جو کہ حرم مین ہین شہی دیر مین بھی ہے جلوہ گر
کیا ہوا اگر ہین ظاہرا دیر و حرم الگ الگ

یون تو ستم شعار ہین جو ہین جہان مین خوبرو
پر ہین ظفر ہر ایک کی طرز و ستم الگ الگ

ردیف لام

یہ ممکن کیا جو رخ سے ہو بہم گل
تو آنسے بھی گل نظر نہین صنم گل

مرے دامن پہ اشک خون کی تو نے
کھلائے خوب ہین لے چشم نم گل

نسیم باد سے گلشن مین گل کا
سمجھے ہے کب چراغ صبحدم گل

شرہ سے اشک گرتے یون ہی سو جا
عجب جھاڑے ہی نرگس یکقلم گل

چمن گل مین نمط چہرہ تیرا دیکھ
تصدق ہوتے ہین ہر ہر قدم گل

جو روئے اشک خون سے بیٹھکر ہم
ہوا یکدوست یہ فرش گلم گل

ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے
عجب گلشن ہے تو سب ہین ستم گل

الٰہی کون مرا لگیا بغل سے دل
مری بغل مین جو بیکل ہین ہے کل سے دل

نہ سات اپنے ہو جبتک وہ چاند کا ٹکڑا
نہ چاندنی مین ہو خوش چاندنی محل سے دل

ہزارون خون شدہ و سینہ چاک حسرت
[illegible] مین [illegible] سے دل
تمہارے ہجر [illegible] حسرت مین [illegible]
تیرے [illegible] جو [illegible] ہے دل
وہ سینے کا نہین ناوک عمل ہے دل
[illegible] لیکن
[illegible] کسی عمل سے دل
[illegible]

۳۰۹

برنگ شعلہ آتش مرا ازل سے دل
نہ قیس ہا ہے بیابان مین جی لگے میرا
نہ کوہ کن ہے کہ بہلا [illegible] اجل سے دل
[illegible] شمع کی مانند سوز ہجران مین
شب وصال کیا وہ یاد کرکے جلے دل
[illegible] ہزار وہ [illegible] سے لیکن
ظفر [illegible] مرا دم و غل سے دل

ردیف میم

یہ جو تم کھاتے ہو خدا کی قسم
ہے دروغ اے تبو خدا کی قسم

پھرتے ہین جو مہر و مہ سرگردان
ہے تری جستجو خدا کی قسم

کھول دیتے ہین میرے نالہ و آہ
راز پوشیدہ کو خدا کی قسم

پہونچے منزل ہمسفر اور ہم
رہ گئے غفلت مین سو خدا کی قسم

جاؤ غماز کی نہ باتون پر
ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم

یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین
خواب ہے غافلو خدا کی قسم

مہر کیا ذرہ کیا کہ ہے مین
جلوہ یار لو خدا کی قسم

شمع مین ہے وہی تجلی نور
گل مین وہ ہے بو خدا کی قسم

ظفر اس سے نہ کر زیادہ کلام
کہ وہ ہے تندخو خدا کی قسم

نکلین گریہ سے اگر تیرے خزینون کی کلام
کرین اک روز مین وہ بار مہینون کے کام

کام کرنا شرفا کا جو فلک ہوتا شریف
یہ کمینہ ہے جو کرتا ہے کمینون کے کام

طمع و حرص و ہوا نے کیا انسان کو خراب
کہ ہے یہ ساری خرابی انہین تینون کی کام

دولت عشق سے ہے سینہ جواہر خانہ
دل کے ٹکڑے مرے کرتے ہین نگینون کے کام

کرتا ہے حسن کے پندار سے اب جو ستم
کیا ہی ہوتے ہین اے شوخ حسینون کے کام

روش نقش قدم خاک مین ملتے ہین سدا
تیرے کوچہ مین ہین خاک نشینون کے کام

اے ایک بھی کام اس کا قرینہ سے نہوا
بے قرینہ کریگا گر لاکھہ قرینون کے کام

نے خرد نے ہوش نے تدبیر پہ شاکر ہین ہم
دوستو اپنی فقط تقدیر پہ شاکر ہین ہم

ہاتھہ سے قاتل کی کچھہ شکوہ نہین کرتے کبھی
رکھہ کے آپ اپنا گلا شمشیر پہ شاکر ہین ہم

تو برا کہہ یا بھلا ہم سے نہ ہو تیرا گلا
اے ستمگر تری ہر تقریر پہ شاکر ہین ہم

کرتے کیا کیا شکر کچھہ ہوتا جو نالون مین اثر
جبکہ اپنے آہ بے تاثیر پہ شاکر ہین ہم

کیا [illegible] کا [illegible] ہم [illegible] ہین
کاتب تقدیر کی تحریر پہ شاکر ہین ہم

ہم تو ہین صیاد تجھسے تیرے اے ناوک فگن
[illegible] زبان شکوہ کا کیا ہم تیر پہ شاکر ہین ہم

اے ظفر ہم سا جفاکش کون زیر آسمان
ہر جفائے آسمان پیر پہ شاکر ہین ہم

اب کہان وہ دن کہ تھے [illegible] ہم

۴۰

[illegible]

قابل اس پاس محبت کا ہوں کیا مہربان — ونکو پاس اور دن کچھ اور رات کچھ پاس تم
آکے بیٹھے بھی تو کیا بیٹھے لگائے ہی ہے — ہر گھڑی وٹھ بھاگنے کی گھات میں پاس تم

کہدو ناصح سے ظفر حضرت سدا ہار دا اپنے گھر
کرچکے ضائع بہت اوقات میرے پاس تم

پیتے ہین خون دل کو بجائے شراب ہم — کھاتے گزک کی جاہ مین جگر کے کباب ہم
ہمسے زمانہ آج اگر پھر گیا تو کیا — لاکھون ہی اسکی دیکھ چکے انقلاب ہم
کرتے گذار عشق سے ہین یون جو دلکو پیا — پہونچاتے ہین دل بچشم پر آپ ہم
لا ساقیا شراب بہین ابر گو نہ ہو — سمجھین گے دو دل کو فلک پر سحاب ہم
آنکھین جو اسکی عکس فگن آئینہ مین ہین — دو کشتیان ہین دیکھتے بالائے آب ہم
ہمسے اگر جواب کرین گے رقیب کچھ — کروین گے ایک سخن مین اونہین لاجواب ہم
اس شوخ شہسوار کی خاطر بنائیگے — ان حلقہ ہائے چشم کو اپنے رکاب ہم
موقوف اکل و شرب پہ غم و اشک ہی پہ ہے — کہاتے ہین یہ طعام یہ پیتے ہین آب ہم

کرتے نہ دوستی اک بادہ خوار سے
ہوتے ظفر جہان مین پھر کیون خراب ہم

ردیف نون

لگی ہین دل پہ بہت زلف یار کی قسمین — کیا ہی ٹھیک اسے مار مار کے قسمین
شکار بند مین تیرے سوار تو ہون یاد — کہان نصیب کہ ہون اس شکار کی قسمین
خدا بچائے اسے جسکے قتل پر کہولین — تبان عربدہ جو جو کٹار کے قسمین
فلک نے رعد کے طبلے پر آج ہی ساقی — چھیڑا دے راگ ابر بہار کی قسمین
ابھی جو ہاتھہ لگاتا ہے ایک وہ قاتل — تو پھر لگے نہین رہتی ہزار کی قسمین
رہے نصیب کے کام آہین ان حسینون کے — بوقت فصد تیرے جسم زار کی قسمین
فقیر جائے کمر بند باندھتے ہین سدا — کمر مین ہمت پر استوار کی قسمین

ستم ہے ہاتھہ وہ کھینچے ظفر پہ کیا امکان

[illegible]

ا۳

[illegible]

نہین ہوتا کسی سے میرا علاج	یہان اتنے طبیب رہتے ہین
فوج حسرت میری نالہ و آہ	بس یہی دو نقیب رہتے ہین
دشت غربت مین رہتے ہین جو لوگ	وہ ہمین سے غریب رہتے ہین
ہم کسی گل کے عشق مین نالان	روش عندلیب رہتے ہین
میرے انکے معاملہ مین باہم	کیا کہون کچھ عجیب رہتے ہین

ہو وہ تنہا تو کچھ کہون مین ظفر
ساتھ انکے رقیب رہتے ہین

دیگر

واقعی بات کی شکل ہے سمائی دل مین
لب پہ آئی وہین جسوقت کہ آئی دل مین

ساتھ پھر نالہ دل کے ہے نکلتا شعلہ
کیا بلا عشق نے ہے آگ لگائی دل مین

دل مین آئی تیرے منہ سے برا کہہ مجکو
پر نہ رکھ میری طرف سے تو برائی دل مین

نالہ و آہ میرے ہوگئے دونون غماز
تیری الفت مین نہ گئی جیسے چھپائی دل مین

ہم ہوئے دام محبت مین تڑپ کر آخر
رہ گئی اپنی تمنائی رہائی دل مین

کانپ اٹھے دیکھ کے خورشید قیامت بھی جسے
وہ قیامت ہے ترا داغ جدائی دل مین

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈتے پھرتے ہین جسے
کر رہا ہے وہ ظفر جلوہ نمائی دل مین

دیگر

ہمدم جانی تجھ کو دوسرا کوئی
نہین
اور دلسوز آہ سوزان کے سوا
کوئی نہین
نالہ و آہ رسا اپنے نہین پھر کسی
کام کے
جب پہونچا تا بگوش دلربا
کوئی نہین

۴۲

[illegible] حسین مین اک کہون
رشک فلک
پھری نظرون مین تیرا سا تھا
کوئی نہین
اسے نگاہ یار تو وہ آفت جان
ہے غضب
پھیر ستمگار اسے تیر قضا کوئی
نہین

رہنے والون کا عدم کے حال کس سے پوچھئے
اسطرف کو آجتک اِن سے پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنے ہین اپنے غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

ہم کسیکو کیون کہین منہ سے برا اپنے ظفر
ہم ہی سب سے برے ہمسے برا کوئی نہین

ردیف واو

ہمارے دیکھنے کے دریائے دل کا یار چڑھاؤ
گھٹا ہی کیا سمندر کا ایک بار چڑھاؤ

ہمین تو ایک ہی کافی ہے پرسش آبرو
تم اپنے تیغ کو اب چرخ پہ ہزار چڑھاؤ

خیال زلف بتان آ و چھوڑ دو یکجا
بلا کو سر پہ نہ تم اپنے زینہار چڑھاؤ

گلے مین رہنے دو اپنی اذرا کے تم یکمشت
فلک تلک نہ مری خاک کا غبار چڑھاؤ

جلن سے آتش الفت کی دیکھو تم ہردم
بہانہ کر کے نہ تم آپ کو بخار چڑھاؤ

بجاؤ مطربو اُسوقت تار بارش کے
بجا تار عد ہے مرونگ تم ستار چڑھاؤ

پتنگ وار ظفر روز شمع الفت پر ؛؛
وہ اوڑ کے آوے جو تم جنگ اکبار چڑھاؤ

ہمسے شرماؤ نہ تم چشم حیا کو کھولو
مثل گل شوق سے اب بند قبا کو کھولو

پاؤن مین مہندی لگا بیٹھے ہو تم وان بیٹھا
خون دل ہوتا ہے یان جلد حنا کو کھولو

مار رکھی کی سراسر ہے یہ کافر دل کو
جان من رنجہ نہ تم زلف دوتا کو کھولو

مجکو رسوا نہ کرو رو کے تم اے آنکھو
راز ہمچشمون مین مت مانو خدا کو کھولو

غنچہ سان دلمین گرہ ہمسے نہ رکھو اب تم
گلے لگجاؤ تم بس آغوش وفا کو کھولو

شدت گرمی سے دم اپنا بہت گھٹتا ہے
یا الٰہی کہین جلد سے ہوا کو کھولو

سمجھا یار و ظفر سے بہت گھٹتا ہے ؛؛
کوئی باتون مین بہت ہوش ربا کو کھولو

[illegible] تشبیہ کر دکھا دو
[illegible] اپنے غرض [illegible] تصویر دکھا دو
یا اپنے تم [illegible] نظارہ [illegible]
یا خستہ [illegible] تیر دکھا دو
[illegible] زلف گرہ گیر [illegible]
[illegible] سی [illegible] دکھا دو
[illegible]
[illegible] دل [illegible] دکھا دو
[illegible] صاحب [illegible] دکھا دو

۳۴۳

آپ کا نالہ یہ کہ پہنچی ہے فلک تک
ورنہ کوئی ایسا تو ہمین تیر دکھا دو

تم تیغ بکف پھرتے ہو کیون کس لئے یارو
تیکھا آج قضا کسی کو گر دکھا دو

تبدیل قوافی سے ظفر دیکھین تو اسد
اک اور غزل گر ہمین تحریر دکھا دو

دیگر

ہوتا نگین کی طرح سے نامور وہی | کر لیتا دل پہ نقش جو ہے نیک نام کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب میں کہتا ہی
لکھیں کہاں تلک تیرے ہم کلیات کو

نصیب وصل تمہارا کبھو تو کیونکر ہو | فراق یار میں تسکین ہو تو کیونکر ہو
تو اپنے وعدہ کا سچا جو ہو تو کیونکر ہو | یہ تجھ سے جو تجھ کی ہو ترک خو تو کیونکر ہو
نہ جل کے خاک ہو جبتک مثال پروانہ | طپش ہو دل کی ہماری فرو تو کیونکر ہو
ترے مریض کے سو سو علاج ہوں لیکن | شفا نہ اس کے نصیبوں میں ہو تو کیونکر ہو
کسی پہ راز نہاں دل کا کرا اے آنکھو | جو تم نہ گریہ سے افشا کرو تو کیونکر ہو
یہ ہم پہ چاہتے ہیں ترک عشق ہو لیکن | جو دل پہ بس نہ ہو اے ناصحو تو کیونکر ہو
ملیں نہ خاک میں جبتک تمہاری کشتہ ناز | دمیدہ خاک سے ہو نازبو تو کیونکر ہو
جگر پہ زخم تو کھائے مگر نہ حاصل | نمک نشان ہو نہ وہ جنگجو تو کیونکر ہو
کرم کہاں کہ ستم بھی ہو کرتے ناز سے تم | جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے دو تو کیونکر ہو
جھکاتے سر نہیں آزاد و راستی شیوہ | چمن میں سرو جو ہو سرفرو تو کیونکر ہو

ظفر جو نہ محبت میں دل سے دل کو راہ
وہ میرے حال آگاہ ہو تو کیونکر ہو

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو | اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
غم مجھے کھانیکو دو اور خون اپنے [illegible] | اے طبیبو لے خدا کا لے دوا کا نام لو
یہ خطا شانے سے ہو برہم کرے وہ زلف کو | اور خطا واروں میں تم اس شانے کا نام لو
جو تمہارے جی آئی ناصحو فرماؤ تم | پر مرے سامنے ترک وفا کا نام لو
خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ اگر جو | پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو
حضرت دل آپ کیے گر بیٹھے چھٹو زلف سے | پھر پھنسے جی تم اس کالی بلا کا نام لو

اے ظفر چشم و نگاہ یا غمزہ و ناز و ادا
کون دل کو لیگیا اس دلربا کا نام لو

[illegible] عاشق ہم بھلا مانو برا مانو
[illegible] بھلا مانو برا مانو
[illegible]
[illegible] بھلا مانو برا مانو
[illegible]
[illegible] بھلا مانو برا مانو
[illegible]

ہم ہم

[illegible]
[illegible] بھلا مانو برا مانو
[illegible]
[illegible] بھلا مانو برا مانو
[illegible]
[illegible] بھلا مانو برا مانو
[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

ردیف ہائے ہوز

پیدا ترے اشکون سے ہے قربات مین سب کچھ
حاصل ہے ہر اک دانہ سے برسات مین سب کچھ

دیجے دل و دین کیون نہ مجھے اے بت کافر
جلوہ ہے خدائی کا ترے گات مین سب کچھ

زلف اسکی دکھادے مجھے اے خضر تصور
کہتے ہین کہ ہین پردہ ظلمات مین سب کچھ

حاصل نہین کچھ مزرع دنیا سے کسی کو
ہے کشور دل کے مرے دیہات مین سب کچھ

نقد دل و دین کیون نہ کرون پیش کش اب مین
لازم ہے کہ اس کی مدارات مین سب کچھ

ناز و ادا سے نہین کچھ اور کی مطلب :
ہوتا ہے ادا تیرے اشارات مین سب کچھ

بوسہ جو طلب اس سے کیا مین نے تو بولا
موجود ہے بس اپنی ملاقات مین سب کچھ

سائل سے کبھی آج تلک منہ نہین موڑا
حاصل ہے ہر اک کو مری خیرات مین سب کچھ

بیتابی و زاری کی شکایت ہے عبث اب
ہوتا ہے ظفر عشق کے حالات مین سب کچھ

دیگر

زر دکھلائی لینگے اوراق مین سب کچھ
نہین خوب اس دہن سے دیدہ مشتاق مین غنچہ
سنہا جو دیکھا کر دہ غنچہ لب مجھکو محبت سے

ہا تو کیا شگفتہ گلشن اشتیاق مین غنچہ
نزاکت مین گران وہ بھی ہو وقت رقص گر باندھے
بجا ہے گر نزاکت تو اپنے سیمین ساق مین غنچہ
گرفتہ دل مرا وہ مین چشم و ابرو مین ہے کیا باعث

۳۹۶

[illegible] کی جگہ ہے [illegible] ملاق مین غنچہ
کہون کیا تیرا رنگ [illegible]
[illegible] گلشن آفاق مین غنچہ
[illegible] مین غنچہ
[illegible] ہے جوش مین

یہ لایا رنگ کیا باغ دلِ عشاق مین غنچہ
نہین کہلتا ظفر عقدہ ہمین اُسکی خموشی کا
خدا جانے کہ اتنا کیون ہے استغراق مین غنچہ

دیگر

جہان نگہ پہ ہو سرمہ کا رنگ پیوستہ
یہ تیغ وہ نہین ہے جسمین ہو زنگ پیوستہ
اگرچہ صورتِ سوہان ہے سردائے قمری
گلے مین تیرے ہے پر طوق تنگ پیوستہ
نہین وہ آئینہ مین کانکی نگر کا عکس
ہوا ہے تجربہ کی تہ مین نہنگ پیوستہ
سر اپنا ہجر مین دیوار سے جو ٹکراؤن
جدا جدا ہون وہین خشت و سنگ پیوستہ
بہم ہون سامنے دو واہ تو تماشہ ہو
بہوین دکہا دے جو وہ شوخ سنگ پیوستہ
تو اب تو ہاتہہ اوٹھا قتل سے کہ قبضۂ تیغ
ہوا ہے ہاتہہ مین انجانہ جنگ پیوستہ
بدن سے مرد و اور کے حلقہائے زرہ
ہین ہین صورتِ داغ پلنگ پیوستہ
وہ کب نکلتا ہے جبتک نہ دم مرا نکلے
جگر مین ایسا ہے تیرا خدنگ پیوستہ
ظفر سمجھ نہ اسے زلف روئے جانان پر
یہ ہے فرنگ سے سرحد زنگ پیوستہ

خال کے دانے سے دیکھہ اُس سیب غبغب مین گرہ
جتنے سیب خلد ہون تخم سے سب مین گرہ
زلف کے حلقہ مین وہ تابندہ اختر دیکھنا
قرص ماہ سے کیا لگی ہے دامن شب مین گرہ
دل کے واشد سے یہ کہلتا ہے کہ شاید دل کیجا
غنچہ سان پیدا ہوئے انسان کی قالب مین گرہ
دل گرفتون کی بگولا خاک کا اے شہسوار
ڈالکر لنگر لگائے پائے کوکب مین گرہ
عکس چشم مست ساقی سے ہے کیا نسبت اسے

[illegible]
نہین گرہ
[illegible]
[illegible]
نہین گرہ
[illegible]

۴۷

اُس کے دل
پڑتی ہے جو بری زبان پہ حرف مطلب
مین گرہ
رکہتے ہین رشتہ محبت کا ظفر جو دل
مین صاف
دانۂ تسبیح بھی ہے اونکی مذہب مین
گرہ

خجل ہے دیکھکے ابرو ہلال کیسا کچھ | اسی سے جانو کہ ہوگا جمال کیسا کچھ
فلک کے جتنے ستارے تو کر انہو معلوم | کھلا نہ کچھ کہ ہے اُس رخ کا حال کیسا کچھ
جو دوست تھی وہ ہین دشمن عجب تماشا ہے | ہوا ہے دیکھو زمانیکا حال کیسا کچھ
مرے زوال سے جانو کمال کو میرے | زوال یہ ہے تو ہوگا کمال کیسا کچھ
نہووے کیونکہ گرفتار تار مین دل | بچھایا زلف نے ہے اوسکی جال کیسا کچھ
نہ آئی پھر عیادت جو وہ مسیحا دم | تو ہو مریض کو اوسکی ملال کیسا کچھ

ظفر نکالی فلک نے جو کجروی کی ڈھنگ
تو اک زمانہ ہوا پائمال کیسا کچھ

اوسکی عادت کا اور ہے نقشہ | اوسکی قدرت کا اور ہے نقشہ
شام غربت کا اور ہے نقشہ | صبح عشرت کا اور ہے نقشہ
اب نقاہت کا اور ہے نقشہ | اپنی طاقت کا اور ہے نقشہ
میری صحبت خوش آئی کیونکہ انہین | اونکی صحبت کا اور ہے نقشہ
جائے سرد سے تپ غم کے | اس حرارت کا اور ہے نقشہ
تیری ان سرد مہریون پر بھی | سوز الفت کا اور ہے نقشہ
جانے کیا بوالہوس حقیقت عشق | اس حقیقت کا اور ہے نقشہ
ہے قیامت سے اسکو کیا نسبت | تیری قامت کا اور ہے نقشہ
کیونکہ جانبر ہو دردمند تیرا | درد فرقت کا اور ہے نقشہ
تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن | میری وحشت کا اور ہے نقشہ
نقش جب لکھتے ہین عبث احباب | کہ محبت کا اور ہے نقشہ
جیسے دیکھا ہے تجھکو آئینہ رو | اپنے حیرت کا اور ہے نقشہ
کھینچ صورت نہ اوسکی صورتگر | اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ
کرے جراح چارہ کس کس کا | ہر جراحت کا اور ہے نقشہ

اے ظفر جہان مین خلق ہے کہان

اب تو غفلت کا اور ہے نقشہ

دیگر

چھپا عجب زمانہ سے اوس جبین کا ہے نقشہ
وہ مہر کا ہے یہ ماہ مبین کا نقشہ
بنا نہ غم جو اس اندوہگین کا ہے نقشہ
تو لحظہ لحظہ چنان اور چنین کا ہے نقشہ
ہزار دوربین وہم سے پر ہین پیش نظر
تصور اپنے مین اک دوربین کا ہے نقشہ

۴۸

[illegible] فلک پہ شفق اوسکے کس شہید کی تیغ
[illegible] رنگ یہ چرخ برین کا ہے نقشہ
[illegible] زلف ہے اوسکا
سنوارتا ہے جو تو [illegible] دین کا ہے نقشہ
[illegible] عشق کی [illegible]
[illegible] دنیا مین [illegible] کیا نہیں
[illegible] حلاوت [illegible] کا ہے نقشہ
[illegible] کیا صاف
[illegible] آئینہ مین [illegible]
اوتارلیتا وہ اس نازنین کا ہے نقشہ

[illegible]

[illegible]

١٥

[illegible]

عکس خط آئینہ مین تیرا نہین حضرت خفا | درمیان انکی شاید ہین کھڑی پانیکی
روکے مژگان سے کہا جوش و فور گریہ | پینے خس منہ پہ بہلا کیونکہ اڑے پانیکی
ہین کہان بحر مین مردم سر گرداب حباب | ہے پانو ہمین پڑے ماہی کی کڑے پانیکی

تو وہ اب شیرین زبان بحر سخن مین ہے ظفر
خبر ترے کون چڑہے منہ پہ کڑے پانیکی

جوش گریہ سے نہ کچھ دیدۂ تر بیٹھ گئے | ہے یہ طوفان کئے ہمسائے گھر بیٹھ گئے
دیکھنا ہم نہین اٹھنے کی میان خستہ ملک | جس گھڑی در پہ تیرے کھول کمر بیٹھ گئے
کیا ہوا مت ہو خفا باد دل پر داغ جو ہم | تیرے پہلو مین ورا رشک قمر بیٹھ گئے
دشت وحشت کو کروں گا مین مین سر بلند بیٹھ | آبلے پانو کے یہ میرے اگر بیٹھ گئے
کیا کرین صاحب فن یار دکہاؤ مجکو | قدر دان اٹھ گئے سب اہل ہنر بیٹھ گئے
تری آتی نہین اب جو نظر اے دیدۂ تر | آہ اشکون مین کہین لخت جگر بیٹھ گئے
چھوڑنا جان سے کب تیر نگہ وہ ہمکو | دور سے ہم بھی اسے دیکھ کر یہ بیٹھ گئے

منزل عشق بہت دور ہے اللہ اللہ
ایک ہی گام مین تم تھک کے ظفر بیٹھ گئے

یاد آتی ہے اوس آئینہ رو کی کمر مجھے | کس طرح سے نہ ہووے عدم کا سفر مجھے
کس گلبدن کی یاد مین ملتی تھی جو رات | آیا نہ خواب مسند کمخواب پر مجھے
نرگس مین سیر چشم ہون بستان دہر مین | تیری طرح نہین ہوس سیم و زر مجھے
کچھ ہوش مین بھی آنے دے مجکو خدا کے ور | اے بیخودی چلی ہے تو لیکر کدہر مجھے
دریا ہون وسے تو بوسہ لب کچھ نہ اسکا پوچھ | بھاتا نہین ہے شربت قند و شکر مجھے
روز وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے | ہمنشین ہے پر شب ہجر انکا ڈر مجھے
دریا کا پاٹ تختہ دامن تو بن گیا | اور اس سے کیا دکھائیگی اے چشم تر مجھے
بیباک قفس سے دیکھ رہا ہون رخ چمن | صیاد ہے نہین ہوس بال و پر مجھے
[illegible] ظفر | آتا نہین ہے اسکے سوا کچھ نظر مجھے

دیگر

[illegible] دامان ہمارا
[illegible] گریبان ہمارا
[illegible] ارمان ہمارا
[illegible] جانان ہمارا

۵۳

[illegible]

آیا ہے نظر ہند کے پوشاک وہ گلگون	
قاتل نے کئے قتل کے سامان سارے	

چاندنی کی سیر خوبان تا سحر دیکھا کئے
اور ہم انکا رخ رشک قمر دیکھا کئے

کیا کہوں کیونکر مجھے رشک قمر دیکھا کئے
وہ نظر آئے نہ جنکو پھر نظر دیکھا کئے

شب مجھے کیا ہم ہی آئے رشک قمر دیکھا کئے
ماہ و پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کئے

کچھ ہوئے تسکین نہ تجھ بن اس دل حیران کو
گو تیری تصویر ہم آٹھوں پہر دیکھا کئے

آہ آتش بار سے دل و جگر جلتی رہے
ہائے ستم اے مردمان چشم تر دیکھا کئے

تم نظر آجاؤ شاید اس ہوس مین آج ہم
صبح سے تا شام سوئے رہگذر دیکھا کئے

ہم تو خاک و خون مین غلطان ہی رہے لب آ وہان
وہ تماشا اے دل خستہ جگر دیکھا کئے

صبح اے گلرو تری آنکھوں کو چشم شوق سے
کیا فقط گلہائے نرگس پھر نظر دیکھا کئے

لالہ گل ہے تیرے رخسارہ رنگین کو
باغ مین جبتک رہا تو جلوہ گر دیکھا کئے

گر نہیں ہے ربط کچھ باہم تو پھر محفل مین شب
تم اونہیں اور وہ تمہیں کیون اے ظفر دیکھا کئے

تیری نگاہ جو بت بے پیر پھر گئے	قسمت مرے الٹ گئی تقدیر پھر گئے

قاتل کی گلی مین اپنی یہ قدر ہم گئی
دیکھا جو حال عاشق و معشوق کو بہم
اپنی نظر مین بس تری تصویر پھر گئی
قاتل [illegible] مرے قتل سے
ہو کر قضا بھی میرے گلے پر سے پھر گئی
خط کا جواب مرے نہ [illegible] کہا ظفر
چمن حسن کی رنگت گئی تازی بدلی
گل مین [illegible] پوشاک [illegible]

۵۴

[illegible] رخ [illegible] تازی بدلی
[illegible]
[illegible] اوراق و دل [illegible] بدلی
[illegible]
[illegible] سانی بدلی
[illegible]
[illegible] عشق مجاز سے بدلی

گرچہ پروانہ ہوا رت کو دلسوزی سے — شمع محفل کے پرنہ دلکی گذری بدلی
لکھہ یہ تبدیل قوافی غزل اک اور ظفر
ہیے سلک در مضمون کی درازی بدلی

کہون کیا حال چشم و دل شکایت اسمین دو کی ہے
بیان عشق ہے مشکل شکایت اسمین دو کی ہے
جگر اور دل کی کیا پوچھے ہے بس یہ ذکر جانے دے
کہون کیا خاک اے غافل شکایت اسمین دو کی ہے
الم اور غم سے جو گذرے جگر پر منہ نہ کھلواؤ
نہ پوچھو آہ کیا حاصل شکایت اسمین دو کی ہے
کہون کیا شمع اور گلگیر کا مذکور مین تجھہ سے
سراپا شاہد محفل شکایت اسمین دو کی ہے
حقیقت ابرو و مژگان کی اپنے پوچھہ مت ہمدم
نہین لکھنے کی قابل شکایت اسمین دو کی ہے
دکھایا اور سنوایا جو کچھہ ہے دیدہ و دل نے
ظفر کس سے کہون شامل شکایت اسمین دو کی ہے

ہو رہا ہے نشہ جام مے گل گون تجھے
شیشۂ دل ہے بہت نازک دہ کیونکر دون تجھے
پوچھتا ہے کون شہر عشق مین مجنون تجھے
اک دیا تقدیر نے ہے گوشہ ہامون تجھے
خاک مین ملجائے گا اے سرو گلشن تو ابھی
گر دکھاوے ذرا وہ قامت موزون تجھے
اک عالم تماشائی [illegible] اے سادہ رو
آئینہ نے کر رکھا ہے اپنا اب مفتون تجھے

۵۵

[illegible]

[illegible]

ورنہ مر جاؤنگا دیکھونگا اگر [illegible] تجھے

چشم و دریا ابر سے روکش تو تھا ہے مرے

مین دکھا دونگا تماشہ پل مین اے جیحون تجھے

جب سے ہے اوسکی کمر کا اے ظفر تجکو خیال

سوجھے ہین باریک کیا کیا تب سے یہ مضمون تجھے

دیگر

لخت دل اور اشک کو کیونکر کہون یکسان ہے

وہ در غلطان ہے تو یہ سربسر مرجان ہے

مار کاکل زلف سنبل رخ ہے رشک یاسمن

سرو قد ہے غنچہ لب ہے خود گل خندان ہے

چشم رخ دیکھکر تیرے سوائے سادہ رو

دنگ ہے نرگس یہان اور آئینہ حیران ہے

ابر مین رخشندہ کب ہے برق اے پر فلک

وہ ہمارا دود دل یہ نالہ سوزان ہے

دیکھکر خال زنخدان کیون نہووے ڈانواڈول

چاہ کنعان وہ ہے اور یہ یوسف کنعان ہے

ہاتف غیبی سے کل آئی ندا مجکو ظفر

فکر مین تاریخ کے رہتا ہے کیون حیران ہے

جوتے ہوتے چشم سے آج اشکبار رہ گئی	آبرو باری تری ابر بہاری رہ گئی
آتے آتے اسطرف اوسکی سواری رہ گئی	دلکی دلمین آرزو جان نثاری رہ گئی
ہمکو خطرہ تہا کہ لوگون مین ہے چرچا اور کچہہ	بات خط آنے سے ترے پہ ہماری رہ گئی
[illegible]	دلمین بعد از مرگ کچہہ کہنی بیقراری رہ گئی

٥٦

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

	[illegible]	

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٧٥

[illegible]

کبھی شمشیر کے اوپر کبھی شمشیر کے نیچے ہے
خیال بالش پہ ہے پر یہ ومیذا اوڑتی ہے
تری جو آستان کا سنگ مرے سر کے نیچے ہے
ظفر شیرین سنگین دلسی کیا چالاک دستی ہے
کہ دست کوہ کن تو دب گیا پتھر کے نیچے ہے

دیگر

کس کی ابرو کی مری تصویر آنکھوں میں بہری
میں سر کی جگہ شمشیر آنکھوں میں بہری
کس پری رخسار نے کھولی جو اپنے منہ پہ زلف
وحشیون کی صورت زنجیر آنکھوں میں بہری
خواب میں دیکھا کیا میں تصویر ثبت رات بہر
[illegible] تصویر آنکھوں میں بہری
[illegible] سے ہی [illegible] نظر
[illegible] آنکھوں میں بہری
جب [illegible] کے تکتے تکتے راہ
[illegible] آنکھوں میں بہری
[illegible] تیرے اسے سرو بہر
اک [illegible] تصویر آنکھوں میں بہری
[illegible] اک سالی میں کی
تیری [illegible] آنکھوں میں بہری

دیگر

دل [illegible]
[illegible] کیے

[illegible]

۵۹

[illegible]

	[illegible]	

[illegible]		[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

	[illegible]	

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

18

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہم چھٹے ہین آج اے صیاد چوب سے
بارہا چھوٹے قفس سے بارہا پکڑے گئے

تیرے کوچہ مین گئے خط جب سنا پکڑے گئے
کچھ مرے یارون سے دل اے دلربا پکڑے گئے

نکلے مثل نالہ زنجیر جب زنجیر سے
پھر نہ ہم سودائی زلف دوتا پکڑے گئے

زلف کو چھیڑا صبا نے ہے ہماری کیا خطا
ہم گرفتار بلا ہین بے خطا پکڑے گئے

تیرے چھوٹے لے گئے آخر زر گل سب اڑا
نہ یہ بادی چور لے باد صبا پکڑے گئے

جیتے جی چھوٹے نہ زندان محبت سے کبھی
ایسی ساعت سے تمہارے مبتلا پکڑے گئے

کیون ہنسی تھی اے صبا سنکر فغان عندلیب
کان گلشن مین گلون کے جو سدا پکڑے گئے

کیون وفا کی تم سے جو ایسی بلاؤن مین پھنسی
ہم گئے کو اپنے ہین اے بیوفا پکڑے گئے

جیسے چوری کوئی زلف یار مین جاتے تھے یہہ
حضرت دل ظفر اچھا ہوا پکڑے گئے

[illegible]

باندھی کمر ہی شہ نے شہادت کیواسطے	سلام اے مجرئی شفاعت کیواسطے
سر کٹا اُس جناب ہدایت مآب کا	بلوائے گر ہون نے ہدایت کیواسطے
زین العابدین آبروئے دو جہان ہے	[illegible] بہر امامت کے واسطے
جاتا ہے ہائے دھوپ مین پیاسا برہنہ پا	[illegible] مین ہے جائے اقامت [illegible]
کرتے تھے آب خنجر و شمشیر سے وضو	شمشیر قتل گہ مین عبادت کیواسطے

[illegible]